شے کو بند کر دو، اگرچہ ایک دن کے لیے کرو۔

جب کسی کو بُرا کہنے لگے، ٹوک دو، کہو، کہ:

یہ بُرائی تو خود تیری اپنی ذات میں پائی جاتی ہے، اپنی بُرائی دور کر۔

بندہ جب اپنے گریبان میں منہ ڈالتا ہے اسے چاک پاتا ہے۔ اِصلاح مقصود ہو تو پہلے اپنا چاک رفو کر۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۴۸۷ شب و روز اپنے کمالات بیان کرتے ہو، خیرات بھی کرو۔ حقیقتاً کسی میں کوئی بھی کمال نہیں۔ صاحبِ کمال اپنے کسی کمال کا کبھی دعویٰ نہیں کرتے۔ ہر کمال کو اللہ ہی کی طرف سے عنایت سمجھ کر شکر کیا کرتے ہیں۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۴۸۸ **جنگلی بِلّے:**

پالتو بلّوں کی طرح خوبصورت، موٹے تازے، پلے ہوئے اور دستر خوان کی پیالیاں چاٹنے والے نہیں ہوتے۔ پتلے دُبلے، جفاکش اور جنگل کی زینت ہوتے ہیں۔ موسم کی شدّت سے متاثر نہیں ہوتے۔ دُھوپ ہو، مینہ، سیالے پالے، سب سروں پہ جھیلا کرتے ہیں۔ مصنوعی آرامگاہوں سے بے نیاز، بارش، آندھی اور طوفان میں دندناتے پھرا کرتے ہیں۔ جب بھوک لگتی ہے شکار کر کے کھاتے ہیں۔ کسی کا مارا کبھی نہیں کھاتے۔ رات کو جب دھاڑتے ہیں، دل دہل جاتے ہیں۔ اور پالتو بلّے بچوں کے تھپیڑے کھاتے دن گزارا کرتے ہیں۔

اللہ نے بلّے کو شیر کی چھینک سے پیدا کیا۔ شیر کی سی شکل اور شیر ہی کی خصلت و عادت رکھتے ہیں۔ مخصوص کتّوں کے سوا ہر کتّے کی زد میں کبھی نہیں آتے اور نہ ہی عام کتّے ان کے تعاقب کی جرأت کیا کرتے ہیں۔

جنگلی بلّے پالتو بلّوں کی طرح گھر گھر میں پانچ پانچ سات سات نہیں ہوتے، سارے جنگل میں گنتی کے ہوتے ہیں اور لوگوں میں مشہور ہوتے ہیں کہ فلاں کھیت میں ایک بلّا رہتا ہے اور رات کو لوگ سہم سہم کر چلا کرتے ہیں۔

کیا یہ بلّا اُسی بلّے کی نسل سے نہیں ؟ یقیناً ہے۔ البتہ ماحول سے اثر پذیر ہو کر اپنی ہر شے کھو بیٹھا، کھانے کی افراط نے اس کی خُو بدل دی۔ شکل کے سوا اب اس میں کوئی بھی خصلت باقی نہیں اور یہ اس کی گراوٹ کا انتہائی مقام ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۸۹

حدیث

اللہ کے حبیبِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام، دین کا وہ مستند نصاب جسے کوئی بدل نہیں سکتا اور جس کا کوئی منکر نہیں اور نہ ہی جس کے بغیر قرآن کریم کی پوری تعمیل ممکن ہے۔

اللہ نے فرمایا:

نماز قائم کرو!

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرمان کی تعمیل میں فرمایا کہ:

فلاں وقت اتنی رکعتیں پڑھو اور اس طرح پڑھو!

اللہ نے فرمایا:

مجھ سے دعا مانگو، میں قبول کروں گا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یہ دعائیں مانگو۔ اور تفصیل کے ساتھ فرمایا،

فلاں وقت یہ مانگ اور فلاں وقت یہ

یہاں تک کہ کوئی بھی وقت وسبب دُعا سے خالی نہ رہا۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۸۹۰ مطالبات ذاتی اور اتحاد و تعاون قومی ضرورت ہے۔ ذات پہ قوم کو ترجیح دے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۸۹۱ اپنے ملک وملّت کے اِقبال وکردار کو بلند کرنے کے لیے ذاتی مفاد قربان کر۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۸۹۲ قوم ذات کا مجموعہ ہے۔ قومی مفاد کے آگے ذاتی مفاد کوئی معنی نہیں رکھتا۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۸۹۳ قومی ترقّی کا اِحساس پیدا کر۔ اپنی ذات کو قوم سے الگ مت جان۔ تیری قوم ہی تیری ذات ہے

الحمدُ للحیّ القیّوم

۸۹۴ دیانت اور محنت سے جو بھی کام کروگے برکت ہوگی۔ ماشاءاللہ!

الحمدُ للحیّ القیّوم

۸۹۵ حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف نے اپنے محسن انصار حضرت زبیرؓ سے قرضِ حسنہ لے کر اپنی تجارت مدینہ منوّرہ کے ایک بازار میں ایک دینار کے پنیر سے شروع کی اور ایک سال بعد اونٹوں کا ایک لدا ہوا قافلہ بیت المال کو دیا۔

وہی برکت آج بھی ہے، دیانت ومحنت درکار ہے۔

ف: مکّی مہاجرین کا قافلہ جب بے سروسامانی کے عالم میں مدینہ منوّرہ پہنچا تو تمام مدنی انصار اپنے گھروں کے آگے ان کے استقبال کے لیے کھڑے تھے۔

جس کے گھر کے سامنے جو دوست گزرتا، وہ اسے اپنا بھائی سمجھ کر اندر لے جاتا۔

چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی باری حضرت زبیرؓ کے گھر میں آئی،

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا سارا سامان دو حصّوں میں تقسیم کر کے لگایا ہوا تھا اور آپؓ کی دو بیویاں تھیں۔ آپ نے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف سے عرض کی۔ میرے گھر کا یہ سامان برابر برابر دو حصّوں میں لگایا ہوا ہے، جونسا آپ کو پسند ہو قبول کر لیں اور یہ میری دو بیویاں ہیں، ان میں سے جونسی آپ قبول کریں، میں طلاق دے دیتا ہوں۔ اس پہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پہ رقّت طاری ہو گئی۔ حضرت زبیرؓ کے اس بے مثل ایثار پہ ملائکہ انگشت بدنداں ہوئے۔ آپؓ نے کہا یہ سارا سامان اور میری یہ بہنیں آپ ہی کو مبارک ہوں۔ مجھے قرضِ حسنہ پہ ایک دینار دیں اور منڈی کا پتہ بتا دیں۔ میرے لیے یہی کافی ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۸۹۶ اتحاد کے ساتھ نصرت اور نصرت کے ساتھ فتح نازل ہوا کرتی ہے۔ جس میدان میں بھی کوئی قوم کسی کام کے لیے متحد ہو جاتی ہے، نصرت عنایت کر دی جاتی ہے۔

اتحاد و نصرت کا ایک دوسرے سے چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اتحاد ایک نعمت اور نصرت رحمت ہے۔

نعمت پہ رحمت کا برسنا قدرت کا ازلی دستور ہے۔ جو قوم اپنی تعمیر کے لیے ایک مرکز پہ متحد ہو جاتی ہے نصرت اس کے ساتھ ہوتی ہے۔

جو قوم اپنے سوئے ہوئے نصیب کو جگانے کے لیے اُٹھ کھڑی ہوتی ہے، فتح اس کا استقبال کرتی ہے اور وہ کبھی شکست نہیں کھاتی۔ اپنے حال پہ رحم کھا اور متحد ہو۔ اتحاد وقت کی اہم پکار ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۸۹۷ آخری چکر میں جو سب سے آگے ہوتا ہے، کامیاب ہوتا ہے۔ پہلے چکروں میں کوئی آگے ہو

کوئی پیچھے، کوئی معنی نہیں رکھتا۔

الحمد للحیّ القیوم

۸۹۸ ہم نے کسی کافر کو تو کیا مسلمان بنانا تھا، مسلمانوں کو کافر بنا بنا کر رول رہے ہیں۔ جس کلمہ طیّب کو پڑھ کر کافر مومن ہوتا ہے، جب تک اس کلمہ کا منکر نہیں ہوتا، کافر نہیں ہوتا۔
مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، اپنے کسی بھائی کو کافر کہنا کسی بھی طرح کسی کو روا نہیں۔

الحمد للحیّ القیوم

۸۹۹ اہلِ طریقت (مجذوب ہو یا سالک) اہلِ خدمت اور اہلِ خدمت، اہلِ وفا ہوتے ہیں، صاحبِ ایثار ہوتے ہیں، صاحبِ انبار نہیں ہوتے۔ کوئی مال اپنے پاس جمع نہیں رکھتے۔ جو مال اللہ انہیں دیتا ہے اسی وقت اللہ کی راہ میں دے کر مال کے جنجال و وبال سے پاک ہو جاتے ہیں۔ ناداری کو اللہ کی نعمت سمجھ کر شکر کیا کرتے ہیں، کبھی شکوہ نہیں کرتے۔

الحمد للحیّ القیوم

۹۰۰ اللہ پاک ہے، پاک مال کو قبول کرتا ہے، ہر مال کو نہیں۔

الحمد للحیّ القیوم

۹۰۱ جذب سلوک کی ایک ناگزیر حالت ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۹۰۲ عمل جب قائم ہو جاتا ہے، قوی ہو جاتا ہے۔ جب قوی ہو جاتا ہے حصار بن جاتا ہے اور شیاطین پر غالب آ جاتا ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۹۰۳ عمل جب باقاعدگی سے وقت پہ ادا ہوتا ہے، کبھی قضا نہیں ہوتا، قائم ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

خصلت

۹۰۴

آدمؑ کی عظمت کا راز،

رُوئے آدمیّت کا غازہ،

صدفِ نوعِ انسانی کا دُرِّ شہوار،

ہر زندگی کی معراج کا زینہ، اور ہر قوم کی کامیابی کی ضامن ہوتی ہے۔

جب بھی کوئی قوم اپنی تعمیر کے لیے ایک مرکز پہ متحد ہو کر اپنے سوئے ہوئے نصیب کو جگانے کے لیے کمربستہ ہوئی، اُسی وقت اس پہ نصرتِ الٰہی نازل ہوئی۔

نصرتِ الٰہی صورت پہ نہیں، سیرت پہ نازل ہوا کرتی ہے اور سیرت خصلت ہی کا دوسرا نام ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کی پوری داستان کا مطالعہ کیجیے۔

جب بھی اللہ نے کسی قوم پر اپنی نصرت نازل فرمائی، سیرت ہی پہ فرمائی۔ اور سیرت کے سامنے صورت کوئی معنی نہیں رکھتی۔ ہر کوئی ہر روز، ہر قسم کی صورت اختیار کر سکتا ہے اور صورت تبدیل کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔ البتہ کسی کا سیرت کو بدل کر بلند کرنا عزم الامور میں سے ہے۔ جب کسی قوم کی کوئی خصلت اللہ کے ہاں مقبول ہو جاتی ہے، اللہ اسے اپنی دنیا میں بلند فرما دیتے ہیں۔ پھر اس قوم کی راہ میں کوئی رکاوٹ کبھی حائل نہیں ہو سکتی۔ نہ سمندر ان کی راہ روک سکتا ہے، نہ پہاڑ۔ جب تک کوئی قوم اپنے مِلّی معاملات و مطالبات کو ذاتی معاملات و مطالبات پر ترجیح نہیں دیتی، مِلّی ترقی نہیں کر سکتی۔

ذات سے قوم اور قوم سے مِلّت ہے۔ مِلّت کی بلندی کا احساس پیدا کر۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

الحمدُ للحیّ القیّوم

۹۰۵ ذات ایک قطرہ اور مِلّت سمندر ہے۔ قطرہ جب بھی سمندر سے جدا ہوا، بے تاب ہوا،

حوادث کا شکار ہوا۔

الحمد للحیّ القیوم

۹۰۶ ملّی مفاد پہ ذاتی مفاد کی قربانی ملّی مفاد کی روح رواں ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۹۰۷ ذات جب ملّت پہ اپنے ارمان قربان کر دیتی ہے ملّت سرجیت ہو جاتی ہے۔ گویا ذات کی قربانی ہی ملّت کی زندگی ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۹۰۸ قوم ایک ٹیم ہے۔ ایک کھلاڑی کی سُستی پوری ٹیم کو ہرا دیتی ہے۔ جس قوم نے بھی دنیا میں کوئی ترقی کی، ایک مرکز پہ متحد ہو کر اور کام کر کے کی۔

ٹیم جب جیتنے کا عزم لے کر کھیل کے میدان میں اترتی ہے، جیت جاتی ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۹۰۹ یقین ایمان کی بنیاد ہے۔ ایمان جب شک و شبہ سے پاک ہو جاتا ہے، یقین بن جاتا ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۹۱۰ مشاھدہ یقین کو محکم کرتا ہے۔

یقین مشاہدے کا محتاج نہیں ہوتا۔

جو یقین مشاہدے کا محتاج ہو، مشروط ہے، حقیقی نہیں۔ یقین ہر حال میں اپنی اصلی حقیقت پہ قائم رہتا ہے، اپنا زاویہ کبھی نہیں بدلتا۔ خوشحالی ہو یا زبوں حالی، ہر حال میں بدستور قائم رہتا ہے۔

اپنے رب کی ربوبیت و ملوکیت و اُلوہیت پہ یقین پیدا کر اور یہی یقین ایمان ہے۔ جتنا مضبوط یقین، اتنا ہی مضبوط ایمان۔

یہ یقین پیدا کر،

میرا رب، جس کا کہ میں بندہ ہوں، ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر اور ہر کسی کا حافظ و ناصر، اور ہر کسی کے ہر وقت ساتھ ہے۔ ہر کسی کے ہر معاملے میں، دینی ہو یا دنیوی، سب سے بڑھ کر وکیل و کفیل و نصیر ہے۔ مجھ پہ اور کُل عالم پہ ماں سے بھی سو گُنا زیادہ مہربان و شفیق ہے۔ یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے اور جیسے بھی ہو رہا ہے، اُسی طرح ہو رہا ہے جیسے کہ چاہیے۔ ہر شے کا ہونا، خیر ہو یا شر، اللہ ہی کی طرف سے جان۔

اللہ رحمٰن و رحیم و حکیم ہے، اس کی ہر شے حکمت پہ مبنی اور سراسر حکمت ہے۔ اعتراض یقین کی ضد ہے۔ قدرت کے ہر کام کو حکمت پہ مبنی سمجھ اور اعتراض مت کر۔ دل سے یہ تسلیم کر کہ:

جس طرح میرے ساتھ ہوا، ہو رہا ہے اور ہو گا، اللہ ہی کی طرف سے ہے اور اسی میں میری بھلائی ہے۔ یہ خوشی، یہ غمی، یہ کثرت یہ کمی، یہ حیات یا ممات قدرتی نظام کے تحت آتی جاتی ہیں۔

یا اللہ! دو چیزیں کبھی کم نہ ہوں، پھر ہمیں کوئی کمی نہیں۔

مَن میں تیرا ذکر اور تن میں تیری طاعت رہے! آمین۔

ذِکر و طاعت زندگی کے دَو شاہ مُہرے ہیں۔ یا اللہ ہمیں اپنے ذِکر کی توفیق بخش! آمین۔ اور طاعت کی۔ آمین۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۱۱ اکثر دوست یہ کہتے ہیں، ذکر میں انہیں کوئی لذت نہیں آتی۔ ذاکر جب مذکور کو محبوب مان کر ذکر میں مشغول ہوتا ہے، اسی وقت مسرور ہو جاتا ہے، مخمور ہو جاتا ہے۔

ذاکر کے دل میں ذکر اور مذکور کے سوا کوئی اور شے باقی نہیں رہتی۔

اس حال میں اگر کسی نے شوق و محبت سے سرشار ہو کر ایک بار اپنے اللہ کو سبحان اللہ کہا مقبول

ہوا، اس کے گناہ معاف ہوئے، درجات بلند فرمائے گئے اور سرور کی لذت سے نوازا گیا، بار بار کہنے کا تو کیا مقام ہوگا!

الحمد للحیّ القیّوم

۹۱۲ خزاں سے صرف پتے جھڑتے ہیں، پودے کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا اور خزاں ہی بہار کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۱۳ یہ گنہگار آنکھیں، آوارہ دل، سرکش اعضاء، اور گرد آلود پاؤں نہ اُن کے جمال کے متحمل ہو سکتے ہیں، نہ حاضری کے اگر یہ کسی کام کے ہوتے، ضرور کامیاب ہوتے۔ سلطان کی مصاحبت کے لیے وفاداری کے علاوہ، اعلیٰ درجے کی استعداد بھی ضروری ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۱۴ رنج و غم کو اللہ کی طرف سے تحفہ سمجھ کر رحمت کے انتظار میں خاموش رہنا صبر کا ادنیٰ مقام ہے اور خوش رہنا اعلیٰ مقام ہے۔ گویا اس وقت بندے کا اللہ بندے کی طرف پوری رحمت سے متوجّہ ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۱۵ کنواں ساکن اور دریا متحرک ہے۔ کنواں دریا کی برابری نہیں کر سکتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۱۶ سکون ایک نعمت ہے جو ایمان پہ عنایت ہوتی ہے۔ بندہ جب سچے دل سے اللہ کو اپنا رب مان کر یہ کہتا ہے اَللّٰہُ اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا، اللہ اسے اسی وقت بخش دیتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۱۷ انسان کی سب سے بڑی ضرورت کپڑا ہے۔ بھوکے کا تو گزارہ ہو سکتا ہے، ننگے کا نہیں۔ ستر ڈھانپنے کے لیے ہر کسی کو ہر وقت کپڑا ضروری ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۹۱۸ یہ مشق کبھی ناکام نہیں رہتی:

اَللّٰہُ حَافِظِیْ اَللّٰہُ نَاصِرِیْ اَللّٰہُ حَاضِرِیْ اَللّٰہُ نَاظِرِیْ اَللّٰہُ مَعِیْ فَاللّٰہُ خَیْرًا حَافِظًا ط

یعنی اللہ ہی ہر کسی کا ہر جگہ، ہر وقت، ہر معاملے میں حافظ و ناصر ہے اور اللہ ہی ہر جگہ، ہر وقت، ہر کسی کے پاس حاضر و ناظر اور اللہ ہی سب سے بڑھ کر نگہبان ہے

مشق اَللّٰہُ مَعِیْ :

میرا اللہ جس نے کہ مجھ کو اور کل کائنات کو پیدا کیا، میرے پاس حاضر و ناظر ہے۔ کسی بھی وقت اور کبھی دور نہیں ہوتا۔ میری کوئی بھی شے میرے اللہ سے کبھی پوشیدہ نہیں۔ جو میں کہتا ہوں، اللہ سنتا ہے۔ جو کرتا ہوں، دیکھتا ہے اور جو دل میں سوچتا ہوں، جانتا ہے۔

میرے اقوال و افعال اللہ کے روبرو ہیں اگرچہ میرا اللہ مجھے دکھائی نہیں دیتا لیکن میرے قریب ہے، شاہ رگ سے بھی قریب تر۔ گویا میرے اندر ہی میرے اللہ کا ڈیرا ہے۔

جب بھی بولنے لگو سوچ کر بولو اور جب بھی کچھ کرنے لگو سوچ کر کرو۔ اللہ حاضر و ناظر ہے۔ اور یہ مشق، اہم مشق ہے۔ یہ مشق اصل مجاہدہ ہے اور اس پہ قائم رہنا کافی ہمت کا کام ہے۔

پھر جب بندہ اپنے رب کی طرف متوجہ ہو کر محبت و شوق سے مجبور ہو کر اپنے معبود کو پکارتا ہے

یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

یقیناً اللہ راضی ہوتا ہے، بہت خوش ہو جاتا ہے۔ بلائیں روک دیتا ہے، خطائیں بخش دیتا ہے، دُعائیں قبول فرما کر عطائیں جاری کر دیتا ہے اور فرماتا ہے:

بے شک میں ہی احد ہوں، میرا کوئی شریک نہیں اور کوئی ثانی نہیں، کوئی ہمسر نہیں، میں اپنی ذات وصفات میں یکتا و بے مثل ہوں۔ جو چاہوں کروں، مجھے کوئی روکنے والا نہیں اور میرے بغیر کوئی دوسرا کچھ بھی کرنے کی کوئی قدرت نہیں رکھتا۔ میں جسے چاہوں، جب چاہوں روک دوں لیکن مجھے کوئی روکنے والا نہیں۔ میں کسی بھی معاملے میں کسی غیر کا محتاج نہیں لیکن ہر کوئی ہر معاملے میں کُلیتہً میرا محتاج ہے۔ ہر کوئی میرے ہی کرم کا محتاج اور میرے ہی در کا فقیر ہے۔

اللہ ہی صمد ہے۔ صمد وہ ہے جو ہر کسی سے بے نیاز ہو لیکن ہر کوئی اس کا نیاز مند ہو۔ بندہ نیاز مند اور تو اے میرے رب! بے نیاز ہے۔ بندہ تیرا نیاز مند ہو کر ہی ماسوا سے بے نیاز ہے۔ جب تک بندہ تیرا نیاز مند نہیں ہوتا، تیری دنیا میں ماسوا سے کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ بے شک تیری نیاز مندی میں ہی بندہ کی بے نیازی ہے۔ تیرا نیاز مند تیرے سوا ہر شے سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ بندے کی بے نیازی تیری نیاز مندی میں ہے اور بندے کی بے نیازی بندگی کا سب سے بڑا ناز ہے۔ یعنی بندہ ایک بے نیاز کا نیاز مند ہو کر کون و مکان کی ہر شے سے مستغنی و بے نیاز ہو جاتا ہے۔ محض اس ناز پہ کہ وہ ایسے رب کا بندہ ہے جو احد ہے، صمد ہے، حیّ ہے، قیوّم ہے اور یہ چاروں صفات اللہ ہی کے لیے ہیں، کوئی مخلوق اس کا دعویٰ نہیں کر سکتی جو احد ہے، وہ صمد بھی ہے۔ احد ہی صمد اور صمد ہی احد ہو سکتا ہے۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

یاحیّ یاقیّومُ اسمِ اعظم ہے

بندۂ ناکارا اور کاغذ بے چارا کیوں کر اس اسمِ اعظم کے اَسرار و انوار کا متحمّل ہوسکتا ہے، پھر بھی یہ دونوں صفات ایک دوسرے سے لازم و ملزوم ہیں جو حیّ ہے وہ قیّوم بھی ہے اور قیّوم وہی ہے، جو حیّ ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

بلبل کی چہک میں	پھول کی ٹہک میں
کلی کی مہک میں	آگ کی دہک میں
سونے کی دمک میں	ہیرے کی چمک میں
سورج کی دھوپ میں	چاند کے روپ میں
بجلی کی کڑک میں	شعلے کی بھڑک میں
کوئل کی کُوہ میں	قُمرے کی ہُو میں
چنبیلی کی کلی میں	عنبر کی ڈلی میں
ہواؤں کے زور میں	دریاؤں کے شور میں
قُمری کے گیت میں	چکور کی پریت میں
صحرا کی ریت میں	کیسر کے کھیت میں
دریا کے بہاؤ میں	ساگر کے ٹھیراؤ میں
پہاڑوں کی اونچائی میں	غاروں کی گہرائی میں
لیموں کی کھٹاس میں	قند کی مٹھاس میں
یوسفؑ کی جدائی میں	یعقوبؑ کی دُہائی میں

مظلوم کی آہ میں	...... کی نگاہ میں
محبوب کی دید میں	یوسفؑ کی خرید میں
ذاکر کے ذکر میں	زاہد کی فکر میں
ہاتھی کی جسامت میں	چیونٹی کی قدامت میں
خرد کی خبر میں	عشق کی نظر میں
محبوب کے ناز میں	محب کے نیاز میں
آنکھ کے نور میں	دل کے سرور میں
محب کے جمال میں	محبوب کے جلال میں
لاَ اِلٰہ کی ہستی میں	اِلاَّ اللّٰہ کی مستی میں

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ ہی کا سرمدی نور جلوہ گر ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۱۹　آدمی کی عمر جب ذرا بڑی ہو جاتی ہے بعض اوقات انٹ سنٹ باتیں کرنے لگتا ہے۔ جس بات کو جانتا نہیں اور جانتا نہیں کہ وہ جانتا نہیں، اپنی طرف منسوب کرنے لگتا ہے۔ کبھی کسی راہی نے بھی اپنی جیب کے بٹوے سے کسی کو مطلع کیا؟

اللہ کے بندو، اللہ سے ڈرو اور عقل کی باتیں کرو۔ ساری دنیا میں گنتی کے بندے مقبول بندے ہوتے ہیں اور بندوں کی نظروں سے اوجھل ہوتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۹۲۰　فیض کے تمام سلسلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے فیض سے جاری ہوتے ہیں اور درجہ بدرجہ ہوتے ہیں۔ فیض کا جو سلسلہ درجہ بدرجہ وہاں تک نہیں پہنچتا غیر معتبر ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۲۱ دریا جہلم کے دہانے سے نکل کر ڈیلٹا بناتا ہوا جہلم ہی میں جا گرتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۲۲ جہانگیر کی سیرگاہ اب اہلِ جہان کی عبرت گاہ ہے۔ ایک آدمی کے نفس کی تفریح کے لیے لاکھوں آدمی شب و روز محوِ کار رہے۔ اگر اتنا کام اور اتنی محنت دین کے لیے کی ہوتی، دین اسے کبھی فراموش نہ کرتا، ہمیشہ زندہ رکھتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۲۳ شہزادوں کی رہائش گاہیں اور سیر گاہیں اب عبرت گاہیں ہیں۔ ان سے عبرت حاصل کر، یہ سوچ کہ اگر اتنا مال اور اتنا اسباب دین کے کاموں میں خرچ کیا جاتا تو قیامت تک قائم اور جاری رہتا۔ اللہ کے دینِ اسلام کو بلند کرنے کے لیے اگر اتنی کوشش کی جاتی تو کبھی رائیگاں نہ جاتی، رنگ لاتی اور ضرور لاتی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۲۴ حضرت باوا صاحب رضی اللہ عنہ کے پچھتّر ہزار خلفاء تھے جن میں سے صرف دو زندہ ہیں:
نظام الدّین اور علاؤ الدّین۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۲۵ فخر گراوٹ کا ایک سبب ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۲۶ دوست کے جمال کا اظہار اور قباحت کا اخفا ضروری ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۲۷ بہترین دوست وہ ہے
جو اپنے دوست کی نیکی کو ظاہر کرے اور بدی کو چھپائے اور بدترین وہ ہے جو اس کا

اللہ کرے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۲۸　ایک نے کہا وہ عرش پہ پہنچا۔ پوچھا "اپنے آپ یا کسی کے پہنچائے سے" اس نے کہا "اپنے آپ" کہا "اہلِ فن کے نزدیک یہ سیر معتبر نہیں" طریقتِ قدیم کے منافی ہے۔ جو بھی وہاں پہنچا کسی کا پہنچایا ہوا پہنچا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۲۹　شاہی دربار میں حاضر ہونے والے کو بادشاہ کی طرف سے اسناد عطا ہوتی ہیں اور وہ اسناد پُشتوں کام آتی ہیں۔ دنیا میں مشہور ہوتا ہے کہ فلاں شخص شاہی دربار میں حاضری کا شرف حاصل کر چکا ہے۔ سلطان جب دربارِ عام لگاتے ہیں، اسے ضرور بُلاتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۳۰　مرض کی غلط تشخیص اور ادویات کا بے جا استعمال مریض کے لیے مہلک ہوتا ہے ورنہ ادویات کے خواص و اثرات میں کوئی کمی نہیں ہوا کرتی۔ محرقہ کے مریض کا علاج، ملیریا کی دواؤں سے کیا تو مریض کو بڑی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۳۱　تمام درجات کی باز پرس ہو گی جس جس القاب سے کوئی ملقّب ہوا اور اس نے اس کی تردید نہ کی، پوچھا جائے گا "کیا تم ایسے تھے جیسے کہ تمہیں کہا جاتا تھا، اور جب کہا جاتا تھا، سن کر خوش ہوتے تھے۔ تم نے ایسے القابات کی تردید کرنی تھی اور عام اعلان کرنا تھا کہ لوگ تمہیں نہ معلوم کیوں ایسا کہتے ہیں حالاں کہ تم ایسے نہیں"۔ یہاں تک کہ مرنے والوں سے یہ باز پرس ضرور ہو گی، کہ جیسا لوگ تجھے پکارتے تھے، کیا تو ایسا ہی تھا؟

الحمد للحیّ القیّوم

۹۳۲ ہر تباہی کا سبب ہوتا ہے۔ جب تک کوئی اپنی تباہی کے اسباب آپ پیدا نہیں کرتا، اللہ اسے کبھی تباہ نہیں کرتے یا کسی پہ کبھی تباہی نازل نہیں فرماتے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۹۳۳ ہر تعریف کی تمہید اللہ سے کر۔ ہر قسم کی تعریف میرے اللہ ہی کے لیے اور اللہ ہی سے ہے۔ نفس کی تعریف مستحسن نہیں، مذموم ہے۔ اس لیے کہ نفس کلیتاً برائی سے کبھی بری نہیں ہوتا مگر جسے کہ اللہ نے بچایا۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۹۳۴ نیت جب مخلص ہوئی ارادت میں مدغم ہوئی اور ارادہ کُنْ فَیَکُوْن ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۹۳۵ مور کی منزل مرغزار اور مرغابی کی جھیل ہے۔ جہاں منزل ملی، قافلے سے فرار ہوئے گویا مور منزل کا نہیں زینت کا دلدادہ ہے۔ جہاں مرغزار پایا بھاگ گیا اسی طرح مرغابی۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۹۳۶ انسان کی طرح رفتارِ زمانہ کے ساتھ ساتھ جانوروں نے بھی ترقی کی اور ہر میدان میں اس کے شانہ بشانہ رہے۔

مثال کے طور پر چوہوں کو لیجیے۔ موجودہ دور کا چوہا پنجرے میں آسانی سے داخل نہیں ہوتا۔ کھانے کی چیز کو پنجرے میں دیکھ کر چکر کاٹتا ہے اور سوچتا ہے "اس اندھیرے میں یہ مہمانی کا سامان ضرور کوئی راز ہے اور مجھے ہی پھانسنے کے لیے ہے"۔ اگر پرانی قسم کا کوئی غیر اندیش چوہا لالچ میں آ کر اندر چلا ہی جاتا ہے تو بند ہو کر چین سے نہیں بیٹھتا بلکہ چکر کاٹتا رہتا ہے اور جس دروازے سے داخل ہوا تھا اسی کو اپنے پاؤں اور دانتوں سے کھولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ عموماً کامیاب ہو کر نکل بھاگتا ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۹۳۷ وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا ؕ کی تشریح میں ایک نے کہا :

جب میں اللہ کے ذکر میں محو ہوا مخلوق نے مجھ سے نفرت کی اور میں نے اس انقطاع کو اللہ کی طرف سے ایک حکمت سمجھ کر شکر کیا اور یہ انقطاع ہی میرے اتّصال کا موجب بنا ۔

مَاشَاءَ اللہُ

الحمد للحیّ القیّوم

۹۳۸ جس کام کو صبح شروع کیا جاتا ہے برکت ہوتی ہے ۔ دن کا تھکا ماندہ آدمی شام کو کیا کام کر سکتا ہے؟

الحمد للحیّ القیّوم

۹۳۹ افعال مقدور ہیں اور قدر خلق ہے ۔ خیر ہو یا شر ۔

اس حقیقت پر یقین لانے کے لیے طریقت کی منزل کا کم از کم تین چوتھائی حصّہ درکار ہے ۔ پہلے ہی روز زبان سے تو ہر کوئی تسلیم کر لیتا ہے لیکن دل سے اس ایمان پر یقین لانے کے لیے طریقت کی منزل اگر بارہ سال ہے تو ساڑھے گیارہ سال ضرور لگتے ہیں ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۴۰ اَمر اور ارادت میں زمین آسمان کا فرق ہے ۔

شیطان کو حکم دیا آدم کو سجدہ کر ۔ ارادہ تھا کہ نہ کرے ورنہ شیطان مخلوق تھا اس کی کیا مجال کہ اپنے خالق کے حکم سے سرگردانی کرے ۔

اسی طرح سیدنا آدم علیہ السلام کے لیے حکم تھا کہ اس دانے کو نہیں کھانا ۔ ارادہ تھا کہ کھائے

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحیّ القیّوم

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص اس طرح کہے :

جَزَی اللّٰہُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَّا ھُوَ اَھْلُہٗ ط

"اللہ جزا دے ہماری طرف سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جس جزا کے وہ مستحق ہیں"
تو اس کا ثواب ستّر فرشتوں کو ہزار دن تک مشقّت میں ڈالے گا یعنی وہ ہزار دن
تک اس کا ثواب لکھتے لکھتے تھک جائیں گے۔

(طبرانی فی الکبیر و الاوسط)

الحمد للحیّ القیّوم

۹۴۱ انسانی عقل ناقص ہے۔ قدرت کی حکمت کے کسی بھید کو کیا پا سکتی ہے؟
جس بچے کو مارنے کے لیے فرعون نے ہزاروں بچے مارے، اللہ نے اُس بچے کو فرعون ہی کی گود میں پالا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۴۲ طاعت میں قُرب، قُرب میں حال، محبّت میں جذب اور جذب میں وصال ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۴۳ طاعت اختیاری اور محبّت غیر اختیاری ہے۔ حاکم کے حکم کی تعمیل، اطاعت اور دِرجانا لُٹ جانا محبت ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۴۴ ایک نوجوان کس کر کمر باندھے ایک دریا کے کنارے کھڑا لہروں کو دیکھ دیکھ کر گھبرا سا گیا، شش و پنج میں پڑ گیا۔ دریا کی موجوں کے شور و غل نے نوجوان کے پِتّے کو پانی پانی کر دیا۔ وہ ایک مدّت دریا میں کودنے کے لیے کنارے پہ کھڑا موجوں کا جائزہ لیتا رہا۔ اللہ العلی العظیم کو بے چارے کی بے بسی پہ ترس آیا، ہاتف نے ندا دی!
"اس طرح تم کب تک دریا کے کنارے کھڑے وقت ضائع کرتے رہو گے؟ اگر

اے او نوجوان! تو کشمکش و پیچ میں نہ پڑتا، آتے ہی کود پڑتا، اب تک کب کا کنارے پہنچ چکا ہوتا۔ یہ دریا، یہ موج، یہ بھنور، یہ گرداب، تیرے آہنی عزم کے آگے ایک چلّو بھر پانی کی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔ یہاں رُکنا بھی کوئی جوانمردی ہے؟ تو اللہ کا برکت والا نام لے کر اللہ ہی کے توکّل پہ دریا میں کُود پڑ۔ اگر تو دریا میں ڈوب بھی گیا تو یہاں کھڑے رہنے سے بہر حال بہتر ہے۔ یہ دریا بے چارہ تیرے عزم و استقلال کی کیا برابری کر سکتا ہے؟ تیرے آہنی عزم کے سامنے دریا تو کیا، سات سمندر بھی کوئی وقعت نہیں رکھتے۔ دریا کی کوئی موج تجھے کبھی ڈبو نہیں سکتی۔ اگر تو نے ڈوبنا ہوتا، کبھی یہاں نہ آتا۔

یہ سن کر اس نے اپنے جسم کو جھنجوڑا اور بے خوف و خطر دریا میں کود پڑا۔

دریا کی موجوں سے کھیلنے والے نوجوان کو ہاتف نے دلاسا دیا۔

اے میرے نوجوان! موجوں کو چیرتے ہوئے بڑھے چل۔ دریا کی ساری دریائی تیری ہمت پہ نازاں اور تیرے مقابلے سے گریزاں ہے۔

"ندی ہس کے فقیری والی لنگھیے
صابرؒ دے کولوں بھیک منگیے"

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

○

۹۴۵ عمل جب قائم ہو جاتا ہے، قوی ہو جاتا ہے پھر کبھی قضا نہیں ہوتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۴۶ عمل اپنے قاری کا وکیل و کفیل و نصیر و حفیظ ہوتا ہے۔

الحمدُللحیّ القیّوم

۹۴۷ عمل کے نور کا جلال عجز و کسل و جُبن کو جلا دیتا ہے۔

الحمدُللحیّ القیّوم

۹۴۸ عمل ایک قلعہ ہے جس میں کسی بھی طرح اور کوئی بھی، کبھی داخل نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اسے توڑ سکتا ہے۔

الحمدُللحیّ القیّوم

۹۴۹ عمل ایک حصار ہے جسے کوئی پھاند نہیں سکتا۔

الحمدُللحیّ القیّوم

۹۵۰ عمل ایک پہاڑ ہے جسے کوئی ہلا نہیں سکتا جو اس سے ٹکراتا ہے، پاش پاش ہو جاتا ہے۔

الحمدُللحیّ القیّوم

۹۵۱ عمل ہر حال میں اپنے ہر حریف کا مقابلہ کرتا ہے اپنی انابت قائم رکھتا ہے حتی الامکان اپنا تسلسل کبھی ٹوٹنے نہیں دیتا اور یہ عمل کی بہترین کرامت ہے۔

الحمدُللحیّ القیّوم

۹۵۲ کسی کا شریک بن کر کہیں مت رہ۔ جہاں بھی رہ، مطیع بن کر رہ۔ دوست کے ساتھ دوست بن کر رہ، خیر خواہ بن کر رہ۔ اسی میں راحت ہے اور اسی میں رفعت۔

الحمدُللحیّ القیّوم

۹۵۳ اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ

شیخ اپنی قوم میں ایسے ہی ہوتا ہے، جیسے کہ نبی اپنی اُمّت میں"

الحمدُللحیّ القیّوم

۹۵۴ انبیاء علیہم السلام کے سوا ہر کسی کو سیدھی راہ پہ چلنے کے لیے چلانے والے راہبر کی ضرورت ہوتی ہے۔

الحمدللہ الحی القیوم

۹۵۵

حضرت سیدنا خضر علیہ السلام اور حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی

ملاقات

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو خطبہ دے رہے تھے آپ سے سوال ہوا کہ سب سے بڑا عالم کون ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ "میں" یا یہ کہ روئے زمین پر آپؑ سے زیادہ علم والا بھی کوئی ہے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں۔

یہ کلمہ اللہ کو ناپسند آیا اسی وقت وحی آئی کہ "مجمع البحرین" میں ہمارا ایک بندہ ہے جو تجھ سے زیادہ عالم ہے پھر حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی میں تیرے اس بندے تک کیسے پہنچ سکتا ہوں؟ حکم ہوا اپنے ساتھ ایک مچھلی رکھ لو جہاں وہ مچھلی کھو جائے وہیں وہ مل جائیں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھی یوشع بن نون علیہ السلام کو لے کر چلے، حتیٰ کہ منزلِ مقصود تک پہنچے۔ آپؑ نے دیکھا کہ وہ صاحب کپڑے میں لپٹے بیٹھے ہیں آپؑ نے سلام کیا اور کہا میں موسیٰؑ ہوں انہوںؑ نے پوچھا کیا بنی اسرائیل کے موسیٰ؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔ اور میں اس لیے آیا ہوں کہ آپ مجھے وہ بھلائی سکھائیں جو کہ آپؑ کو اللہ کی طرف سے سکھائی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا تیرے ہاتھ

میں توریت ہے، آسمان سے وحی اترتی ہے۔ کیا یہ کافی نہیں ؛ موسیٰؑ ! آپ میرے ساتھ سفر نہیں کر سکتے۔ اس لیے کہ جو علم مجھے ہے وہ آپؑ کو نہیں، جو علم آپ کو ہے، مجھ کو نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ہم دونوں کو جداگانہ علم عطا فرما رکھا ہے

الحمد للحی القیوم

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، ان شاء اللہ آپ دیکھیں گے، میں صبر کروں گا۔ اور آپ کے کسی فرمان کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا، اگر آپؑ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو مجھ سے کسی بھی بات کے متعلق، جو بھی میں کروں، سوال نہ کرنا یہاں تک کہ میں خود آپ کو خبر دوں کہ میں نے فلاں کام کیوں ایسے کیا۔ یہ باتیں کر کے دونوں حضرات ساتھ ساتھ چل دیے۔

دریا کے کنارے ایک کشتی تھی، کشتی والوں نے حضرت خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور کرایہ لیے بغیر دونوں کو سوار کر لیا۔ تھوڑی دور چلے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ حضرت چپ چاپ کشتی کے تختے کلہاڑی سے توڑ رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ان لوگوں نے تو ہمارے ساتھ احسان کیا بغیر کرایہ کے کشتی میں سوار کیا، آپ نے ان بے چاروں کی کشتی کے تختے توڑ دیے ! اس پہ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کیا میں نے آپ سے یہ نہ کہا تھا کہ آپ میرے کاموں پہ صبر نہیں کر سکتے ؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام معذرت کرنے لگے کہ خطا ہوئی، بھول سے پوچھ بیٹھا، معاف فرمائیے، سختی نہ کیجیے، پھر نہیں پوچھوں گا۔

کشتی کے ایک تختے پہ ایک چڑیا آ بیٹھی اور سمندر میں چونچ ڈال کر پانی لے کر اُڑ گئی۔ حضرت خضرؑ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ آپؑ کے اور میرے علم نے اللہ کے علم میں سے اتنا ہی کم کیا ہے جتنا پانی اِس سمندر میں سے اِس چڑیا

نے کم کیا ہے۔
کشتی کنارے لگی، دونوں حضرات ساحل پہ چلنے لگے۔ حضرت خضرؑ کی نگاہ چند کھیلتے ہوئے بچوں پہ پڑی، ان میں سے ایک بچے کا سر پکڑ کر حضرت خضر علیہ السلام نے اس کی گردن اس طرح مروڑ دی کہ اسی وقت اس کا دم نکل گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سخت گھبرائے۔ فرمانے لگے "بغیر کسی وجہ کے اس بچے کو آپ نے ناحق مار ڈالا، آپ نے بڑا ہی منکر کام کیا"۔
حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کیا میں نے آپؑ سے پہلے ہی سے نہ کہہ دیا تھا کہ آپ کی اور میری نبھ نہیں سکتی؟ آپؑ میری باتوں پہ صبر نہ کر سکیں گے"۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا "اب اگر میں کوئی سوال کروں تو پھر مجھ کو اپنے ساتھ نہ لے چلنا"۔
پھر دونوں حضرات ہمراہ چلے، ایک بستی میں پہنچے، وہاں کے لوگوں سے کھانا مانگا انہوں نے انکار کیا۔ وہاں ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی۔ اسی وقت حضرت خضر علیہ السلام نے اسے درست کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ خیال تو فرمائیے، ہم یہاں آئے، ان لوگوں سے کھانا طلب کیا، انہوں نے انکار کیا اور آپ نے بلا اجرت ان کی دیوار بنا دی۔ آپ اگر چاہتے، ان سے اُجرت لے لیتے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا، بس اب تین بار ہو چکا۔ اب آگے آپ میرے ساتھ نہیں چل سکتے۔ اب ان تین کاموں کی جن پہ آپ نے اعتراض کیے، حقیقت سنیے،
فرمایا کہ کشتی کو عیب دار کرتے ہیں تو یہ مصلحت تھی کہ اگر یہ صحیح و سالم ہوتی تو آگے چل کر ایک ظالم بادشاہ تھا، جو ہر ایک اچھی کشتی کو ظلماً چھین لیتا تھا، اس کے ہاتھ لگ

جاتی حالاں کہ یہ کشتی ہی ان مسکینوں کی روزی کمانے کا ایک ذریعہ ہے۔ اب جب کہ وہ اسے ٹوٹی پھوٹی دیکھے گا تو چھوڑ دے گا۔

بچے کو قتل کرنے کی بابت فرمایا کہ اس بچے کی جبلّت میں ہی کفر تھا۔ آپ نے فرمایا کہ بہت ممکن تھا کہ اس بچے کی محبت اس کے ماں باپ کو بھی کفر کی طرف مائل کر دیتی۔ اس کی پیدائش سے اس کے ماں باپ بہت خوش ہوئے تھے اور اس کی ہلاکت سے وہ بہت غمگین ہوئے، حالاں کہ اس کی زندگی ان کے لیے ہلاکت تھی۔ آپؑ فرماتے ہیں ہم نے چاہا کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایسا بچہ دے جو بہت پرہیز گار ہو اور جس پر ماں باپ کو زیادہ پیار ہو یا یہ کہ جو ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرے اس لڑکے کے بدلے اللہ نے ان کے ہاں ایک لڑکی دے دی۔

اس دیوار کو درست کر دینے میں مصلحتِ خداوندی یہ تھی کہ یہ دیوار شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا مال دفن تھا۔

پھر حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ دراصل یہ تینوں باتیں جنہیں تم نے خطرناک سمجھا، سراسر رحمت تھیں، کشتی والوں کو گو قدرے نقصان ہوا لیکن اس سے پوری کشتی بچ گئی۔

بچے کے مرنے کی وجہ سے گو ماں باپ کو رنج ہوا لیکن ہمیشہ کے رنج اور عذابِ خدا سے بچ گئے اور پھر نیک بدلہ ہاتھوں ہاتھ مل گیا اور یہاں اس نیک شخص کی اولاد کا بھلا ہوا۔

حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ یہ کام میں نے اپنی خوشی سے نہیں بلکہ اللہ کے حکم سے کیے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۵۶ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام و حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ ملاقات توحید اور نبوت کی پوری ترجمان ہے
بندہ جب اس پہ غور کرتا ہے تو اسے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ہر فعل کا حقیقی فاعل اللہ ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۵۷ حال و مقام لامحدود ہیں۔ حال سے بڑھ کر حال اور مقام سے بڑھ کر مقام ہے۔
حال کے کمال پہ شکر قبول اور دعویٰ نامقبول ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۵۸ حال، حال پہ عنایت ہوتا ہے
اور بعض کے نزدیک صاحبِ حال سے عنایت ہوتا ہے۔
اور بعض کے نزدیک اللہ سے۔
اور ان دونوں میں ایک ہی امر جلوہ گر ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۵۹ جب تک اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کی خبر نہ دی، انہیں کوئی خبر نہ تھی کہ وہ کیا ہیں اور کہاں ہیں؟
اسی طرح جب تک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کو اپنا تعارف آپ نہیں کرایا، انہیں بھی اُن کی بابت کوئی پتہ نہ تھا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۶۰ عنایات جداگانہ ہیں

کسی کو فتویٰ ☆ کسی کو تقویٰ

کسی کو جذب ☆ اور کسی کو سلوک

اور یہ چاروں ایک ہی سفر کے مختلف مراحل ہیں۔ ان سب کی منزلِ مقصود ایک ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۹۶۱ ایک عالم، دوسرے عالم کے علم پر، کوئی رشک نہیں رکھتا۔ جسے جو علم عنایت ہوا، کافی ہے

الحمدُ للحیّ القیّوم

۹۶۲ حضرت خضر علیہ السلام کو اللہ کی طرف سے آئندہ کی خبر تھی کہ تھوڑی دیر بعد ایک بادشاہ اس کشتی میں بیٹھ کر دریا عبور کرے گا اور اس کشتی کو ضبط کرے گا۔ اسی لیے انہوں نے اس کے دو تختے توڑ دیے تاکہ اسے ٹوٹی ہوئی سمجھ کر چھوڑ دے۔

اور یہ بھی علم تھا کہ یہ بچہ اگر زندہ رہا تو بڑا ہو کر فسق و فجور کا سبب بنے گا۔

اسی طرح دیوار کے نیچے انہیں دفینے کی خبر تھی اور یہ بھی خبر تھی کہ جب وہ یتیم بچے جوان ہوں گے انہوں نے ہی اس دیوار کو گرانا ہے تاکہ وہ خزانہ، جو اللہ کی طرف سے انہیں عنایت ہوا ہے، پالیں۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۹۶۳ حضرت خضر علیہ السلام کا ان سے کوئی ذاتی تعلق نہ تھا۔ اللہ کی طرف سے ایسا کرنے پر مامور تھے۔ انہوں نے یہ جو کچھ کیا، اللہ کے امر و ارادت سے ہی کیا یعنی اللہ نے جیسے کرنے کا حکم دیا، انہوں نے کیا ورنہ وہ ایک نبی تھے، کیوں کر ایک بچے کو جان سے ناحق مار ڈالتے۔

حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کے یہ تینوں عجیب و غریب واقعات ایک دن کی کارگزاری ہیں۔ آپ کی عمر ہزاروں سال ہو چکی۔ اس دوران آپ سے کروڑوں ایسے واقعات ہوئے ہوں گے

الحمدُ للحیّ القیّوم

۹۶۴ ولایت نبوّت کی اور نبوّت ربوبیت کی مظہر ہوتی ہے۔

چوکیدار کا حکم حقیقتاً بادشاہ ہی کا حکم ہوتا ہے۔ چوکیدار کا اپنا کوئی حکم نہیں ہوتا، جو حکم اوپر سے ملتا ہے وہی حکم پہنچاتا ہے۔

کوئی مخلوق کسی بھی شے پہ کوئی قدرت نہیں رکھتی، نہ ہی کوئی مخلوق خودسر ہے۔ ہر مخلوق کی پیشانی کے بال اللہ نے مضبوطی سے پکڑے اور جکڑے ہوئے ہیں۔ بغیر ارادتِ الٰہی کوئی شے حرکت نہیں کرسکتی سب بے کس ہیں، بے بس ہیں، قدر کے مقدور ہیں، حکم کے محکوم ہیں۔

الحمدللحیّ القیّوم

۹۶۵ یقین سلوک کی منزل کا راہنما ہے۔ یہ یقین پیدا کر کہ یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے اور جیسے بھی ہو رہا ہے، اللہ ہی کے امر وارادت سے ہو رہا ہے اور عین اسی طرح ہو رہا ہے جیسے کہ ہونا چاہیے۔ زمین کی ہر شے کا خالق و مالک و والی و وارث اللہ ہے اور ہر شے اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ کسی بھی شے کی کوئی مرضی نہیں۔

اگر مخلوق خودسر ہوتی، ساری کائنات کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ خالق و مخلوق میں کوئی فرق نہ رہتا۔ جیسا کسی کے دل میں آتا کرتا۔

اگر ایسا ہوتا تو نہ بندے اس کے بندے ہوتے اور نہ وہ بندوں کا رب۔

ایسا ہرگز نہیں، کوئی بندہ اپنی طرف سے کچھ بھی کرنے کی کوئی قدرت نہیں رکھتا۔ ہر بندہ امر کا مامور، قدر کا مقدور اور حکم کا محکوم ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۹۶۶ یا اللہ! میں اپنے جسم کے اعضا تک پہ کوئی قدرت نہیں رکھتا۔ میرا کوئی بھی عضو میرے بس میں نہیں، تیرے بس میں ہے۔

یا اللہ! جن کاموں کے کرنے کا تو نے ہمیں حکم دیا ہے، تیری توفیق کے بغیر ہم کیوں کر انہیں کرنے کی قدرت رکھتے ہیں، ہمیں توفیق عنایت فرما، یا حیّ یا قیوم! آمین۔

اسی طرح جن کاموں سے تو نے باز رہنے کا حکم دیا ہے، جب تک تو ہمیں باز رہنے کی توفیق نہیں بخشتا، ہم کیوں کر باز رہ سکتے ہیں؟

ہماری نجات کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ ہم اپنے جملہ امور تیرے ہی حوالے کر دیں اور سچے دل سے یہ اقرار کریں کہ ہم خاک نشینوں کی ہر شے (اچھی ہو یا بُری) خیر ہو یا شر تیرے ہی طرف سے ہے۔ جیسا تو نے بندوں کی تقدیروں میں لکھ دیا ہے، بیشک بندے ایسا کرنے پہ مجبور ہیں۔

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط

اور یہ کلمہ ہر وقت ہر کسی پہ پوری طرح لاگو ہے اور یہی معرفت ہے اور یہی معرفت کی حقیقت ہے، کہ بندہ کہے:

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط

بندہ جب یہ کہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

میرے بندے نے سچ کہا، بے شک میری ہی توفیق سے بندہ نیکی کرتا اور بُرائی سے بچتا ہے۔

پھر فرماتا ہے:

اب یہ بندہ میرا اطاعت گزار ہوا گویا اُس نے اپنے تمام معاملے میرے حوالے کیے۔

ف: فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ نے آسمان اور زمین کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوقات کی تقدیروں کو لکھا جبکہ اللہ کا تخت پانی پہ تھا۔"

۹۶۷ ہر دانشور، حکیم اور فلاسفر کی ابتدا، یہ بچہ ہے۔ ننگا بیٹھا مٹی سے کھیل رہا ہے جو بھی شے ہاتھ میں آ جاتی ہے، منہ میں ڈال لیتا ہے۔ طیب وخبیث میں کوئی تمیز نہیں رکھتا۔ اسے صرف اپنی ماں ہی کا پتہ ہے کہ اس کی ماں ہی اس کا سب کچھ ہے۔ اپنی ماں کے سوا کسی اور کی طرف کسی بھی معاملہ میں ہرگز متوجہ نہیں ہوتا۔

جب بھوک لگتی ہے، اپنی ماں ہی کی طرف رجوع کرتا ہے، کسی اور کے پاس کبھی نہیں جاتا۔
اسی طرح جب اسے کسی بھی قسم کی کوئی تکلیف پہنچتی ہے، اپنی ماں کی طرف دوڑتا ہے۔ اسے جو بھی
ناز ہے اپنی ماں ہی پر ہے۔ جس طرح اس بچے کو اپنی ماں پر تکیہ ہے مجھ کو تجھ پہ ہو یا حی یا قیوم۔ آمین
پھر میں تیرا بندہ اور تو میرا رب ہے ورنہ میری بندگی، اگرچہ میں کتنا ہی اقرار کروں، معتبر نہیں۔ تیرے
سوا تیرا یہ بندہ کسی اور طرف کبھی راغب نہ ہو، یارب!

الحمد للحی القیوم

۹۶۸ یہ بچہ نادان ہے، کسی بھی چیز کا کوئی علم نہیں رکھتا۔

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ

یعنی (اللہ ہی نے) انسان کو (ہر) علم جو کہ وہ جانتا نہ تھا، سکھلایا۔
رازی و رومی، سقراط و بقراط پہلے اس بچے ہی کی طرح تھے۔ کسی بھی چیز کا کوئی علم نہ رکھتے تھے۔
جاہل پیدا ہوئے، سیکھ کر ہی سب کچھ بنے۔
اللہ جب کسی بندہ پہ بھلائی فرماتے ہیں اسے علم و حکمت عنایت فرماتے ہیں۔ علم و حکمت کو اس
کے دل میں ڈال کر فکر عنایت فرماتے ہیں اور فکر ہی ہر ایجاد کا موجد ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۶۹ فہم فکر سے حاصل ہوتی ہے، فکر فہم سے نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۹۷۰ کسی بھی چیز کا محض علم رکھنا بندے کے لیے کافی نہیں۔ علم کے ساتھ عمل اور عمل کے ساتھ چلن
ضروری ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۷۱ یوں دُعا کر:

اللہ تیری تقدیر کو بلند کرے۔ آمین۔

اگر میں ازلی بدنصیب ہوں، تو تُو اپنے لطف و کرم سے میری بدبختی کو مٹا دے۔ آمین

نیک بخت بنا دے! آمین

اسی طرح اگر تیرے ہاں تیرا یہ بندہ محروم ومفلس ہے تو تو اپنی قدرت سے اس کی محرومی

اور محتاجی کو دور فرما دے! آمین۔

اسے طیب رزق عطا فرما! آمین۔ باکرامت رزق! آمین۔

اور اپنے اس بندے کو اپنے ہاں خوش بخت لکھ دے، ایسا خوش بخت جسے کہ تمام بھلائیوں کی توفیق دی جاتی ہے اور بے شک تو ایسا کرنے پہ قادر ہے تو اکرم الاکرمین ہے اور قادر المقتدر ہے اور ہم تیرے گنہگار بندے، تیری رحمت کے امیدوار اور تیرے ہی بھروسے جینے والے ہیں۔ تیرے سوا کسی سے کوئی اُمید نہیں رکھتے، کوئی خوف نہیں رکھتے، بے شک تو ہمارا رب ذوالجلال والاکرام ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۷۲ طریقت، طریقِ نبوت اور طریقِ نبوت دین کی دعوت و تبلیغ ہے۔ طریقِ نبوت کی اِتّباع ہی سنت کی صحیح اتباع ہے۔ سنّت کی اِتّباع کر۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۷۳ # تبلیغ

سنّتِ مؤکدہ، نبوت کی شاہکار، ملی تعمیر کی معمار، دین کی احیاء، فرضِ کفایہ اور امّتِ محمّدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی شان ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۷۴ تبلیغ نبوت کا الوداعی پیغام تھا۔ اگر اس پیغام کو مضبوطی سے پکڑا جاتا، اس پہ جہد کیا جاتا تو

مسلمان کو آج یہ دن اور ایسے دن دیکھنے نصیب نہ ہوتے۔

الحمد للحی القیوم

۹۷۵ نیکی کا اجر کبھی ضائع نہیں ہوتا۔ نیکی کی مخالفت پہ صبر نیکی کے اجر کو دوبالا کرتا ہے۔ نیکی کے ساتھ صبر نیکی کے اجر کو کبھی ضائع نہیں ہونے دیتا۔

اللہ رب العلمین نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا خوب فرمایا:

وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًا ؕ

یعنی "آپ کے مخالفین جو کچھ بھی آپ کو کہیں، آپ صبر کریں، انہیں کچھ مت کہیں اور نہایت ہی احسن و جمیل طریق سے ان سے علیحدگی اختیار کریں"

پھر فرمایا:

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِیْلًا ؕ

یعنی "ان بے چاروں کے قبضۂ قدرت میں کوئی شے نہیں، مطلق نہیں، آپ کا رب ہی مشرق و مغرب کا رب ہے اور آپ اپنے رب کو اپنا کارساز ٹھیرائیے"

الحمد للحی القیوم

۹۷۶ نیکی اور صبر، نبوت و ولایت کی دو بنیادی خصلتیں ہیں۔ ہر کسی سے ہر وقت ہر حال میں نیکی کر اور نیکی کی مخالفت پہ صبر کو اپنے اوپر لازم قرار دے۔ یقین جان کہ اللہ نیکی اور صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور اُن کے ساتھ ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۷۷ دوستی کا لگانا آسان اور نبھانا مشکل ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۷۸ بندہ جب اپنے گناہوں پہ نادم ہو کر سچے دل سے پکّی توبہ کرتا ہے، اللہ اسے ہمّ و غم سے نجات

بخش دیتا ہے۔ یہ ذریعہ واحد ہے کسی اور طرح سے کسی کو ہمّ وغم سے نجات نہیں مل سکتی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۷۹ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی

(علق: ۱۴)

یعنی کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیکھتا ہے "

الحمد للحیّ القیّوم

۹۸۰ بے شک ہم میں سے کوئی بھی یہ نہیں جانتا کہ اللہ ہمیں دیکھتا ہے۔ اگر ہم جان لیتے تو کبھی کوئی بُرائی نہ کرتے۔ ڈر کے مارے ہر قسم کی بُرائی و بے حیائی سے ہر وقت باز رہتے اور نہ ہی یاد سے غافل رہتے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۸۱ مراقبۂ معیت:

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ

(الحدید: ۴)

"اور وہ تمہارے ساتھ ہے، جہاں بھی تم ہو"

الحمد للحیّ القیّوم

۹۸۲ اللہ ہر وقت ہر کسی کے ساتھ ہے۔ بندہ اللہ کے اور اللہ بندے کے روبرو ہے۔ کسی بھی حال میں کبھی اوجھل نہیں۔ ہم زبان سے اقرار کرتے ہیں۔ اللہ حاضر ہے، اللہ ناظر ہے، دل اس سے بے خبر ہے۔

یہ بات کہ اللہ حاضر و ناظر ہے، کسی کے بھی دل میں بالکل نہیں اترتی۔

ایک نے کہا اور خوب کہا:

"جب کہ اے میرے رب! تو میرے ساتھ ہے، پھر مجھے کسی کا بھی اور کوئی ڈر نہیں۔"

الحمد للحیّ القیّوم

۹۸۳ وَاللّٰہُ یَفعَلُ مَا یُرِیدُ

اور اللہ جسے چاہتا ہے کرتا ہے

ایک نے کہا:

"جب کہ جو کرتا ہے، تُو کرتا ہے، پھر مجھے کوئی گلہ نہیں، میرا جو حال ہو سو ہو، تُو برقِ نظر گرائے جا۔"

الحمد للحیّ القیّوم

۹۸۴ سانس میں کتنی لطافت ہے، الحمد للہ! ہر شئے کو سونگھ کر بتا دیتا ہے کہ کیا ہے، اور یہی سانس زندگی کا جوہر اور اسی کے اندر وہ گوہر ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۸۵ سَراب سَراب ہے، کسی پیاسے کو سیراب نہیں کر سکتا یا سَراب صرف سر ہے آب نہیں رکھتا، پھر کیوں کہ کسی کو سیراب کرے؟

یا کسی کو سیراب کرنے کے لیے سر نہیں، آب درکار ہے یا سلوک کی ابتدائی منزل کے مکشوفات عموماً اور اکثر سراب ہوتے ہیں، سالک کو سیراب نہیں کر سکتے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۸۶ کسی بھی کام کا وقت ختم نہیں ہوا کرتا، جب بھی کوئی کسی کام کو عزم بالجزم سے شروع کرتا ہے گویا وقت ہی پہ کیا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۸۷ ہر آدمی اپنا کام ختم کر کے مرتا ہے۔ جس کام کے لیے اللہ نے بندے کو پیدا کیا ہوتا ہے جب وہ کام ختم ہو جاتا ہے، آدمی ختم ہو جاتا ہے۔

کسی آدمی کا مرنا کائنات کے کسی بھی نظام پہ مطلق اثر انداز نہیں ہوتا۔ آدمی مر جاتا ہے، کام بدستور جاری رہتے ہیں۔ کسی کی موت سے دنیا کا کوئی کاروبار کبھی نہیں رُکتا، معمول کے مطابق جاری رہتا ہے البتہ ایک حسرت ضرور رہ جاتا ہے اور وہ حسرت وقتی نہیں دائمی ہوتی ہے۔ قیامت تک مرنے والے کے گلے کا ہار بنی رہتی ہے کہ کاش وہ دنیا میں اللہ کے لیے جیتا اور اللہ ہی کے لیے اللہ کی راہ میں مرتا! اس کا دنیا میں جینا اور یہ مرنا کیا مرنا ہے؛ کسی کے آنے سے کوئی اضافہ نہیں ہوتا اور نہ ہی جانے سے کوئی کمی ہوتی ہے۔

اللہ ہمیں قابلِ رشک جینا اور مرنا نصیب کرے۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ! لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ

الحمد للحیّ القیّوم

۹۸۸ ہمارا مدینہ ہر مضطر کا سکینہ اور امن و راحت کا سفینہ ہے اور تیرا "وہ" عیاری و مکاری و برائی و بے حیائی کا گہوارہ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۸۹ موت ایک پُل ہے جو دوست کو دوست تک پہنچا دیتا ہے۔

○

تیرا شکر و احسان ہے کہ مجھ کو میرا آخری دن ہمیشہ یاد رہتا ہے۔ میں اس دن کی سختی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ یا رب یا حی یا قیوم لا الہ الا انت یا ارحم الراحمین ! امین !

اللھم اعنی علی غمرات الموت وسکرات الموت ! اٰمِیْنَ۔ وہ وقت۔ اللہ اللہ ! توبہ توبہ ! زندگی کا نازک ترین وقت ہے اس وقت دنیا کا کوئی مال اور کوئی دوست کسی بھی کام نہیں آئیگا

تیری رحمت ہی سے بیڑے پار ہوں گے یاارحم الراحمین۔ اس وقت سے کوئی بے نیاز نہیں، کوئی محفوظ نہیں۔ جن کی تم تعریفیں کرتے نہیں تھکتے، برزخ کی بدترین زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اگر ان کی چیخ وپکار سن لیں گھروں سے بھاگ نکلیں۔ ان کے پاس ایمان کے سوا سب کچھ تھا اور وہ ان کے کسی بھی کام نہ آیا۔ اگر ان کے پاس ایمان ہوتا اور کچھ بھی نہ ہوتا، گویا سب کچھ ہوتا۔

چوٹی پہ کھڑا ہو کر:

جب اختتام پہ طائرانہ نظر ڈالتے ہیں تو اللہ کے سوا کچھ اور نظر نہیں آتا۔ دل لرزنے لگتا ہے۔ جی میں آتا ہے اپنی روزی کسی مسکین کو دے دوں، اپنا کھانا کسی بھوکے کو کھلا دوں، اپنے کپڑے کسی ننگے کو پہنا دوں۔ شاید اس وقت میری سہائی ہو۔ اللہ اپنی کسی مخلوق کی خدمت کے صدقے میری وہ گھڑیاں آسان فرمادے۔ یاحی یاقیوم اسمع واستجب اللہ اکبر الاکبر

الحمد للحیّ القیوم

○

۹۹۰ وہ بھی کیا دن تھے کہ ذرا سی بات پہ تیرا خون کھولنے لگتا اور آج کسی بڑے سے بڑے سانحہ پر بھی تیرا خون حرکت میں نہیں آتا۔ تیری غیرت کا دنیا میں پہلا نمبر تھا۔

الحمد للحیّ القیوم

۹۹۱

دِینْ ومَذاھِبْ

مذاہب وہ راستے ہیں جو سیاسی اغراض اور علمی اختلافات کی وجہ سے دین میں پیدا ہو جاتے ہیں ان کی بنیاد علمی مسائل اور اجتہادی فیصلوں پہ قائم ہوتی ہے نہ کہ وحی آسمانی کے نزول کے دعویٰ پہ

الحمد للحیّ القیوم

۹۹۲ چوہے کو بلّی کا، بلّی کو کتّے کا، کتّے کو ڈنڈے کا ڈر ہے ورنہ اگر چوہوں کو بلّی کا ڈر نہ ہو تو کھانے کی کوئی چیز سلامت نہ رہے، ہر چیز کو خراب کر دیں۔ اپنی اپنی جگہ ہر شے ضروری ہے۔
تحفظِ پرندگان کے تحت ایک سال ہم نے بلّیوں کو نکال دیا تو دیکھا کہ بلّیوں کی جگہ چوہوں نے چڑیوں کے گھونسلوں کا دورہ شروع کر دیا ہے اور صبح کو کوئی بھی انڈا ایسا نہ ہوتا جسے کہ وہ پی نہ لیتے۔ چپکے سے چوہے آتے، مزے سے انڈے پیتے اور کسی کو بھی پتہ نہ چلتا اور پوری سیزن میں کسی بھی چڑیا نے کوئی بچہ نہیں نکالا، حالاں کہ چڑیوں کے تحفظ ہی کے خیال سے بلّیوں کو نکالا گیا تھا۔

الحمدُ للہ الحیّ القیّوم

۹۹۳ کوئی بھی مخلوق ایسی نہیں جسے کہ کسی کا ڈر نہ ہو۔ ہر کسی کو کسی نہ کسی کا ڈر ہے۔ ڈر سے مت ڈر۔ ڈر ایک نعمت ہے۔

اندھیرے کا ڈر
بھوک کا ڈر
افلاس کا ڈر
بڑوں کا ڈر
ظلم کا ڈر
شیطان کے حیلوں کا ڈر
مرنے کا ڈر
مر کر جی اُٹھنے کے بعد حساب کتاب کا ڈر
پھر ناکامی کا ڈر

ان سب کے ساتھ اگر اللہ کا ڈر بھی ہو تو پھر کسی ڈر سے کوئی ڈر نہیں۔ اللہ کا ڈر ہر ڈر پہ

حاوی ہے۔

الحمد للحی القیوم

994

عِلْمُ الحدیث

اللہ کے حبیبِ اقدس حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ، تاجدارِ مدینہ، سُرورِ سینہ، مولائے غمگسار، حبیبِ کردگار، سیدالمرسلین، شفیع المذنبین، رحمۃ للعلمین، خاتم النبیین، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام اور طریقِ نبوت کے عملی نمونے کا اصطلاحی نام ہے۔ لیکن ہم نے اسے اپنی پٹاری بنایا ہوا ہے اور ہم اس میں اپنے مطلب کی چیز بیان کرتے ہیں، سب چیزوں کو نہیں۔

الحمد للحی القیوم

995 حدیث سوادِ اعظم، ہر مذہب کی ماخذ اور بنیاد ہے۔ مذہبی اختلافات اجتہادی ہیں، بنیادی نہیں۔

الحمد للحی القیوم

996 اعلیٰ درجے کی کمائی، نیکی ہو یا برائی، جوانی ہی میں کی جاتی ہے۔ جس نے جو پایا، جوانی ہی میں پایا اور جس نے بھی کھویا جوانی ہی میں کھویا۔

اپنے جی سے بار بار پوچھ:

کیا جس کام کے لیے اللہ نے مجھے اس دنیا میں بھیجا ہے میں وہی کر رہا ہوں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ کیا میں اپنا وقت ضائع تو نہیں کر رہا؟ مجھے اس وقت کیا کرنا چاہیے؟ میرا یہ وقت بڑا ہی قیمتی ہے مجھے اپنے اس وقت کو کسی بھی قیمت پر ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ یہ وقت پھر کبھی ہاتھ نہیں آنا۔ فضول باتوں سے فضول اور کوئی فضول نہیں۔ آپ کا کوئی وقت کسی فضول کام میں کبھی صرف نہ ہو۔ وقت

آپ کی قیمتی متاع ہے ۔ اسے کبھی ضائع نہ کریں ۔ جس بھی قوم نے دنیا میں اپنے وقت کی قدر کی کامیاب ہوئی یقیناً آج ہمیں وقت کی اہمیت کا کوئی احساس نہیں اور کسی کو بھی نہیں ۔ نوجوان کا سارا دن ریڈیو پر گانا سنتے گزر جاتا ہے ۔ تفریحات کے اوقات معیّن ہوتے ہیں اور محدود ہوتے ہیں، سارا دن نہیں ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۹۷ قومیں کام ہی کی بدولت کامیاب ہوئیں ۔ جس قوم نے بھی دنیا میں ترقی کی، کام کرکے کی ۔ سب کے لیے کام ہو ۔ سب کام کریں اور مل کر کریں ۔ نہ کوئی بے کار ہو نہ نکما، ہر کوئی اپنے اپنے کام میں مصروف ہو ۔ جس بھی کام کو کرو خوش اسلوبی سے کرو، محنت سے کرو یہاں تک کہ پسینہ پسینہ ہو جاؤ اور پسینہ ہی اہلِ فن کی زکوٰۃ ہے ۔

امیر طبقے کا نوجوان کوئی کام نہیں کرتا، کام سے نفرت کرتا ہے ۔ راحت و آرام کی زندگی بسر کرتا ہے ۔ یہ سمجھتا ہے کہ کام کرنا مزدوروں کا کام ہے، امیروں کا نہیں ۔ اُمراء دنیا میں کام کرنے نہیں، عیش و عشرت کرتے آئے ہیں ۔ شب و روز ایک ہی دُھن میں گزار دیتا ہے ۔

اللہ کرے ہم بیدار ہوں اور ہمارے نوجوان کے ذہن میں وقت کی وقعت کا احساس پیدا ہو ۔ آمین !

الحمد للحیّ القیّوم

۹۹۸ سب آدمی نہ لیفٹیننٹ بن سکتے ہیں نہ ڈپٹی ۔ ہر کام اپنی جگہ ایک کام ہے ۔ جو بھی کام ملے، دیانت و محبت سے کرو ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۹۹ یہ خبر میرے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ نے ” جزائر فجی “ میں اپنے کانوں سے سنی اور بچپن میں مجھے سنائی کہ :

"جزائر فجی کے عقب میں ایک گمنام جزیرہ "کورل آئی لینڈ" ہے۔ عیسائی مشنری کے مبلغ وہاں تک جا پہنچے۔ آج سے پچاس سال پہلے وہاں کے باشندے آدم خور تھے، چنانچہ انہوں نے مشنری کے مبلّغین کو بھون کر کھالیا۔ جب اس المناک سانحہ کی خبر پوپ کو پہنچی تو وہ سن کر بہت خوش ہوا۔ کہنے لگا کہ:
"اب اس قوم میں عیسائیت پھیلانا کوئی مشکل کام نہیں۔ مشنری کے مبلغوں کا گوشت اور خون اب اس قوم کے رگ و ریشے میں رچ گیا ہے"
اسلام عالمگیر تبلیغ کا داعی ہے "کورل آئی لینڈ" تک تو ہم نے کیا جانا تھا، اپنے ضلع کی ایک منڈی تک بھی نہ پہنچے۔
ایک تبلیغی جماعت ایک منڈی میں اللہ کا پیغام لے کر بندوں تک پہنچی، گلی کوچوں میں لوگوں سے خطاب کیا کہ لوگو! اللہ سے ڈرو! اللہ کی طرف رجوع کرو۔ یہاں سدا نہیں رہنا اور نہ ہی دوبارہ لوٹ کر آنا ہے۔ یہ دنیا اور اس کی ہر شئے ناپائیدار فانی اور چند روز کی مہمان ہے، جن کاموں کے کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے کرو۔ اور جن بُری باتوں سے باز رہنے کا حکم دیا ہے باز رہو"
یہ ہوکا دینے کے بعد جب وہ مسجد میں داخل ہوئی، اللہ ان کا بھلا کرے مولانا صاحب نے دیکھتے ہی آنکھیں پھیر لیں، جیسے کہ دیکھا ہی نہیں اور پھر بات بات پر ٹوکنا شروع کر دیا۔ کبھی کہتے: تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ کیوں آئے ہو؟ یہاں آنے کا کیا مطلب؟ کیا راستے میں کوئی اور جگہ نہ ملی؟ ہم تو پہلے ہی مسلمان ہیں، کسی عیسائی سے ملو۔ انہیں دین کی دعوت دو۔ میری مسجد میں تم بالکل نہیں بول سکتے، خبردار! اگر تقریر کی، جھگڑا ہو جائے گا"
یہ سُن کر وہ خاموش رہے، نہایت ہی نرمی سے عرض کرنے لگے کہ "ہم مسافر ہیں۔

اللہ کے دینِ اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لیے اپنے اپنے گھروں سے نکلے ہوئے ہیں۔ جو باتیں ہمیں آتی ہیں لوگوں کو بتاتے ہیں۔ کسی سے بھی، اور کوئی اجرت و عوضانہ نہیں لیتے! اللہ کے دین کو اللہ کے بندوں تک پہنچانے کے لیے جتنی توفیق اللہ بخشتا ہے کوشش کرتے ہیں۔"

لیکن ان کا دل کسی بھی طرح نہ پسیجا۔ اپنی ہٹ پہ ڈٹے رہے۔ ایک مدت انتظار کے بعد وہ واپس لوٹے، مولوی صاحب کو سلام کیا اور عرض کی کہ آپ کی اس بے رخی سے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا البتہ اللہ کا دین اس اخلاق سے ضرور نالاں ہے۔ ہم نے کونسا یہاں رہنا تھا، صرف چند منٹ رہنا تھا، کیا ہی اچھا ہوتا، جب ہم یہاں سے جاتے، آپ کے اخلاق کی ایک یاد لے کر جاتے نہ کہ شکوہ!

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۰۔ دین کی تبلیغ ایک سیلاب کی طرح ہوتی ہے اور دریا کے سیلاب کو کوئی بند کبھی روک نہیں سکتا۔ سیلاب ہر بند کو بہالے جاتا ہے۔ اللہ کے دین کی تبلیغ کو کبھی کوئی روک نہیں سکتا البتہ تبلیغ ہر روک کو روک دیتی ہے۔

استودع اللہ دینک و امانتک وخواتیم عملک و اقرأ علیک السلام

الحمد للحیّ القیّوم

○

میرے مولائے کریم رؤوف الرّحیم کی امت کے نونہالو!

کیا تم میں کوئی ایسا بھی ماں کا لال ہے جو ملّتِ مصطفویہ کو تر و تازگی پہنچانے کے لیے یعنی دنیا کو امن و سلامتی کا پیغام سنانے کے لیے اپنا وقت پیش کرے۔ جس کی اللہ کے سوا کوئی اور

غرض وغایت نہ ہو، جو اللہ پر شکوہ نہ کرے، جس بھی حال میں اللہ اسے رکھے راضی رہے۔

نوجوانو! ملّت کی پکار کو سنو۔ ملّت تمہیں پکار رہی ہے۔ میری جڑیں خشک ہو چلیں

میرے برگ و بار کملا چلے کوئی مجھے سینچے!

کیا تم میں کوئی ایسا نہیں جو ملّت کو زندہ و قائم رکھنے کے لیے اپنی زندگی پیش کرے۔ اگر نہیں پھر تو یہ زندگی کوڑی بھر قیمت کی نہیں۔

ملّت امن و سلامتی کا اِصطلاحی نام ہے اور امن و سلامتی کو قائم رکھنے ہی کے لیے اللہ نے بندے کو دنیا میں بھیجا ورنہ بندگی کے لیے چپّے چپّے پہ فرشتے موجود ہیں۔

ملّت کو جب بھی کسی نے للکارا، ملّت نے نوجوانوں کو پکارا اور وہ تیر و تفنگ سے نہیں، امن و سلامتی کے چار معروف ہتھیاروں سے آراستہ ہو کر میدانِ عمل میں نکلے اور بازی لے گئے۔ کسی بھی میدان میں کبھی نہ ہرے۔

وہ چار ہتھیار یہ ہیں،

صداقت

عدالت

امانت اور

شجاعت

اے میرے نوجوان!

ان ہتھیاروں سے آراستہ ہو کر تو جس بھی میدان میں نکلے گا، جیتے گا۔ کوئی طاغوتی طاقت ان میں سے کسی بھی خصلت پہ کبھی غالب نہیں آسکتی۔ یہ خصائل قوموں کی زندگی اور اقبال و عروج کے ضامن ہیں۔ انسانیت جب ان خصائل کو اپناتی ہے، اسی وقت اللہ کی رحمت برسنے لگتی ہے۔ جب بھی کسی قوم نے دنیا میں ترقی کی،

ان خصائل ہی کی بدولت کی ۔ اور یہ خصائل تیری میراث تھے، تو نے ہی دنیا کو ان کا درس دیا۔ دنیا جاگ اُٹھی، تو سو گیا، ایسی نیند سویا کہ کسی بھی آواز پہ نہیں چونکتا۔

اے او سونے والے نوجوان مسلم !

تیرے کردار کی داستانیں جنہیں تو بھول بیٹھا ہے اب تک قوموں کو یاد ہیں۔ تیری جرأت و بیباکی کی کوئی مثال کسی اور تاریخ میں نہیں ملتی ۔ بیدار ہو، سامنے آ، میدانِ عمل میں اُتر۔

ملت کو تمہاری ضرورت ہے

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۱۰۰۱ زہر صرف کڑوا ہوتا ہے اور مُہلک لیکن غم زہر سے کہیں کڑوا اور موت سے بھی مُہلک ہوتا ہے۔ غم کا دھواں جب سینے میں اٹھتا ہے، دل کا دیا بجھ جاتا ہے، چاروں طرف اندھیرا چھا جاتا ہے۔ جینا دوبھر ہو جاتا ہے۔ دنیا کی کوئی شے اچھی نہیں لگتی، کسی بھی کام میں جی نہیں لگتا یہاں تک کہ جینے کو بھی جی نہیں چاہتا۔

گناہ سے غم اور طاعت سے راحت ہوتی ہے۔ توبہ و طاعت سے اللہ غم سے نجات بخش دیتا ہے۔ جتنا بڑا گناہ، اتنا بڑا غم اور جتنی بڑی طاعت اتنی ہی بڑی رحمت نازل ہوتی ہے۔ راحت و غم بندے کی اپنی ہی نیکی و بدی کا بدلہ ہوتے ہیں۔ غم تازیانۂ عبرت اور اصلاح کا موجب ہوتا ہے۔ فقیر کے سوا کسی اور نے غم کو اللہ کی رحمت نہیں سمجھا اور نہ ہی کسی نے غم پہ شکر کیا حالاں کہ ہر غم اپنے اندر ایک رحمت لیے ہوتا ہے۔ غم نفس کی گوشمالی اور راحت خوشحالی ہے۔ اللہ کسی کو غم میں

کبھی مبتلا نہ کرے۔ آمین!

محزون و مغموم یہ کلمات پڑھے۔ ان کی برکت سے ہر قسم کے ہمّ و غم سے نجات نصیب ہو۔

اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی الْعَزِیْز

سُبْحٰنَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

پاک ہے اللہ بزرگی والا۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

اے زندۂ جاوید! اے قائم رہنے والے"

(ابوہریرۃؓ، ترمذیؒ)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ

کوئی معبود نہیں مگر اللہ عظمت والا بردبار۔ کوئی معبود نہیں مگر اللہ جو مالک ہے عرش

الْعَظِیْمِ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ

عظمت والے کا۔ کوئی معبود نہیں مگر اللہ جو مالک ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور مالک ہے

الْکَرِیْمِ ط

بزرگی والے عرش کا۔

(ابن عباسؓ/ بخاریؒ و مسلمؒ)

☆

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ

کوئی معبود نہیں مگر اللہ عظمت والا بردبار، کوئی معبود نہیں مگر اللہ جو مالک ہے عظمت

الْعَظِیْمِ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْعَرْشِ

والے عرش کا۔ کوئی معبود نہیں مگر اللہ جو مالک ہے آسمان کا اور مالک ہے بزرگی والے

الْكَرِيْمِ ط

عرش کا۔"

(ابن عباسؓ / بخاریؒ)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

کوئی معبود نہیں مگر اللہ عظمت والا بُردبار، کوئی معبود نہیں مگر اللہ جو مالک ہے آسمانوں

وَالْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔

اور زمین کا۔ اور پروردگار ہے عظمت والے عرش کا۔

(ابن عباسؓ / بخاریؒ)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ

کوئی معبود نہیں مگر اللہ بُردبار بزرگی والا۔ کوئی معبود نہیں مگر اللہ جو مالک ہے عظمت

الْعَظِيْمِ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ

والے عرش کا۔ کوئی معبود نہیں مگر اللہ جو مالک ہے آسمانوں کا اور مالک ہے زمین کا

وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ۔

اور مالک ہے بزرگی والے عرش کا۔

(ابن عباسؓ / بخاریؒ)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْعَظِيْمُ۔

کوئی معبود نہیں مگر اللہ، بردبار، عظمت والا

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

کوئی معبود نہیں مگر اللہ جو مالک ہے عرشِ عظیم کا۔"

(ابن عباسؓ / ابوداؤدؒ)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَلِیْمُ الْحَلِیْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ

کوئی معبود نہیں مگر اللہ بہت جاننے والا بردبار، کوئی معبود نہیں مگر اللہ جو مالک ہے عرش عظیم کا

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ

کوئی معبود نہیں مگر اللہ جو مالک ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور مالک ہے بزرگی والے

الْکَرِیْمِ ط

عرش کا۔"

(ابن عباسؓ / بخاریؒ)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَتَبَارَکَ اللّٰہُ

کوئی معبود نہیں مگر اللہ بردبار، بزرگی والا۔ پاک ہے اللہ اور بڑی برکت والا ہے اللہ

رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ

جو مالک ہے عظمت والے عرش کا۔

(ابن عباسؓ / ابن ابی شیبہؒ / علی المرتضیٰؓ / نسائیؒ / حاکمؒ)

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط

اور تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔"

(علی المرتضیٰؓ / نسائیؒ / حاکمؒ / ابن حبانؒ / حصن حصین)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ۔ سُبْحٰنَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ

کوئی معبود نہیں مگر اللہ بردبار بزرگی والا۔ پاک ہے اللہ جو مالک ہے سات

السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔

آسمانوں کا، اور مالک ہے عظمت والے عرش کا۔

(ابن ابی عاصمؒ / حصن حصین)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

سب تعریف اس اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے ۔ (حصن حصین)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ عِبَادِکَ

اے اللہ! میں پناہ لیتا ہوں تیری تیرے بندوں کے شر سے ۔

(حصن حصین)

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ

کافی ہے ہمیں اللہ اور بہتر ہے وہ کارساز

(ابن عباسؓ / بخاریؒ / ترمذیؒ / نسائیؒ / حصن حصین)

حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ

کافی ہے مجھے اللہ اور بہتر ہے وہ کارساز

(ابن عباسؓ / بخاریؒ / حصن حصین)

اَللّٰہُ اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا

اللہ اللہ میرا رب ہے نہیں شریک ٹھیراتا ہوں میں اس کے ساتھ کسی چیز کو

(ابوداؤدؒ / نسائیؒ / ابن ماجہؒ / ابن ابی شیبہؒ)

اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا

اللہ میرا رب ہے نہیں شریک ٹھیراتا ہوں میں اس کے ساتھ کسی چیز کو

(اسماء بنت عمیسؓ / طبرانیؒ / حصن حصین)

اَللّٰہُ اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا ۔ اَللّٰہُ اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا

اللہ اللہ میرا رب ہے نہیں شریک ٹھیراتا ہوں میں اس کے ساتھ کسی شے کو ۔ اللہ اللہ میرا رب ہے نہیں شریک ٹھیراتا ہوں میں اس کے ساتھ کسی شے کو (عائشہ صدیقہؓ / ابن حبانؒ / حصن حصین)

تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ

بھروسہ کیا میں نے اس زندہ پر جو کبھی نہیں مرے گا اور تعریف سب اس اللہ ہی کے لیے ہے

وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ

جس کی کوئی اولاد نہیں اور نہیں ہے اس کا کوئی شریک بادشاہی میں اور نہیں اس کا کوئی مددگار کمزور

الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا۔

ہونے کی وجہ سے اور بڑائی بیان کرتے رہو اس کی خوب بڑائی۔

(ابوہریرہؓ / حاکمؒ / حصن حصین)

اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْا فَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ

اے اللہ! تیری ہی رحمت کی امید رکھتا ہوں میں۔ پس نہ حوالے کر مجھے میرے نفس کے لمحہ بھر

وَاَصْلِحْ لِيْ شَاْنِيْ كُلَّهٗ

کے لیے بھی اور درست فرما میرے تمام کام"

(ابی بکرۃ الثقفیؓ / ابوداؤدؒ / ابن حبانؒ / ابن ابی شیبہؒ /

ابن سنیؒ / حصن حصین)

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ

کوئی معبود نہیں مگر تو ہی!"

(ابی بکرۃ الثقفیؓ / ابوداؤدؒ / ابن حبانؒ / ابن ابی شیبہؒ /

ابن سنیؒ / حصن حصین)

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ

اے زندہ، اے قائم رکھنے والے! تیری ہی رحمت کی فریاد کرتا ہوں۔

(ابن مسعودؓ / حاکمؒ / ابن سنیؒ / حصن حصین)

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ (فِى السَّجْدَةِ مِرَارًا)

اے زندہ اے قائم رکھنے والے (سجدہ میں بار بار)

(علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ/ نسائی/ حاکم/ حصن حصین

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ط

کوئی معبود نہیں مگر تو، پاک ہے تو، بے شک میں ہی ظلم کرنے والوں میں سے ہوں۔

(سعدؓ بن ابی وقاص/ ترمذی/ نسائی/ عثمان بن عفانؓ/ حاکم/

حصن حصین)

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَاصِيَتِىْ بِيَدِكَ

اے اللہ میں تیرا بندہ ہوں اور بیٹا ہوں تیرے بندے کا اور بیٹا تیری بندی کا میری چوٹی تیرے

مَاضٍ فِىَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِىَّ قَضَآؤُكَ اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ

ہاتھ میں ہے، جاری ہے میرے اوپر تیرا حکم، عین عدل ہے میرے متعلق تیرا فیصلہ میں تجھ سے درخواست

هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِىْ كِتَابِكَ اَوْ

کرتا ہوں تیرے ہر اس نام کا واسطہ دے کر جس سے تو نے اپنی ذات کو موسوم فرمایا یا تو نے نازل فرمایا اسے اپنی

عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِىْ عِلْمِ الْغَيْبِ

کتاب میں یا تعلیم دی تو نے اس کی کسی کو اپنی مخلوق میں سے یا خاص کر کے رکھ لیا تو نے اس کو خزانہ غیب میں

عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قَلْبِىْ وَ نُوْرَ بَصَرِىْ

اپنے پاس کہ بنا دیوے تو قرآن بزرگی والے کو بہار میرے دل کی اور نور میری آنکھ کا اور

وَجِلَآءَ حُزْنِىْ وَ ذَهَابَ هَمِّىْ

ازالہ میرے غم کا اور دور کرنے والا میری تشویش کا۔

(ابن مسعودؓ/ ابن حبانؒ/ احمدؒ/ حاکم/ بزارؒ/ ابو یعلیٰ/ ابن ابی شیبہ/ طبرانی/ حصن حصین)

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط

کوئی تدبیر اور کوئی طاقت کارگر نہیں ہو سکتی مگر اللہ کی مدد سے"

(ابن عمرؓ / حاکمؒ / حصن حصین)

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ

بخشش مانگتا ہوں میں اللہ سے

(ابن عباسؓ / ابو داؤدؒ)

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ عَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْنَا

کافی ہے ہمیں اللہ اور بہتر ہے وہ کارساز، اللہ ہی پر بھروسہ کیا ہم نے۔

(ابی سعید خدریؓ / ترمذیؒ)

۱۰۰۲ محبوب کے ارشاد کی تعمیل محبّت کا ایک ناگزیر مقام ہے۔ ایک آدمی کسی کی محبت کا دعویدار ہے، وہ اسے حکم دیتا ہے فلاں کام کرو، وہ نہیں کرتا، پھر کہتا ہے فلاں کام مت کرو، وہ اسے کرتا ہے گویا جس کام کے کرنے کا وہ حکم دیتا ہے نہیں کرتا لیکن جس سے روکتا ہے، کرتا ہے۔ یہ محبت نہیں زبانی جمع خرچ ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۰۳ بچہ پیدا ہوتے ہی پہلوان نہیں ہوتا، رفتہ رفتہ ہوتا ہے۔ جب پیدا ہوتا ہے، گوشت کا ایک لوتھڑا ہوتا ہے۔ کسی چیز کا کوئی علم نہیں رکھتا، نہ ہی کسی حرکت پہ کوئی قدرت رکھتا ہے۔ جسم پر سے مکھی تک نہیں اُڑا سکتا۔ پھر اللہ قوت دیتا ہے، حرکت کرنے لگتا ہے۔ اپنا پہلو آپ بدل لیتا ہے۔ حرکت کے بعد بیٹھنے لگتا ہے پھر کھڑا ہوتے حتیٰ کہ چلنے لگتا ہے۔ اسی طرح "با با" سے بولنا شروع کر کے ایک دن عالم و فاضل بن جاتا ہے۔

بازیچۂ اطفال سے گزر کر جب شباب کی وادی میں قدم رکھتا ہے، سرکش ہو جاتا ہے۔ اپنے رب

کی نافرمانی کرنے لگتا ہے، کسی حکم کو نہیں مانتا۔ بڑھتے بڑھتے یہاں تک بڑھ جاتا ہے، کہ جس اللہ رب العٰلمین نے اسے پانی کے ایک ناچیز قطرے سے مخلوق کیا ہوتا ہے۔ اس کی ذاتِ اقدس میں شک کرنے لگتا ہے اور اپنی راہ کھو بیٹھتا ہے، گمراہ ہو جاتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ ۔ اٰمِیْن

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۰۴ گزرا ہوا سانس کمان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح ہوتا ہے پھر کبھی لوٹ کر نہیں آتا۔ جو سانس گزر گیا، گزر گیا۔ پھر کب اس نے واپس آنا ہے، نیکی کر۔ ہر مقبول نیکی باقیات الصّالحات میں سے ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۰۵ مبالغہ اور ہجو دونوں مذموم ہیں۔ نہ مبالغہ کر، نہ ہجو۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۰۶ صبر سے رحمت کا انتظار کر۔ جو چیز تیرے لیے ہے، تیرے ہی لیے ہے اور دیر حکمت پر مبنی ہوتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۰۷ کتی کتائی، بنی بنائی، سلی سلائی اور دُھلی دھلائی چادر مل تو سکتی ہے لیکن لینے والے کو اس کی اتنی قدر نہیں ہوتی جتنی کہ محنت سے بنائی ہوئی چادر کی ہوتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۰۸ اللہ سے قریب اور کوئی قریب نہیں اور نہ ہی اللہ سے قوی اور کوئی قوی ہے۔ اللہ حاظر و ناظر قوی العزیز اور ہر کسی کا ہر معاملے میں وکیل و کفیل و نصیر و حفیظ ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۰۹ یہ کتاب اپنے اور آپ کے پڑھنے کے لیے لکھی گئی ہے، بیچنے کے لیے نہیں۔ جس کے حضور میں بکنا تھا، بک چکی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۱۰ جو دنیا دین کی آڑ میں کمائی جاتی ہے کسی کام نہیں آتی، یونہی چلی جاتی ہے۔ دین کی آڑ میں دین کے سوا کچھ اور نہ ہو۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۱۱ حاسد اپنے ہی اندر کی چنگاری سے اپنی ہی نیکیوں کے خرمن کو جلا کر بھسم کیا کرتا ہے، کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا اور یہ بڑے ہی خسارے کی تجارت ہے۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"حسد نیکیوں کو اس طرح جلا ڈالتا ہے جیسے کہ آگ سوکھی لکڑی کو۔"

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۱۲ نقص مت نکال، ردمت کر۔ ہر شے کمال حکمت سے بنائی گئی ہے، کوئی بھی شے فضول نہیں۔ کوڑے کا گرا ہوا پَر جسے تم کسی بھی کام کا نہیں سمجھتے ایک مہلک مرض کا علاج ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۱۳ کام زندگی کا حاصل ہے۔ ہر کسی کو کام ہی کی بدولت اعزاز اور کام ہی کے عوض انعام و اکرام عطا ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۱۴ شہادت کام ہی کے انعام کا اصطلاحی نام ہے۔ انسانی زندگی کی جو جدوجہد اللہ کے ہاں مقبول ہو جاتی ہے اور اللہ جسے سب سے بہتر انعام عنایت فرمایا کرتے ہیں، وہ شہادت ہے۔

اللہ ہماری زندگی کی جدوجہد کو شہادت پہ ختم کرے۔ آمین

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۱۵ باغ میں صرف ایک ہی بوٹا نہیں ہوتا، ہزاروں ہوتے ہیں اور قسم قسم کے ہوتے ہیں۔ کوئی پھولدار کوئی پھلدار، کوئی سایہ دار اور کوئی کانٹے دار۔ سب کے سب ضروری اور باغ کی زینت کو دوبالا کرنے والے ہوتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۱۶ ہم جو کچھ بھی کرتے ہیں اور جو کچھ بھی پڑھتے ہیں حکم ہی کے تحت کرتے اور پڑھتے ہیں، اجر و ثواب سے بالا اور بے نیاز ہو کر۔ حکم ملا، اِقْرَأْ، پڑھو! بس پڑھ رہے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۱۷ حکم کو حکم جان کر مان، اجر و ثواب کی پروا مت کر۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۱۸ اگر گنہگار غیرت مند ہو تو شرم کے مارے پانی پانی ہو جائے، سجدے سے سر نہ اٹھائے اور اپنے مولائے کریم کی ستّاری و غفّاری پہ قربان ہو جائے۔ بندوں کی پردہ پوشی تیری بڑی ہی بندہ پروری ہے۔ یا ستّار! یا غفّار! یا حلیم! یا کریم!

سُبْحَانَ السَّتَّارِ الْعُيُوْبِ

سُبْحَانَ الْغَفَّارِ الذُّنُوْبِ

اَللّٰهُمَّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ تَبَارَكْتَ سُبْحَانَ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

یہ دعا کیا کر پھر اگر تجھ پہ چیونٹیوں کی تعداد کے برابر بھی گناہ ہوں گے تو ان کو بخش دیا جائے گا۔ (کنز العمال شمار ۳۹۲۶)

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۱۹ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔ اللہ اپنے کنبے کے ہر فرد کی پردہ پوشی فرماتا ہے، کسی بھی گناہ پہ فوراً ہی نہیں پکڑتا، ڈھیل دیتا ہے، مہلت دیتا ہے، توبہ کو پسند کرتا ہے، توبہ کی توفیق دیتا ہے، توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرماتا ہے اور بخش دیتا ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۱۰۲۰ بندے بندوں سے درگزر نہیں کرتے اور نہ ہی پردہ پوشی کرتے ہیں حالاں کہ ان کا رب ان سے درگزر کرتا ہے اور سب کی پردہ پوشی کرتا ہے۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص کسی مسلمان میں کوئی عیب دیکھے اور پھر وہ اسے چھپائے تو اس کا ثواب اس شخص کے برابر ہوگا جس نے کہ زندہ دفن کی ہوئی لڑکی کو بچایا۔

(احمدؒ / ترمذیؒ عن عقبہ بن عامرؓ)

الحمد للحیّ القیوم

۱۰۲۱ حق کبھی ناحق نہیں کہتا اور کبھی ناحق نہیں کرتا۔ باطل حق کی ضد ہے۔ باطل ازل سے ابد تک حق کا مخالف ہے۔ حق موافقت کرتا ہے، باطل مخالفت۔

ہر کسی کے لیے ایک شیوہ ہوتا ہے۔ حق کا شیوہ ہر کسی سے موافقت اور باطل کا شیوہ ہر کسی کی مخالفت ہے۔

ہر کوئی کرامت کا طالب ہے، اطاعت و اِتّباع کا نہیں۔

جس طرح ہر شے، وہی ہو یا بالائی، مکھن ہو یا گھی اور لسی، دودھ ہی سے بنتی ہے اسی طرح طریقت کے جملہ مقامات دین ہی پہ استقامت کے مختلف نام ہیں۔ ہر شے کی بنیاد دین ہے اور دین سے باہر کوئی شے نہیں۔ دین کی بنیاد ایک دوسرے سے اللہ کے لیے محبت و خیر خواہی پہ استوار ہے

الحمد للحیّ القیوم

۱۰۲۲ شہرت کوئی چیز نہیں، گمنامی میں سلامتی ہے۔ شہرت میں آفت اور ملامت میں سلامتی ہے۔
ملامت گناہوں کو مٹاتی اور درجات کو بڑھاتی ہے۔
خزانہ جب تک چھپا رہتا ہے، محفوظ رہتا ہے۔

الحمدللحیّ القیوّم

۱۰۲۳ ہم اپنے لیے دین پسند کرتے ہیں، اللہ کی مخلوق کی بے لوث خدمت اور خیر خواہی پسند کرتے ہیں، سادگی پسند کرتے ہیں، ذکر پسند کرتے ہیں اور فکر پسند کرتے ہیں۔ اللہ کے لیے جینا اور اللہ ہی کے لیے مرنا پسند کرتے ہیں اور یہی آپ کے لیے۔ یاحیُّ یاقیوّمُ

(ایک سوال کے جواب میں)

الحمدللحیّ القیوّم

۱۰۲۴ آپ جو بھی چاہیں کہیں۔ ہم آپ کے خیر خواہ، دعاگو، خادم ہیں، ماشاءاللہ کسی کمال کے دعویدار نہیں۔ ہر صفت اللہ ہی کے لیے اور اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔
اللہ ہم سب کو سیدھی راہ پہ اور اپنے مقام ہی پہ رکھے، اسی میں سلامتی ہے۔
یوں دعا کریں:

اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ

اٰمین

الحمدللحیّ القیوّم

۱۰۲۵ دین کی راہ میں جو بھی مصیبت آتی ہے، اپنی آغوش میں ایک رحمت لے کر آتی ہے اور وہ رحمت فقر کی عزّت کا موجب ہوتی ہے

الحمدللحیّ القیوّم

۱۰۲۶ نیکی کے میدان میں نیک بن کر اتر۔ نیکی کا مظاہرہ کرتا ہوا نیکی کے میدان میں گم ہو جا۔ کسی کی کوئی

خصلت تیری کسی خصلت سے کبھی عمدہ نہ ہو یا تیری کوئی خصلت کسی کی کسی خصلت سے کبھی کم نہ ہو۔ نیکی کے میدان میں تجھے کوئی پچھاڑ نہ سکے۔ پھر یہ زندگی قابلِ رشک ہے۔ نیکی کے میدان میں نیکی کا علَم بلند کر۔ نیکی کے جھنڈے کو کبھی گرنے نہ دے۔ کسی کی کوئی برائی تجھے نیکی سے کبھی روک نہ سکے۔

جب تو نے بُرائی کا بدلہ نیکی سے دیا، بہادر زندگی میں کامیاب ہوا۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۰۲۷ احسان کے میدان میں احسان کر۔ ہر کسی سے کر۔ بلا تمیز اور بلا معاوضہ۔ ہر کسی سے ہر معاملہ میں احسان کر۔ احسان کا کوئی بدلہ نہیں مگر احسان۔

جو تو کرتا ہے، اللہ دیکھتا ہے، کسی اور کو دکھانے کی ضرورت ہی نہیں جس کے لیے تو کرتا ہے وہ دیکھ رہا ہے اور وہ کافی ہے

احسان کر۔ اگرچہ احسان کا بدلہ احسان ہے پھر بھی بدلے سے بے نیاز ہو کر کر۔ بے شک احسان اللہ کو پسند ہے اور احسان کرنے والوں کو اللہ دوست رکھتا ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۰۲۸ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مخلوق اللہ کا کنبہ ہے"

پھر فرمایا:

"تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اللہ کے کنبے کے ساتھ احسان کرے"

مخلوق سے مراد ہر قسم کی مخلوق ہے۔ جن ہو یا انسان، درندہ ہو یا خزندہ، چرندہ ہو یا پرندہ، مومن ہو یا کافر، نیک ہو یا بد، مخلوق میں سے ہے۔

جو درجہ و قبولیت بیمار کی بے لوث خدمت کا ہے، کسی اور کا نہیں۔ گویا مخلوق کی خدمت میں بیمار کی خدمت کا پہلا نمبر ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۰۲۹ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب کوئی شخص کسی مریض کی عیادت کو جاتا ہے تو گویا جنّت کے پھل توڑتا جاتا ہے (یا یہ کہ جنّت کے راستے پہ چل رہا ہے) جب جا کر بیٹھ جاتا ہے تو اس کو رحمت چھپا لیتی ہے۔ اگر یہ شام کا وقت ہے تو ستّر ہزار فرشتے صبح تک اس پر رحمت بھیجتے ہیں اور اگر صبح کا وقت ہوتا ہے تو شام تک ستّر ہزار فرشتے رحمت بھیجتے ہیں"

(علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ/ابن ماجہ شریف ۱۰۷۴)

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۳۰ جب کوئی کسی کے کنبے کے ساتھ کسی بھی قسم کا کوئی احسان کرتا ہے، کنبے کا مالک اگرچہ کوئی ہو ضرور خوش ہوتا ہے، اپنے محسن کا شکریہ بھی ادا کرتا ہے، کیا اللہ اپنے کنبے کی بیمار و نادار مخلوق پہ احسان کرنے والوں پہ خوش نہ ہوگا؟ بے شک اللہ سب قدر دانوں سے بڑھ کر قدر دان ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۳۱ اللہ کی بیمار و نادار مخلوق کی بے لوث خدمت، ماشاءاللہ، انسانیت کی سب سے بڑی تعظیم ہے اور کسی کی کوئی عبادت اللہ کی بیمار و نادار مخلوق کی خدمت کے اجر و ثواب کو نہیں پا سکتی

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۳۲ جس ہسپتال میں اللہ کی بیمار و نادار مخلوق ہر وقت، ہر حال میں، بلا جھجک داخل ہو کر طبی امداد لے سکے، دنیا بھر کے ہسپتالوں میں اوّل درجہ رکھتا ہے اگرچہ کسی چوراہے ہی پہ ہو اور ادویات کسی ٹاٹ کے ٹکڑے پہ چُنی ہوں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۳۳ ہسپتال کی مقبولیت عمارت و ادویات پہ نہیں، بیمار کی بے لوث خدمت اور غیر امتیازی سلوک پہ مبنی ہوتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۳۴ یا اللہ! ہماری نیّت تیری بیمار و نادار مخلوق کی بے لوث خدمت ہے، کوئی اور غرض و غایت نہیں اور ہم اس عزم و عہد پہ اس ہسپتال کی بنیاد رکھتے ہیں کہ ہم بیمار و نادار کی بے لوث خدمت کریں گے اور جب بھی کوئی چاہے اور جس بھی حال میں ہو، طبّی امداد حاصل کر سکے

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۳۵ قدیم زمانے میں موجودہ طبّی آلات و ادویات نہ تھیں جڑی بوٹیوں سے بیماروں کا علاج کیا جاتا۔ اللہ ہمیں بھی اسی راہ پہ چلنے کی توفیق بخشے!

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰاحِمِیْنَ - اٰمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۳۶ بیماروں بے چاروں سے اجرت و عوضانہ لے کر ذاتی آسائش و استراحت کے اسباب بنانا مردانیت کی شان کے شایاں نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی بیمار و نادار مخلوق کی بے لوث خدمت کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰاحِمِیْنَ ؛ اٰمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۳۷ جگہ جگہ ہسپتال اور طبّی امدادی ادارے قائم ہیں، ایک ایسا بھی ہو جو صرف تیرے لیے تیری بیمار و نادار مخلوق کی خدمت میں مصروف ہو، کسی سے اجرت و عوضانہ نہ لے اور تُو اس کا کفیل ہو۔

یا حیّ یا قیّوم۔ آمین

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۳۸ شہر میں ہر کسی کو طبّی سہولتیں حاصل ہیں، دیہات میں نہیں۔ دیہات میں عموماً بیمار لاعلاج ہی مرتے ہیں۔ غریب بے چارہ شہر میں علاج کے لیے نہیں جا سکتا۔ اس کے پاس ریل کا کرایہ تک نہیں معائنہ و علاج کی فیس ادا نہیں کر سکتا۔ ہسپتال میں رہنے کا متحمّل نہیں ہو سکتا۔ دیہات کا موجودہ ڈاکٹر نہ صحیح تشخیص کر سکتا ہے نہ علاج۔

یہ ہسپتال تیری غریب و بیمار و نادار مخلوق کا دار الامان ہو اور اس کا مدّعا تیری مخلوق کی خدمت ہو نہ کہ اپنی خدمت۔

یہ دار الحکمت دار الشفا ہو، جو بیمار بھی آئے، تیرے فضل و کرم سے صحت یاب ہو کر جائے۔

یا حیّ یا قیّوم۔ آمین

یا حیّ یا قیّوم

لا الٰہ الا انت یا ارحم الرّاحمین۔ آمین

الحمد للحیّ القیّوم

یا اللّٰہ یا رحمٰن یا رحیم یا حیّ یا قیّوم یا ذا الجلال و الاکرام؛ یا حنّان یا منّان یا بدیع السّمٰوٰت والارض یا نور السّمٰوٰت والارض یا لا الٰہ الا انت علیک توکّلت و انت ربّ العرش العظیم؛ سبحان ربّی الاعلی العلیّ الوھّاب؛

یا اللہ! ہم تیرے ہی توکّل پہ، اور اس عزم و عہد پہ اس دار الحکمت کی بنیاد رکھتے ہیں کہ تیری ہر بیمار و نادار مخلوق کی بے لوث خدمت کریں گے اور کسی سے بھی کوئی اُجرت و عوضانہ نہیں لیں گے

یہ کسی کے بھی فہم و ادراک میں نہیں آسکتا کہ اتنا بڑا ہسپتال کیونکر چلے گا؟ البتہ ہمیں یہ حق الیقین ہے کہ جو بھی کام تیری مخلوق کی صلاح و فلاح کے لیے اور صرف تیرے لیے جاری کیا جاتا ہے تو ہی اس کا وکیل و کفیل ہوتا ہے۔

انگریزی دوائیں نہ مل سکیں تو کلونجی سے اور اگر کلونجی بھی نہ مل سکی تو دعاؤں سے کام چلائیں گے اِنْ شَآءَ اللّٰہُ۔

غریب سے کوئی فیس نہ لیں گے، مفت علاج کریں گے۔ صاحبِ استعداد اپنی خوشی سے اگر کچھ دے گا ہسپتال ہی کو دے گا۔ گویا ہسپتال کی کمائی ہسپتال ہی کے لیے ہوگی، کسی کے بھی ذاتی تصرف میں نہیں لائی جاسکتی۔ ہمارے پاس خدمت کے سوا کوئی اور شئے نہیں اور تیرے پاس ہر شئے ہے، تو ہمیں حکمت بخش تاکہ ہم تیری مخلوق کی صحیح خدمت کرسکیں۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰاحِمِیْنَ ۔ اٰمِیْن

بالآخر تو ہی اپنے اس دارالحکمت کی بنیاد رکھوا رہا ہے اور تو ہی اس کا وکیل و کفیل ہے۔ اس کا ہر معاملہ تیرے ہی حوالے ہے۔ ہمارے پاس خدمت کے سوا کوئی اور شئے نہیں۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰاحِمِیْنَ ؛ اٰمِیْن

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ؛ اٰمِیْن

طبِّ نبویؐ اور یہ کتاب دارالشفا اس "دارالحکمت" کی ٹیکسٹ بُک مقبول ہو؛

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰاحِمِیْنَ ؛ اٰمِیْن

دارالحکمت کے درِ داخلہ پہ یہ کندہ ہو؛

اس دار الحکمت میں ہر کوئی، ہر وقت، جب بھی کوئی چاہے اور جس بھی حال میں ہو، بلا فیس و اُجرت و معاوضہ داخل ہو کر طبّی امداد حاصل کر سکتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۳۹ اللہ کی بیمار مخلوق کی بے لوث خدمت بہترین عبادت ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۴۰ مطب کی مقبولیت عمارت و آلات و ادویات پہ نہیں، بیمار کی بے لوث خدمت اور غیر امتیازی سلوک پہ مبنی ہوتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۴۱ مطب کا مدّعا شفا ہے، آلات و ادویات نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۴۲ بیمار آپ کا محسن ہے، اپنے محسن کا استقبال کر۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۴۳ بیمار اللہ کا مہمان ہے، اللہ کے مہمان کی خدمت و مدارات کر۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۴۴ بیمار مضطر ہے اور مضطر کی دُعا اور اللہ کی مقبولیت کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۴۵ ہم ہر بیمار و نادار مخلوق کی ہر خدمت کا اللہ ہی کے لیے بلا اُجرت و معاوضہ اور بلا تمیز اعلیٰ و ادنیٰ عزم صمیم رکھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ ہماری تمام مساعی اللہ کی بیمار و نادار مخلوق کی خدمت میں صرف ہوں۔ یاحی یاقیوم! آمین۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۴۶　حضرت غوث الاعظم، محبوب سبحانی محی الدین جیلانیؒ ہیں اور محی الدین کی کوئی بھی شے دین کے منافی نہیں ہوتی۔ محی الدین کی ہر شے قول ہو یا فعل، تحریر ہو یا تقریر، دین ہی کی تائید میں ہوتی ہے

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۴۷　حدود کی حفاظت بندگی کی اصل ہے ورنہ اگر حدود محفوظ نہیں، کوئی بندگی نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۴۸　صالحیت شیخیت کی بنیاد ہے اور شیخیت کی عمارت صالحیت ہی کی بنیادوں پہ استوار ہوا کرتی ہے محض علمیت پہ نہیں۔

صالحیت ختم، ہر شے ختم

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۴۹　بندے کے پاس سلام کو جا اور اللہ کے پاس کام کو۔ بے شک اللہ ہی جمیع امور کے قاضی الامور ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۵۰　صفر کوئی چیز نہیں اور کوئی قدرت نہیں رکھتا ہر بلا و وبا سے مجھے میرا اللہ کافی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۵۱　اللہ کے دین کا کوئی اَمر اور اللہ کے حبیبِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی سنّت قابلِ اعتراض نہیں۔ تیرا کوئی کام قابلِ اعتراض نہ ہو۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۵۲　دین کے فضائل و مسائل بیان کر۔ دلوں کو دین کی طرف مائل کر۔ کسی اختلافی مسائل پہ کچھ مت کہہ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۵۳ کائنات کی ہر شے اور ہر امر اللہ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اللہ جب کسی چیز کے کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دیر و تدبیر سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ فرماتا ہے "کُن" یعنی "ہو جا" اور وہ چیز اسی وقت اسی طرح ہو جاتی ہے، آنکھ جھپکنے جتنی دیر بھی نہیں لگتی۔

مثلاً:

جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کے گلے میں رسّا باندھ کر کنوئیں میں لٹکایا اور جب وہ کنوئیں کے آدھ میں پہنچے تو ایک بھائی نے رسّے کو تلوار سے کاٹ دیا تاکہ وہ کنوئیں میں جا گریں۔ رسّی جب کٹ گئی تو اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم ملا "فوراً یوسف کو کنوئیں میں گرنے سے بچاؤ!" حضرت جبریل علیہ السلام عرشِ عظیم سے اتنی تیزی سے پرواز کرتے ہوئے پہنچے کہ ہنوز کنوئیں کی تہہ دُور تھی اور یوسفؑ کو پروں پہ سنبھال لیا۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۰۵۴ ہر مخلوق اور کل مخلوق اللہ تبارک و تعالیٰ کی عزّت و عظمت والی بارگاہِ ربّ ذوالجلال والاکرام کے سامنے دست بستہ سرنگوں کھڑی ہے۔ ہر مخلوق اللہ کی مخلوق ہے۔ کوئی مخلوق اپنے آپ پیدا نہیں ہوئی۔ اللہ نے پیدا کی اور اللہ ہی ہر کسی کا ربّ و مالک و معبود ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۰۵۵ ذرا اوپر ہو کر دیکھیں، کسی کو بھی اور کوئی قدرت نہیں دی گئی۔ ہر شے کا ہونا نہ ہونا میرے اللہ ہی کے بس میں ہے۔ اگر مخلوق اپنی مرضی کے مطابق کچھ کرنے پہ قادر ہوتی تو پھر رب کیا ہوتا اور بندے کون ہوتے؟

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۰۵۶ دنیا و آخرت کا مشکل ترین مقام "ضیق" ہے اور ضیق کی مثال یوں ہے جیسے کسی زندہ شخص

کو دو دیواروں کے درمیان جو ایک دوسرے سے دو بالشت دور اور آگے سے ملی ہوئی ہوں گاڑ دیا جائے جہاں وہ کسی قسم کی کوئی حرکت تک نہ کر سکے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۵۷ حال دن کی طرح ہوتا ہے، بدلتا رہتا ہے، کبھی ایک سا نہیں رہتا۔ حال بدلتے اور دن بدلتے کوئی دیر نہیں لگتی۔ سختی کے بعد راحت اور تنگی کے بعد خوشحالی کا دَور ضرور آیا کرتا ہے ورنہ کوئی بھی شخص ایک ہی حال میں رہنے کی تاب نہیں لا سکتا۔

نہ کوئی خوشی سدا رہتی ہے نہ غمی، نہ فراخی کو ہمیشگی ہے نہ تنگی کو۔ اسی طرح نہ ہمیشہ تندرستی قائم رہتی ہے نہ بیماری۔ جب کہ یہ حال ہے، کسی بھی حال کی پروا مت کر۔ نہ خوشی میں خوش ہو، نہ غمی میں مغموم۔ یہ دونوں حالتیں نفس ہی کی حالتیں ہیں۔ ہر حال میں اللہ کا شکر کر اور اللہ کا شکر بے شک اللہ کی رحمت کو کھینچ لاتا ہے، رضا کو راضی کر لیتا ہے اور یہ کامیابی کی حد ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۵۸ کسی بھی مصیبت کو اگرچہ کانٹا چبھنے کی ہو، بُرا مت جان، شکوہ مت کر، منہ مت کھول، ہر مصیبت کی آغوش میں کم از کم چار چیزیں تو ضرور ہوتی ہیں۔

بخشش ہوتی ہے

راحت ہوتی ہے

رحمت ہوتی ہے، اور

عبرت ہوتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۵۹ تاریخ کی تمام داستانیں، کردار ہی کی داستانیں ہیں۔ گفتار کی کوئی داستان کسی تاریخ میں نہیں ملتی۔ تُو صاحبِ کردار بن نہ کہ صاحبِ گفتار۔ کردار کے سامنے گفتار کوئی وقعت نہیں رکھتی۔

علم گفتار اور عمل کردار ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۶۰ ہر کام جو محنت، دیانت اور اخلاص سے کیا جاتا ہے، مقبول ہوتا ہے، کبھی رد نہیں کیا جاتا اور کام کی قدر دل میں ہوتی ہے۔ زبان سے اگر نہ بھی ہو کوئی فرق نہیں پڑتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۶۱ اگر تنقید ناگزیر ہو تو اپنے آپ پہ کر، اسی طرح غیبت۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۶۲ کرامت کوئی چیز نہیں کام پہ استقامت ہی کا اصطلاحی نام ہے۔ کرامت کے خیال تک سے بے نیاز ہو کر کام میں مصروف ہو کہ کام کے سوا کسی اور چیز کی کوئی خبر نہ رہے۔ یہ بہترین کرامت ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۶۳ نہ معلوم تیرا یہ دل کیوں صاف نہیں ہوتا اور کیوں شاد نہیں ہوتا حالاں کہ اللہ نے اسے اپنے لیے بنایا ہے اور اپنی ہر شے اس کے لیے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۶۴ کسی دل کو شاد کر بے شک دل، دل ہی کو شاد کرنے سے شاد ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۶۵ دل کی دنیا میں جو اہمیت دل نوازی کو ہے، کسی اور عمل کو نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۶۶ جب تک کوئی اپنی دھن میں، دینی ہو یا دنیوی، ایسے محو نہیں ہوتا جیسے قیس لیلیٰ میں تھا پورا کامیاب نہیں ہوتا

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۶۷ محویت ایک غیر فراموش ذکر ہے۔ قیس کی محویت ہی نے لیلیٰ کی محبت کے ذکر کو بلند کیا ورنہ وہ ایک عورت کے سوا اور کیا تھی؟ لیلیٰ کی داستان حقیقتاً قیس کی محویت ہی کا ذکرِ خیر ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۶۸ محویت جب طاری ہو جاتی ہے، مقصود و مطلوب کے سوا کسی اور طرف کوئی التفات نہیں رہتا، مطلق نہیں رہتا۔ یا اللہ ہمیں اپنے حبیبِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّتِ مطہرہ کی اِتّباع میں محو کر۔ آمین! ہمارے دلوں کی آوارگی ختم ہو۔ آمین۔ تیرا دین ہماری منزل اور ہم اس کے شیدائی ہوں

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ! اٰمِیْن

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۶۹ ہر نعمت پہ ہر کسی کا شکر کر۔ ہر کمی و کوتاہی پہ، ہر کسی سے، اگرچہ چھوٹا ہو، معافی مانگ، یہی تیرے اللہ کا حکم اور یہی تیرے اللہ کے بندوں کی عادت ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۷۰ مسلمان کسی سے بھی معافی مانگنے سے کبھی نہیں شرماتا۔ معافی مانگنے میں تیرا پہلا نمبر ہو۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۷۱ ہر تذکرہ خصلت کا تذکرہ ہے، شخصیت کا نہیں اور شخصیت کے پسِ پردہ خصلت کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہوتی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۷۲ میرے اللہ سے قریب اور کوئی قریب نہیں۔ میرے اللہ سے رحمٰن اور کوئی رحمٰن نہیں یہاں تک کہ ماں بھی نہیں۔ میرے اللہ میری ماں سے سو گُنا زیادہ رحمٰن ہیں اور میری ماں مجھے کسی بھی بُرے حال میں دیکھنا گوارا نہیں کر سکتی۔ مجھ پہ اپنی جان وار دیتی ہے۔ میری صحت و راحت کی خاطر اپنی ہر شئے قربان کر دیتی ہے، کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرتی۔ شب و روز میری ہی بھلائی کے لیے دعائیں

کرتی ہے۔ حالاں کہ ماں بے بس ہے، کسی بھی امر پہ کوئی قدرت نہیں رکھتی لیکن میرے اللہ ہر شئے کے مالک اور ہر شئے پہ قادر ہیں پھر یہ کہ میری ماں سے مجھ پہ سو گُنا زیادہ مہربان ہیں۔ میں نے اپنے اللہ کو جو میرے قریب تر ہے، اور جس سے قریب اور کوئی قریب نہیں، کبھی نہیں پکارا۔ دیکھا، اس تاجر نے جب اپنے اللہ کو پکارا، پہلی ہی پکار نے آسمان پہ کھلبلی مچادی، خطرے کی گھنٹی بج گئی۔ ہر کوئی حکم کے انتظار میں کھڑا ہو گیا، ہر کوئی سوچنے لگا، نہ معلوم! کیا حکم ملنے والا ہے، اُسی تاجر نے جب دوسری بار پکارا تیسرے آسمان کے فرشتے کو حکم ملا فوراً مکروب کی مدد کو پہنچ۔ چنانچہ ابھی اس نے تیسری بار پکارا ہی تھا یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِیْ کہ وہ فرشتہ نوری تلوار لہراتا ہوا تاجر کے پاس حاضر ہو گیا اور کہا کہ لے! اس سے اپنے دشمن کا سر قلم کر دے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۷۳ تاجر نے جب دیکھا کہ موت سر پہ کھڑی ہے، اب اس سے بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں، تمام عقلیں گم ہو گئیں، ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔ میرے اللہ کے سوا کوئی تدبیر یاد نہ رہی۔ سجدے میں گر پڑا۔ کہنے لگا میرے اللہ مجھ کو بچالے اور تُو بچالے۔ تیرے سوا تیری قسم! تیرے اس بندے کو اب کوئی دوسرا انہیں بچا سکتا۔

یہ کہنے ہی کی دیر تھی، فوراً بچا لیا۔

یَا وَدُوْدُ یَا وَدُوْدُ یَا ذَا الْعَرْشِ الْمَجِیْدِ یَا مُبْدِئُ یَا مُعِیْدُ

اے محبت کرنے والے! اے محبت رکھنے والے! اے مالک بزرگی والے عرش کے! اے پہلی بار پیدا

یَا فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ اَسْئَلُکَ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِیْ مَلَأَ

کرنے والے! اے دوبارہ پیدا کرنے والے! اے کر ڈالنے والے اس چیز کے جس کا ارادہ کرے، مانگتا

اَرْکَانَ عَرْشِکَ وَ اَسْئَلُکَ بِقُدْرَتِكَ الَّتِیْ قَدَرْتَ

ہوں میں تجھ سے تیری ذات کے اس نور کے طفیل جس نے بھر دیا ہے تیرے عرش کے ستونوں کو اور مانگتا ہوں

بِهَا عَلٰى جَمِيْعِ خَلْقِكَ وَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِىْ وَسِعَتْ كُلَّ شَىْءٍ لَآ

میں تجھ سے تیری اس قدرت کے طفیل، جس سے قدرت رکھتا ہے تو اپنی مخلوق پر اور تیری اس رحمت کے طفیل

اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ يَا مُغِيْثُ اَغِثْنِىْ ط يَا مُغِيْثُ اَغِثْنِىْ ط يَا مُغِيْثُ اَغِثْنِىْ

جو حاوی ہے ہر چیز پر کوئی معبود نہیں مگر تو، اے فریاد رسی کرنے والے میری فریاد رسی کر، اے فریاد رسی کرنے

والے میری فریاد سن، اے فریاد سننے والے سُن لے میری فریاد"۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۷۴ مکروب جب سبب سے دست بردار ہو کر اپنے رب کی بارگاہِ عالم پناہ میں فریاد رسی کے لیے پکارا کرتا ہے، اُسی وقت فریاد رسی کی جاتی ہے، ذرا بھی دیر نہیں لگتی۔ ہمیں اپنے رب پر اتنا یقین نہیں جتنا کہ سبب پر ہے۔ رب پر برائے نام اور سبب پر حق الیقین ہے اور یہی "وہ" ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۷۵ جس دنیا کے پیچھے ہم مارے مارے پھرتے ہیں، وہ بھی کیا دن تھے کبھی دنیا ہمارے پیچھے پھرا کرتی تھی اور ہم اسے کسی بھی صورت قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوتے تھے۔ بے شک یہ دنیا دین کی ضد ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۷۶ دین دار دنیا کو چھوڑ کر پھولے نہیں سمایا کرتے۔ طریقت کی اصل ترک ہے۔
ترکِ لذت، ترکِ راحت، ترکِ زینت اور ترکِ شُہرت

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۷۷ جو برائی تجھے بُری لگے چھوڑ دو۔ دانش ور بے ادبوں ہی سے ادب سیکھا کرتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۷۸ اللہ نے فرمایا:

أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللّٰهَ يَرٰى (العلق: ۱۴)

کیا یہ نہیں جانتے کہ اللہ انہیں دیکھ رہا ہے۔"

ہم جو کچھ بھی کرتے ہیں، اللہ دیکھتا ہے۔ جن نظروں سے تم کسی کی لڑکی کو دیکھو گے، اُنہی نظروں سے تیری کو دیکھا جائے گا، اگرچہ تم کوئی ہو، یہی حق اور یہی تیرے اللہ کا قدیم دستور ہے۔ توبہ کر، معافی مانگ۔ اللہ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ جَوَّادٌ کَرِیْمٌ اور رَءُوْفُ الرَّحِیْمٌ ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۷۹ کسی پہ کوئی گلہ نہیں ہوتا۔ بندے کو بندے کی کرنی ہی کا پھل ملا کرتا ہے۔ جیسے آج کرے گا، کل کو بھرے گا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۸۰ جب تک کوئی اپنے علم پہ عمل نہیں کرتا، نہ دلوں کی دوری ختم ہو سکتی ہے، نہ ابحاث اور نہ ہی کوئی حال بدل سکتا ہے۔ ہر کسی کی ہر شے اپنی اپنی جگہ جوں کی توں رہتی ہے۔ عمل سے خودی اور خودی سے مردانگی اور مردانیت زندگی کا جوہر ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۸۱ مطب پہ کب رحمت برسا کرتی ہے؟

جب کہ نہایت ہی مفلوک الحال، بوسیدہ پیراہن میں ملبوس، پھٹے چھتر پہنے، جیب خالی، دردوں کا مارا اور بے سہارا مریض مطب میں داخل ہوتا ہے۔ جب بھی کوئی ڈاکٹر ایسے بیمار کا خندہ پیشانی سے اور اللہ ہی کے لیے استقبال کرتا ہے، اُسی وقت مطب پہ اللہ کی رحمت برسنے لگتی ہے ذرا بھی دیر نہیں لگتی اور یہی وطیرہ اگر ہر مریض سے ہو تو اللہ اس مطب کو اگرچہ کچھ بھی نہ ہو، اپنی مخلوق کے بے لوث خدمت گزار اداروں میں شمار فرما لیتا ہے۔

وگرنہ کوئی کتنی ہی کوشش کرے

اللہ کے مقبول اداروں میں شمار نہیں ہو سکتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۸۲ ہمارے ہاں ایک قصّہ ہے:

ایک اللہ کا بندہ اللہ ہی کے آسرے ایک سڑک کے کنارے زندگی و موت کی کشمکش میں مبتلا تھا کہ ایک رقّاصہ کا اس راہ سے گزر ہوا۔ اس کی کوئی نیکی اللہ کے ہاں مقبول ہو چکی ہو گی، اس کا دل پسیجا، وہیں رُکی، اس اللہ کے بندے کو اپنی سواری میں بٹھا کر گھر لے آئی، ڈاکٹر کو بلایا، ان کی حالت اچھی نہ تھی، کپڑے بدلے، نہلایا نئی پوشاک پہنائی اور نہایت ہی ادب و احترام سے ان کی تیمارداری میں مصروف ہو گئی۔"

اس کا یہ فعل میرے اللہ کو اس قدر پسند آیا کہ اسے ایک جلیل القدر منصب پہ مامور فرمایا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۸۳ جب اس نے کہا کہ تجھ پہ تو میرا سایہ ہے اور مجھ پہ میرے پیّا کا، اُن پہ اُن کی کملی کا اور میرے آقا کی کملی پہ عرشِ عظیم کا سایہ ہے، اُسی وقت سایہ دور ہوا۔ ماشاءاللہ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۸۴ دنیاوی درجات آدمی کو مطمئن نہیں کر سکتے بالکل نہیں کر سکتے۔ کوئی آدمی کسی بھی حال میں مطمئن نہیں اس لیے اور صرف اس لیے کہ دل اللہ نے اپنے لیے بنایا ہوا ہے اور یہ ذکر ہی سے مطمئن ہو سکتا ہے، کسی اور طرح نہیں؛ ہر شے اس کے لیے اور یہ اللہ کے لیے ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۸۵ هُوَ الْمَشْهُودُ فِي كُلِّ مَوْجُودٍ کائنات کی ہر شے میں ہر شے کے خالق و مالک کا نور جلوہ گر ہے

کوئی بھی شے اس سے خالی نہیں ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۸۶ ہمارے سیرت و کردار اخلاقی میزان میں پورے نہیں اترتے ۔ اگر ہم ہر معاملہ میں قرآن و سنّت کے پابند ہوتے ، ہماری زندگی قابلِ رشک ہوتی ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۸۷ جب "میں" ہوتا ہوں، کچھ بھی نہیں ہوتا۔ میرا ہونا ہی میرے من کی بربادی کا موجب ہے۔ کاش! میں کچھ بھی نہ ہوتا! نہ مُلّا ، نہ پیر، نہ صوفی نہ فقیر۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۸۸ **اے مخاطب :**

اگر آپ کی جگہ یہ بندہ ہوتا ، اور یہ کشف اسے ہوتا ، تو کبھی تسلیم نہ کرتا یہ کہہ کر کہ یہ کشف کہ "زندوں کی ہدایت کے لیے زندوں کے پاس جاکر فیض حاصل کرنا ضروری ہے ۔ اگر قبر کافی ہوتی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ معلّٰی سے بہتر اور کس کی قبر ہو سکتی ہے" دین کی تائید میں نہیں ، کوئی تعمیل نہ کرتا ۔ بندہ اسے ہمزاد ہی کا ایک فریب سمجھ کر انکار کر دیتا ! نیز یہ کہ مجھ سے کہیں بہتر صاحب پہلے گزر چکے اگر یہ انکشاف ضروری ہوتا ، ان کو ہوتا ۔ میں اپنے نفس کی حالت سے بیزار ہوں ۔ میرا نفس نہ مزکّی ہے ، نہ مطمئن ۔ اس حال میں اس پہ کسی ایسے اَسرار کا منکشف ہونا شیطان ہی کا فریب و سَراب ہے ۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۸۹ جسے کمال کی پروا نہیں زوال کی بھی نہیں ۔ کمال و زوال سے بے نیاز ہو کر اللہ کی راہ میں چل اور یہ کمالِ کمال ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۹۰ جب اسے خوشی ہوتی ہے اللہ کا شکر نہیں کرتا، باجا بجاتا ہے۔ خوشی پاکر شکر نہیں کرتا شیطانی کام کرتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۹۱ تکمیلِ عرفان:

ہر شئے کو خیر ہو یا شر، اللہ کی طرف سے حکمت پر مبنی سمجھ کر خندہ پیشانی سے تسلیم کرنا عرفان کا ابتدائی مقام ہے۔ کھانے کے لیے معمولی کھانا، پہننے کے لیے معمولی لباس اور رہنے کے لیے معمولی گھر کے سوا ہر قسم کے آسائش و استراحت کے مال و اسباب سے کلیتہً منہ موڑ کر اپنے کام میں ہمہ تن و من محو و منہمک رہنا عرفان کا میانہ مقام ہے اور اپنے کام کے سوا کائنات کی ہر شئے کو بھول جانا اور کسی بھی شئے سے کوئی دلچسپی نہ رکھنا عرفان کا انتہائی مقام ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۹۲ شکرِ نعمت، حُسنِ عبادت، راست بازی، قلبِ سلیم اور خُلقِ مستقیم سے انسانیت کا مقام بُلند ہوتا ہے محض عبادات کی بدولت نہیں۔ اور یہی اسباق سلف صالحین کی درس گاہوں کا بین الاقوامی، جامع اور مستند نصاب ہوا کرتا تھا۔ جب تک کوئی فاضل مذکورہ اسباق سے فیضیاب ہو کر فارغ التحصیل نہیں ہوتا، مقبول الاسلام دیندار نہیں ہوتا اور نہ ہی دین کو اس سے مطلوبہ تقویت پہنچ سکتی ہے۔ گزرے ہوئے دور کا صوفی بے شک ان اسباق سے آراستہ و پیراستہ ہو کر دنیا کے میدان میں قدم رکھا کرتا تھا۔ جو بھی دین کے اکھاڑے میں اُترتا، یہی خصلتیں اس کا زادِ راہ ہوتیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۹۳ جب اس میں اس کا مالک نہیں ہوتا، اس کا کوئی لاگو نہیں ہوتا۔ اس کی قدر اس ہی کی بدولت ہوتی ہے۔ بندہ دنیا میں بندوں کو دوست بناتا ہے اور مال جمع کرتا ہے۔ ان دونوں میں سے کوئی بھی بندے کا ساتھ نہیں دیتا۔ عمل کے سوا کوئی اور شے اس کے ساتھ نہیں جاتی اور جس عمل نے اس کے ساتھ جانا ہے اس کی پروا نہیں کرتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۹۴

احوال القبور:

میں ستّر سال دنیا میں رہا، شب و روز دنیا ہی کمانے میں مصروف رہا۔ اگر کوئی مجھے روکتا، میں کوئی پروا نہ کرتا۔ جس دن سے میں دنیا کو خیرباد کہہ کر یہاں آیا ہوں، میرے اہل و عیال میں سے کوئی بھی میرے پاس کبھی نہیں آیا، نہ ہی کسی نے میری کمائی میں سے کوئی مال میرے لیے خیرات کیا۔ کیا ہی خوب ہوتا جو دنیا میں وہ کام کرتا جو یہاں کام آتے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۹۵ اہلِ وفا اپنا معبود بدلا نہیں کرتے، مقصود بدلا نہیں کرتے، محبوب بدلا نہیں کرتے اور مطلوب بدلا نہیں کرتے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۹۶ **قرآن:**

مجید ہے، حکیم ہے، کریم ہے، نور ہے اور قوۃ ہے۔

حضرت مولا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے سورہ المزّمّل کی برکت و قوۃ سے ایک سو ساٹھ جنگیں فتح کیں اور اسی سورۃ کے عمل کی برکت سے خیبر کا در توڑا۔ اس سورۃ کے عامل کو کوئی ربن، کوئی شیطان، کوئی حاسد، کوئی جادوگر، کوئی ظالم اور کوئی بداندیش کسی بھی قسم کا کوئی

نقصان کبھی نہ پہنچا سکے، ان شاء اللہ! اس سورۃ شریف کو گیارہ مرتبہ روز پڑھیں۔ رات کے آخری حصّے میں پڑھنا اور وقتوں سے افضل ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۰۹۷ جس بھی قوم نے دنیا میں ترقی کی، قرآنِ کریم کے بتائے ہوئے اصولوں پر چل کر کی۔ ترقی کے تمام اصول قرآن ہی میں ہیں کسی اور کتاب میں نہیں۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۰۹۸ جس نے بھی کوئی حکمت آمیز کلمہ کہا، قرآن ہی کے کسی نہ کسی امر کی تائید میں کہا۔ قرآنِ کریم کل کائنات کی حکمت کا خزینہ ہے۔ اور قرآنِ کریم سے باہر کوئی چیز نہیں۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۰۹۹ کامیابی کے تمام اصول قرآنِ کریم میں ہیں جو بھی دنیا میں کامیاب ہوا یا آئندہ ہوگا، قرآن ہی کے مطابق عمل کر کے ہوگا۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۱۰۰ ہر قوم نے قرآن ہی کی روشنی میں راہ پائی۔ غیر مسلم قومیں قرآن کے نام کی منکر ہیں، احکام کی منکر نہیں۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۱۰۱ ہر دین کے احکام، قرآن ہی کے احکام ہیں گو زبان قرآنی نہیں، احکام قرآنی ہیں۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۱۰۲ کوئی بھلائی ایسی نہیں جس کا کہ قرآنِ کریم میں حکم نہیں دیا گیا اور برائی بھی کوئی ایسی نہیں جس سے کہ منع نہیں کیا گیا۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۱۰۳ ہر دین نے ہر خیر و شر قرآن ہی سے نقل کر کے قرآن کے مقابل ایک نیا دین رائج کیا۔ دنیا کی ہر قوم عمل سے قرآن کی متفق اور قول سے غیر متفق ہے اور یہ انکار تعصب کی بنا پہ ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۰۴ ہم قرآن کو صرف مانتے ہیں، اس پہ عمل نہیں کرتے۔ اغیار اقوام قرآن کو مانتی نہیں، قرآن کے مطابق عمل کرتی ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۰۵ قرآنی احکام سیدھے، سادہ، آسان اور فطرت کے عین مطابق ہیں۔ کوئی مخلوق کسی امر کی انکاری نہیں۔ ہر دل ہر امر کی تائید کرتا ہے، اگرچہ کافر ہو۔ کافر کا انکار قولی ہے فعلی نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۰۶ قرآنِ کریم اللہ کا کلام ہر کلام کا سردار اور ہر کلام پہ حاوی ہے۔ قرآنِ کریم کی تلاوت ہر منتر کی نعم البدل ہے۔ قرآنِ کریم کی تلاوت کے بعد کسی اور منتر کی ضرورت سمجھنا قرآنِ کریم کی شان کے سراسر خلاف ہے۔ بیمار جیئے، چاہے مرے۔

قرآنِ کریم سے باہر کبھی کچھ مت پڑھ۔ بے شک قرآن ہر مرض کی شفا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۰۷ بندہ جب اللہ کی عبادت کے لیے فارغ ہو کر پورے آداب و اکرام سے اللہ کی کتاب قرآنِ کریم کی تلاوت میں مصروف ہوتا ہے تو ان چار حالتوں میں سے کسی ایک حالت میں ضرور ہوتا ہے۔

اول یہ کہ بندے میں بندے کا اللہ بولتا ہے، جیسے کہ

وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوٰی

یعنی نہیں وہ بولتا اپنی طرف سے (مگر جو اللہ کہے)

دوم یہ کہ بندے میں اللہ کا وحی جبریلِ امین بولتا ہے جیسے :

یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ

سوم یہ کہ بندے میں اللہ کے حبیبِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جن پہ کہ قرآنِ کریم نازل ہوا ، بولتے ہیں جیسے :

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ

چہارم یہ کہ بندہ بولتا ہے اور کل کائنات سنتی ہے جیسے :

لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ / تُرْحَمُوْنَ

اور یہ چاروں مقامات اپنی اپنی جگہ ضروری اور مستحسن ہیں ۔ مقامِ اوّل سب سے اعلیٰ و ارفع ہے

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۰۸ صفویہ صمدانیہ کا مطلب یہ ہے :

چنا ہوا ، برگزیدہ اور لایحتاج ، جو کسی کا بھی اور کسی بھی معاملہ میں کبھی محتاج نہ ہو یہاں تک کہ استاد کا بھی (اگر کسی وجہ سے استاد نہ مل سکے) محتاج نہ ہو ، جو مدرسہ دنیا کے چنے ہوئے مدرسوں میں شامل ہوتا ہوتا ہے ، اس کی ابتدا اسی طرح ہوتی ہے جیسے کہ ہو رہی ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۰۹ مذہبی ، قومی اور ملکی تعمیر کے لیے ایک مرکز پہ متحد ہو کر اجتماعی جد و جہد لازم و ملزوم ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۱۰ تعمیری تنقید اصلاح کی موجب ہوتی ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۱۱ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" اترتا ہے پروردگار بزرگ و برتر روزانہ رات کے وقت دنیا کے آسمان پر

جب کہ باقی رہتی ہے آخری تہائی رات، اور فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے مانگے تاکہ میں اس کے سوال کو پورا کردوں، کون ہے جو مغفرت چاہے مجھ سے اور بخش دوں اس کو۔"

(بخاری و مسلم)

اور مسلمؒ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

"پھر اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل ذوالجلال والاکرام کھولتا ہے اپنے لطف و کرم اور رحمت کے ہاتھوں کو، اور کہتا ہے، کون ہے، جو قرض دے ایسی ذات کو جو نہ تو فقیر ہے اور نہ ظالم اور صبح تک یہی فرماتا رہتا ہے۔"

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۱۲ بندہ جب یہ کہتا ہے کہ:

"یارب! تو میرا رب وحدہ لاشریک لہ رحمٰن و رحیم حیّ القیوم ذوالجلال ارحم الراحمین اکرم الاکرمین احکم الحاکمین قادر المقتدر اور میں تیرے در کا فقیر اور تیری رحمت کا امیدوار ہوں۔ تیری ذات و صفات میں کسی کو بھی اور کسی بھی معاملہ میں کبھی شریک نہیں ٹھیراتا، اور نہ ہی تیرے سوا کسی سے بھی اور کسی بھی معاملہ میں کوئی امید رکھتا ہوں!"

اللہ راضی ہوجاتا ہے۔

الحمد للہ

پھر جب یہ کہتا ہے کہ:

"تیری دنیا کا کوئی منصب اور تیری دنیا کی کوئی بھی چیز تیرے اس بندے کی

نظروں میں کوئی وقعت نہیں رکھتی، تیرے سوا تیرے اس بندے کو کسی بھی شے سے کوئی دلچسپی نہیں، اس کا جینا اور مرنا تیرے ہی لیے ہے۔"

اللہ اس پہ اسی وقت اپنی رحمت نازل فرما دیتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۱۳ پھر جب یہ کہتا ہے کہ:

"تیرا یہ بندہ ناقص العقل، عاجز و مسکین، بے بس و بے کس، تیری توفیق کے بغیر کچھ بھی کرنے پہ کوئی قدرت نہیں رکھتا، تیرے اس بندے کے تمام معاملات دینی ہوں یا دنیوی، تیرے ہی حوالے ہیں، تجھ ہی کو سونپے۔

جب صدقِ دل سے اپنے تمام معاملات اپنے اللہ کے حوالے کر کے اللہ کے کاموں میں مصروف ہو جاتا ہے، اللہ اس کا مولیٰ بن جاتا ہے، اللہ اس کا وکیل بن جاتا ہے، اور کفیل بن جاتا ہے، نصیر بن جاتا ہے اور حفیظ بن جاتا ہے۔ اللہ پھر اپنے اس بندے کو کسی کا بھی اور کسی بھی معاملہ میں محتاج نہیں ہونے دیتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۱۴ پھر جب یہ کہتا ہے کہ:

"یارب! تیرا یہ بندہ تیری ہر مخلوق کا خاکی ہو یا آبی، نوری ہو یا ناری، خیر خواہ دعا گو اور بے لوث خادم ہے۔"

اسی وقت اس پہ علم و حکمت اور عشق و رقّت کا باب کھول دیتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۱۵ بندہ جب رنج و الم کے عالم میں اپنے رب کو پکارتا ہے اور کہتا ہے کہ "یہ سب اس کے اپنے ہی گناہوں کی شامت ہے۔" پھر سچی اور پکی توبہ کرتا ہے، اللہ اسے اسی وقت رنج و

الم سے نجات بخش دیتے ہیں۔

الحمد للہ

۱۱۱۶ بندہ جب یہ کہتا ہے کہ:

"اس کا نیکی کرنا اور برائی سے بچنا تیری ہی توفیق سے ہے ورنہ اپنے آپ نہ وہ نیکی کرنے پہ قدرت رکھتا ہے، نہ برائی سے بچنے پہ"

اللہ خوش ہو جاتا ہے، فرماتا ہے:

"بے شک میرے بندے نے سچ کہا، بے شک میرا بندہ میرا اطاعت گزار ہوا اور اس نے اپنے تمام معاملات میرے حوالے کیے"

پھر اللہ اس بندے کے گناہوں کو ایسے جھاڑ دیتے ہیں جیسے کہ لاٹھی مارنے سے درخت کے سوکھے ہوئے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

الحمد للہ

۱۱۱۷ بندہ جب یہ کہتا ہے کہ:

"اللہ میرا رب ہے اور میں کسی کو بھی اس کا شریک نہیں ٹھیراتا"

اسی وقت اس پہ تسکین نازل فرما دیتے ہیں۔

الحمد للہ

۱۱۱۸ بندہ جب اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہے اور کہتا ہے کہ:

"میری توبہ! تیرے اس بندے کے گناہوں کو کوئی اور بخش نہیں سکتا"

اللہ خوش ہو جاتا ہے اور کہتا ہے:

"میرے بندے کو پتہ ہے کہ میں اس کا رب ہوں اور یہ بھی پتہ ہے کہ میرے سوا کوئی اور اس کے گناہوں کو بخشنے پہ قادر نہیں"

اپنی رحیمی کریمی کے صدقے بندے کے گناہ بخش دیتا ہے۔

الحمدُ للہ

۱۱۱۹ بندہ جب اپنے اللہ کے حضور میں سجدہ ریز ہوتا ہے، اللہ اس کی حاضری قبول فرماتے ہیں۔ یہی سجدہ معراج المؤمنین کے مصداق ہوتا ہے۔

اَلحمدُ للہ

۱۱۲۰ جب تک گناہ کے دروازے بند نہیں ہوتے، نیکی کے دروازے نہیں کھلتے۔ ان دونوں کی توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۱۲۱ ریت کے ٹیلے پہ لہلہاتا ہوا لالہ، جب اپنے رب کے حضور میں سجدہ ریز ہوا، اور کہا: اے میرے رب ذوالجلال والاکرام:

میں صحرا کا پھول ہوں، مجھے بارانِ رحمت کے سوا کہیں سے بھی پانی کی کوئی امید نہیں، مصنوعی وسائل مجھ تک پانی نہیں پہنچا سکتے، صحرا کی تپش سے میری پتیاں کملائی جارہی ہیں، مرجھائی جارہی ہیں، یارب! مجھ پہ رحمت کی بارش برسا! اُسی وقت بارش برسنے لگی۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۱۲۲ جب اس نے کہا کہ:

اس آدمی کے اتنے گناہ ہیں کہ اگر اس نے اپنی زندگی میں اپنے اقوال وافعال پہ سچی اور پکی توبہ نہ کی، تو آئندہ آنے والی نسلیں بھی ان کے اثرات سے محفوظ نہ رہ سکیں گی!!

یہ سُن کر وہ فوراً سجدے میں گر پڑا اور وہ توبہ کی، اور ایسی توبہ کی کہ نصوح کو مات

دے گیا۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۱۲۳ جب اس نے کہا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَیْکَ مِنْہَا لَا اَرْجِعُ اِلَیْہَا اَبَدًا ط اٰمِیْن

اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ ط اٰمِیْن

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمِ ط اٰمِیْن۔

اللہ نے اپنی رحیمی کریمی کے صدقے اس سے درگزر فرمایا اور بخش دیا۔ بے شک اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ کو قبول فرمانے والے اور گناہوں کو اگرچہ وہ کتنے ہوں، بخشنے پر قادر ہیں۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۱۲۴ کیڑا چھ ماہ میں گندم کے ایک دانے کا نصف حصّہ کھاتا ہے، اس کے باوجود شب و روز قطاریں بنائے دانے جمع کرنے میں مصروف رہتا ہے۔ نہ گرمی دیکھتا ہے، نہ سردی جیسے کہ کسی منڈی میں جا کر بیچنے ہوتے ہیں۔ حرص خلق کی ایک وہ فطرت ہے جس سے کوئی بھی مخلوق خالی نہیں، نہ چیونٹی، نہ ہاتھی۔ اللہ کے فقیروں کے سوا کوئی اور اسے میدان میں نہ پچھاڑ سکا۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۱۲۵ کوّے اور باز کے قدو قامت میں کوئی خاص فرق نہیں ہوتا، کھانے کا ہوتا ہے۔ باز بھوکا تو مرجائے گا لیکن تازہ گوشت اور خون کے سوا کوئی اور شے کبھی نہ کھائے گا۔ باز کی پرواز و تجسّس اس کھانے ہی کی قوت و برکت سے ہے۔ کوّا کسی روزی کا پابند نہیں۔ گوشت بھی کھاتا ہے گندگی بھی، باز کی طرح ایک بار کھا کر سیر نہیں ہوتا، سارا دن ٹھونگیں مارتا رہتا ہے۔ کسی بھی شے کو نہیں

چھوڑتا۔ لیکن پھر بھی سیر نہیں ہوتا اور باز۔ ایک بار کھا کر سارا دن مست رہتا ہے جب تک دوبارہ بھوک نہیں لگتی، کسی سوکھے ہوئے درخت کی شاخ پہ بیٹھا اپنے خالق کی تسبیح و تحمید میں مصروف رہتا ہے۔ باز اہلِ جہان کو زبانِ حال سے رزق کی برکات و رفعات کا درس دیا کرتا ہے، عزتِ نفس اور رفعتِ منزل۔ رفعتِ منزل رزق ہی کے معیار پہ موقوف ہوتی ہے۔

باز۔ ایک بار کھاتا ہے اور سیر ہو جاتا ہے۔

کوا۔ سارا دن کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔

اللہ ہمیں طیب رزق عنایت کرے، آمین!

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَّ عَمَلًا مُّقْبَلًا وَّ رِزْقًا طَیِّبًا

اٰمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۲۶

کوّے سے:

تو نے صبح سے کیا کیا نہیں کھایا؟ مُردار کھایا، دہی کھایا، بچوں کے ہاتھ سے چھین کر روٹی کا ٹکڑا، چڑیا کے گھونسلے سے اس کے بچوں کو کھایا، گُھگی کے آہلنے سے انڈا چُرا کے پیا، مرغی کے بچے کو اٹھا کر کھایا، ہنڈیا سے رات کا بچا ہوا سالن کھایا، کھائے ہوئے گوشت کی بچی ہوئی ہڈی کو کھایا، بیل کی گردن اور گدھے کی کمر پہ رستے والے زخموں کو نوچا۔ جب کوئی بھی چیز تجھے سیر نہ کر سکی، تیرے پیٹ کے تنور کو جب کوئی ایندھن بھر نہ سکا پھر گندگی کھائی، پھر بھی تو سیر نہ ہوا حتیٰ کہ آفتاب غروب ہونے کو آیا۔ تیری آنکھوں کے آگے جب اندھیرا چھانے لگا تو اپنی آرامگاہ کی طرف اُڑا۔ اگر اس وقت بھی تجھے کھانے کی کوئی چیز ملتی، کبھی باز نہ رہتا، ضرور کھاتا۔ نہ معلوم

تیرا یہ ننھا سا پیٹ کہاں اتنی چیزوں کو سمیٹے جا رہا ہے، تیرا یہ پیٹ کبھی بھر نہیں سکتا۔
تو اپنی اس بے صبری پہ رو! گندگی اور مُردار نے تیرے دماغ کو معطل و ماؤف کیا ہوا ہے۔
غیرت کا تو تم میں نام تک نہیں۔ کوئی کتنا ہی دُرکارے، تجھے پروا نہیں ہوتی۔ اس رذالت ہی کے باعث پرندوں کے معاشرے میں تیرا کوئی مقام نہیں، پرندوں کی دنیا میں تم ایک بدترین اور نفرت انگیز جنس ہو!

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۲۷ باز کی بلندی اور کوے کی پستی، قد و قامت کی بدولت نہیں۔ رزق کی بدولت ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۲۸ فتح محض ہتھیاروں ہی پہ نہیں نصرتِ الٰہی پہ موقوف ہوتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۲۹ درخت فضا کو پاک کرتے ہیں، دل کو بھی کرتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۳۰ اللہ اپنی ہر مخلوق کا پیدا کرنے والا اور پالنے والا ہے۔ جو بندہ اللہ کی مخلوق کی خدمت کرتا ہے اور محض اپنے رب کی مخلوق سمجھ کر خدمت کرتا ہے، کوئی اور غرض و غایت نہیں رکھتا، اللہ کو پسند ہوتا ہے۔

فقر کے تمام مراتب خدمت ہی کے معیار پہ مرتب ہوتے ہیں۔ ہر نیکی ایک عظمت ہے خدمت کی عظمت سب سے بالا ہے۔ قرونِ اُولیٰ کے صوفی کا سرکاری نام اہلِ خدمت ہوتا تھا، اور خدمت ہی کی بدولت آج اس کا نام زندہ ہے۔ اُس کے پاس کچھ بھی نہ ہوتا مگر خدمت! اور ہمارے پاس سب کچھ ہے لیکن خدمت نہیں۔ وہ مخلوق کا خادم تھا، ہم مخدوم! بندہ جب اللہ کے لیے اللہ کی مخلوق کی خدمت میں مصروف ہوتا ہے، اللہ خوش ہوتا ہے۔

بعض کو امیر کیا، بعض کو فقیر، اس لیے کہ دیکھیں کہ میرا کون بندہ میری خوشنودی رضا کے لیے میری نادار و بیمار و معذور و مجبور مخلوق کی خدمت کرتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۳۱ عبدیت و محبوبیت کے دو ہی آداب اور دو ہی مقام ہیں! اوّل یہ کہ بندہ اپنے معبود/محبوب کو یہ کہے کہ میں کسی اور کو تیرا شریکِ ثانی نہیں ٹھیراتا، اور تیرے سوا کسی سے بھی اور کوئی امید و التفات نہیں رکھتا، میرا سب کچھ تُو صرف تو ہے اور یہ کہ تیرے سوا تیری قسم تیرے اس طالب/محب کی کوئی بھی طلب و تمنّا ہے ہی نہیں، مطلق نہیں! مگر یہ اور صرف یہ کہ تُو میرا "وہ" اور میں تیرا "وہ" ہوں یا دوسرے کھلے الفاظ میں، تو میرا رب! رب ذوالجلال والاکرام اور میں تیرا بندہ ہوں، عاجز و مسکین و بے کس و بے بس بندہ!

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۳۲ اللہ جب اپنے کسی مقبول بندے پہ اپنی رحمت نازل فرماتے ہیں، تو اُس سے وہ چیزیں جو اللہ کو پسند نہیں ہوتیں، واپس لے لیتے ہیں اور اسے اس میں لذت محسوس ہوتی ہے اگرچہ دیکھنے والے کو نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۳۳ ہر بندہ کہتا ہے یہ میرا مال ہے، یہ میرا مکان ہے، یہ میری زمین ہے، یہ میری جائیداد ہے حالاں کہ یہ چیزیں تو درکنار بندے کو اپنے جسم کے بھی کسی حصّہ پہ کوئی اختیار نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۳۴ تمام چیزیں اللہ کی ہیں۔ کسی بھی چیز پہ کسی کا کوئی دعویٰ نہیں۔ جسے جو چاہے دے اور جس سے جو چاہے لے، کسی کو بھی دم مارنے کی جرأت نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۳۵ عقل کی قیاس آرائی معرفت کی گہرائی کو نہیں پاسکتی۔ نہ یہ از خود دیکھتا ہے، نہ سنتا ہے، نہ بولتا ہے نہ سوچتا ہے، نہ کرتا ہے مگر اس میں اس کے خالق و مالک کا امر و ارادت جلوہ گر ہے، اس کی اپنی کوئی مرضی نہیں اور اپنی مرضی سے یہ کچھ کرنے پہ قادر نہیں۔ یہ بالکل نہیں جانتا اس کے ساتھ ابھی کیا ہونے والا ہے، یا یہ کیا کرنے والا ہے۔ اِس کا اس دنیا میں آنا اور یہاں سے جانا بھی اس کی مرضی سے نہیں، اُس کی مرضی سے ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۳۶ اللہ کو صرف اس بندے پہ ناز ہوتا ہے جو عطا و قضا سے بے نیاز ہو اور کسی بھی حال پہ، جو بھی وارد ہو، اعتراض نہ کرے، اسے حکمت پہ مبنی سمجھ کر خندہ پیشانی سے اس کا استقبال کرے، اور یہ اُتم العمل ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۳۷ دین آسان ہے، بہت آسان۔ اس میں سختی مت کر۔ جو آدمی دین میں سختی کرتا ہے، دین اس پہ غالب آجاتا ہے، ہلکا اور آسان عمل اختیار کر جسے کہ آسانی سے عمر بھر نبھا سکے۔ جان توڑ کر مجاہدہ مت کر۔ بھاگنے والے اکثر راہ ہی میں تھکتے ہیں۔ قبض ہو یا بسط، اپنے معمولات ترک مت کر۔ نفل عبادت مستحب ہے۔ نہ فرض ہے نہ واجب۔ جب کسی نفل عبادت کو ایک بار عمل میں لے آو، پھر واجب الادا ہو جاتی ہے۔ پھر اپنے عمل کو باطل مت کرو۔ جب تک نسبت مکمل نہ ہو، افادۂ عام میں مصروف مت ہو۔ کسی کو غلط فہمی میں مت رکھ! یہ کہہ:

نہ میں کشف القبور جانتا ہوں، نہ کشف القلوب نہ کشف الورید نہ کشف الحدید نہ کشف الاحیاء نہ کشف الجدید نہ تسخیر نہ دستِ غیب، نہ کیمیا، نہ سیمیا، نہ ریمیا، نہ لیمیا، نہ ہیمیا اور نہ ہی گنڈا تعویذ۔

ہم مجبور و محکوم بندے، اور اللہ مالک و قادر ہے ہمیں کسی بھی امر پہ کوئی قدرت حاصل نہیں۔
اللہ اپنے نظام کو عین حکمت سے چلا رہا ہے۔ اس میں مُخل ہونا بندہ کی سب سے بڑی حماقت
ہے یہ سمجھ کہ خلقت کی تمام حرکات و سکنات اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کی طرف سے ہیں جب تک
تجھے یہ مقام حاصل نہیں ہوتا مسلے مسائل کی یہ کشمکش کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ اگر تو اپنے اللہ کو واقعی
اپنا رب جانتا ہے تو

اپنے تمام معاملات ظاہری ہوں یا باطنی، دینی ہوں یا دنیوی اپنے اللہ کے سپرد کر!
اس لیے کہ اللہ ہی کُل کائنات کے جملہ معاملات کے قاضی الامور ہیں، اور ہر کسی کے وکیل و کفیل و
نصیر ہیں۔

الحمدللہ الحیّ القیّوم

۱۱۳۸ یہ بات اگرچہ حقیقت پہ مبنی اور سو فیصدی صحیح ہے، انسانی سمجھ سے بالاتر ہے کہ ہر فعل کا حقیقی
فاعل اللہ اور مفعول بندہ ہے۔ ہر کوئی حقیقت کی اس بات پہ نکتہ چینی کرتا ہے۔ جب تک
کوئی سالکِ طریقت مخلوق کے افعال کو سمجھ کر خندہ پیشانی سے تسلیم نہیں کرتا، عارف نہیں
ہو سکتا! یا دوسرے لفظوں میں — جب تک غیریت (دُوئی) سے پاک نہیں ہوتا طریقت
کا عارف نہیں ہو سکتا۔ طریقت کا عارف حکمت کے بے شمار بھیدوں سے واقف ہوتا
ہے اگرچہ ہر بھید سے نہیں۔ اور اس بات کا کہ مخلوق کے افعال کا حقیقی فاعل اللہ ہے، پورا
عارف ہوتا ہے۔ یہ عرفانیت عرفان کی ابتدا ہے۔ اور جب یہ یقین کمال تک پہنچ جائے
تو یہی انتہا ہے۔

الحمدللہ الحیّ القیّوم

۱۱۳۹ عبدیت یہ ہے
کہ عبد معبود کی قضا پہ راضی رہے اعتراض نہ کرے۔

جب اعتراض کیا، رضا کا خاتمہ ہوا۔

الحمد للحیّ القیوم

۱۱۴۰ صاحبِ توکّل کے لیے نہ وطن ہے نہ جائیداد، نہ کسب، نہ روزگار، نہ مال، نہ سوال، صبح کرے تو شام کا اور شام کرے تو صبح کا نہ ذخیرہ ہو نہ فکر اور نہ ہی زندگی کی امید۔

اللہ رب العالمین اور ساری مخلوق کا قاضی الحاجات ہے۔ اللہ ہر بندے کے لیے آبادی ہو یا ویرانہ، کافی ووافی ہے۔ متوکلین صبح پرندوں کی طرح بھوکے اُٹھتے اور شام کو سیر ہو کر لوٹا کرتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیوم

۱۱۴۱ اللہ کے فقیروں کی نظروں میں اللہ کے سوا کوئی اور شے جچا نہیں کرتی اور نہ ہی وہ اللہ کے سوا کسی بھی شے کے طالب ہوتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیوم

۱۱۴۲ اللہ کے بندوں کی نظروں میں اللہ کے سوا کوئی اور چیز کوئی معنی نہیں رکھتی۔ میرے پیر قلندرؒ نے فرمایا کہ :

میرے پیالے کی بچی ہوئی گھونٹ کسی بھی طرح آبِ حیات سے کم نہیں !

الحمد للحیّ القیوم

۱۱۴۳ ہر عمل کے عامل پر عمل کا حال وارد ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۱۱۴۴ جس دل میں خیر داخل ہو جاتی ہے شر نکل جاتا ہے اور جس دل میں اللہ کا ڈر داخل ہو جاتا ہے، اللہ کے سوا ہر ڈر اس دل سے نکل جاتا ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۱۱۴۵ ایک دل میں ہزاروں بُت موجود ہیں ۔ زبان لا الٰہ میں اور دل بُت پرستی میں مصروف ہے اگر تو اللہ کا طالب ہوتا تو پہلی ہی ضرب سے تمام بت ٹوٹ جاتے اور یہ بت کدہ، کعبہ بن جاتا، دل کعبہ، نہ کہ گِل کعبہ ۔ دل کعبہ، گِل کعبہ سے کہیں ممتاز اور باعظمت ہے ۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۱۴۶ بندہ جب قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کہتا ہے تو ایسے ہوتا ہے جیسے کہ اللہ جبریلؑ کو کہتا ہے یا جیسے جبریلؑ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے ہیں یا جیسے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ساری امّت سے فرماتے ہیں یا جیسے آپؐ کا ہر اُمّتی امّت کے ہر فرد کو کہہ رہا ہے اور سالک قرآن کریم کی تلاوت کے دوران ان چاروں مقامات میں سے کسی ایک مقام پہ ہوتا ہے

الحمدللحیّ القیّوم

۱۱۴۷ جو اطمینان وکیف مولائے کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّتِ مطہرہ پہ عمل کرنے سے وارد ہوتا ہے، کسی اور مجاہدے سے نہیں ۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۱۴۸ کمی کو پورا کرنے کے لیے کامل کی ضرورت ہوتی ہے اور اکمل کسی کامل کی آمد کا محتاج نہیں ہوتا ۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۱۴۹ اللہ کا رسول اللہ کی ساری خدائی کو پیغام سنانے آتا ہے مخصوص بندوں کو نہیں ۔ دین کی دعوۃ وتبلیغ اللہ کی ساری مخلوق کے لیے ہوتی ہے، کسی خاص گروہ یا فرقہ کے لیے نہیں ۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۱۵۰ اللہ نے بندے کو اپنے نفس کی عزّت کے مقام کو بلند اور قائم رکھنے کے لیے بھیجا، صرف روح کی بلندی کے لیے نہیں ۔ روح تو پہلے ہی بلند ہے ۔ دنیا میں مقصود روح کی بلندی نہیں، نفس کی عزّت

ہے اسے ہی اصطلاح میں خودی کہتے ہیں ۔

الحمد للحیّ القیوّم

۱۱۵۱ تنور تپانے کے لیے ایندھن درکار ہے، چندن ہو یا کریر دونوں برابر ہیں اسی طرح قوت کے لیے کھانا درکار ہے۔ حلوہ ہو یا نانِ جویں، لذّت میں فرق ہے قوّت میں نہیں ۔

الحمد للحیّ القیوّم

۱۱۵۲ ہر بات کا جواب کتاب وسنّت کے مطابق دو۔ کوئی مانے خواہ نہ مانے، سنانا فرض ہے منانا فرض نہیں ۔

الحمد للحیّ القیوّم

۱۱۵۳ منکرین کو ترغیب سے منایا جاتا ہے، مومنین کو ـــــ جاتا ہے اور عشّاق کو، جو مٹنے پر تیار منتظر بیٹھے ہوتے ہیں، ستایا جاتا ہے، رُلایا جاتا ہے اور جگر کے خون میں نہلایا جاتا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

۱۱۵۴ آ جانِ حسینانِ جہاں! اسیرِ زلف کو زنجیر کی کیا حاجت ؟ تیرا اسے پابہ زنجیر کرنا، بے رحمی نہیں تو اور کیا ہے ؟ تو اپنے چاہنے والوں سے نرمی برت، اسے ہوش میں لا۔ اس کا یہ حال دیکھا نہیں جاتا۔

الحمد للحیّ القیوّم

۱۱۵۵ تقوٰی میں کفر کے بعد سب سے بڑا جرم، دل آزاری ہے اور اس جرم کا مرتکب دل ہمیشہ بے چین و بے قرار رہتا ہے ۔

الحمد للحیّ القیوّم

۱۱۵۶ ذکر کی ابتداء لا اور انتہا ھُو ہے۔ پہلے کوئی نہ تھا مگر وہ، آخر میں بھی کوئی نہ رہے گا

مگر وہ گویا ازل و ابد کا ایک ہی جامہ اور ایک ہی رنگ ہے ۔ نیست سے ہست اور ہست سے نیست ۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۱۵۷ بِسْمِ اللہِ برکت ہے ۔ برکت کی بؔ نے بِسْمِ اللہِ کی بؔ سے برکت پائی اور برکت کی ساری برکت بِسْمِ اللہِ کی بؔ کی برکت ہے ۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۱۵۸ اسلام کے بے مثل فیض دو ہیں ، درویشی اور حکمت اور آج یہ دونوں ہی نا اہلوں کے ہاتھوں خجل ہیں ہر مُلّا درویش اور ہر درویش حکیم ہے ۔
یہ پتہ ہی نہیں کہ ایک حکیم نے صرف نبض شناسی کے لیے چالیس برس ایک شہر کے دروازے پہ گزارے جو آتا ، نبض دکھلا کہ اندر جاتا ۔ اس کے بعد اس حکیم نے اس مضمون پہ کلام کیا ، جو آج تک زندہ ہے ، اور درویشی کا قصہ اس سے کہیں دشوار ہے ۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۱۵۹ جو بھی یکتا تک پہنچا ، یکتائی سے پہنچا ۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۱۶۰ تیری بے پرواہی کے رنگ ! فراتؑ جیسے دریا سے ساقیِ کوثرؑ کے معصوم نواسےؓ کا تشنہ لب رخصت ہونا دل نکل جانے کا مقام ہے ۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۱۶۱ ماں قبر میں بھی اپنے بچے کو نہیں بھولتی ۔ ایک ماں نے اپنے لڑکے کی لڑکی کو اپنے قبر کے حال سے آگاہ کیا اور بتایا کہ یہاں اللہ کی رحمت اور اللہ کے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش و شفاعت کے سوا دنیا کا کوئی مال اور کوئی دوست کسی کے کسی کام نہیں آتا ، ہر

کسی کو اپنی اپنی پڑی ہوتی ہے، کوئی کسی عذاب میں مبتلا ہوتا ہے، کوئی کسی میں، اور دنیا کا بڑے سے بڑا عذاب قبر کے کسی معمولی سے معمولی عذاب کے عشرِ عشیر بھی نہیں ہوتا اور حسب ونسب بھی یہاں کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اپنے اپنے عملاں نال نبیڑے ہوتے ہیں۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۱۶۲ ریڈوا اوئے ریڈوا!

تیرے گھر رات کو کبھی دیا نہیں جلا، حالاں کہ سرسوں تُو بوتا ہے اور کھیتی تیری ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۱۶۳ ارے بگوّ!

گائیں تو چراتا ہے، دودھ وہ پیتے ہیں تیرے بچوں نے کبھی رات کو دودھ نہیں پیا۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۱۶۴ جو مزہ مزدور کے بیٹے کو کھیل میں آتا ہے، شہزادے کو نہیں۔ شہزادے کی اگر کوئی تمنا ہوتی ہے تو یہ کہ اسے جواہرات اور اطلس سے علیحدہ کر دیا جائے لیکن تہذیب کی پابندی اس کو کبھی پورا نہیں ہونے دیتی۔ گویا وہ اس مزے کو ترستا ہی رہتا ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۱۶۵ قدرت کا بہترین انعام جو مزدور پہ ہے سلطان پہ نہیں، سادگی میں سعادت اور تکلف میں تکلیف ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۱۶۶ مزدور کی محنت سے مالک کی کایا پلٹ گئی لیکن مزدور بیچارے کی اپنی زندگی جوں کی توں رہی۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۱۶۷ حاکم کے حکم کی تعمیل کے ساتھ اگر غلام کے دل میں حاکم کی محبت بھی ہو تو ہر حاکم محمود اور ہر غلام ایاز ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۶۸ محبت کیف و مستی کی اصل اور رُوح ہے۔ کیف و مستی آپ کی محبت پہ موقوف ہے۔ محبت کے بغیر دنیا میں کوئی کیف و مستی نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۶۹ کسی کو توفیق بخشی، کسی کو انعام، کسی کو اجر اور کسی کو جزا۔ توفیق سے انعام اور اجر سے جزا، وراء الوراء ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۷۰ شریعت جڑ، طریقت پودا، حقیقت پھل اور لذت و قوت معرفت ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۷۱ اللہ کا برکت والا نام ہے کہ اللہ کے کام کو شروع کرے پایۂ تکمیل تک پہنچانا اللہ کا کام ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۷۲ جو شرم تجھے ایک مصلّی سے آتی ہے اللہ سے نہیں۔ گویا تیری نظروں میں اللہ کا خوف ہے ہی نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۷۳ امت کو فکر کا حکم دیا۔ بحث سے منع کیا۔ اگر یہ قوم فکر کرتی تو حکمت میں اقوامِ عالم کی سردار ہوتی۔ ایک چھوٹی سی بات پہ اکتفا کریں۔ کیکر کے ہزاروں من پھول جنہیں ہم یونہی بے فائدہ سمجھ کر خاک میں ملا دیتے ہیں، اگر ان کی حکمت اور افادیت کا پتہ ہوتا، اطبا انہیں شیشیوں میں بھر کر محفوظ کر لیتے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۷۴ جس اخلاق کو حاصل کرنے کے لیے ایک امیر ایک مدّت ریاضت کرتا ہے، غریب کو ورثہ میں ملا ہوتا ہے (عجز و انکساری)۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۷۵ بادشاہ حضرت یونس علیہ السلام کا شیدائی تھا، جب وہ اپنی قوم کو اللہ کے حوالے کرکے جنگل کو چل دیے، تو بادشاہ نے آپؑ کی محبت کے فراق میں مجبور ہو کر اعلان کیا کہ جو کوئی میرے دوست حضرت یونس علیہ السلام کی خبر دے، میں اپنی بادشاہی اس کو دے دوں اور خود حضرت یونس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر رہ کر اپنی باقی عمر فقیرانہ بسر کروں گا۔ پھر آپ نے چاندی کی ایک بگھی بنوائی اور کہا کہ میں نے یہ بگھی اپنے دوست یونس علیہ السلام کی سواری کے لیے بنائی ہے، جب ان کا پتہ چلے گا تو میں انؑ کو اس بگھی پہ بٹھلا کر شہر میں لاؤں گا۔

حضرت یونس علیہ السلام جب اپنی منازل طے کرکے شہر کی طرف آ رہے تھے تو راستے میں انہیں ایک گڈریا ملا۔ آپؑ نے اسے کہا کہ بادشاہ سے جا کر کہہ دو کہ "یونسؑ آگیا"! گڈریے نے کہا کہ بادشاہ نے اعلان کر رکھا ہے "جو کوئی مجھ کو میرے یونسؑ کے آنے کی خبر دے گا، میں اپنی بادشاہی اس کو دے دوں گا" اور ساتھ ہی یہ بھی کہا ہوا ہے کہ "اگر یہ خبر غلط ہوئی تو اس کا سر قلم کروا دوں گا"۔ حضرت یونس علیہ السلام اس کی پریشانی کو بھانپ گئے اور فرمایا کہ تجھے کس طرح یقین آئے کہ میں پیغمبر یونسؑ ہوں۔ آپؑ نے اس سے اس کی بکریوں کے بارے میں سوال کیا۔ گڈریے نے بتایا کہ میری فلاں بکری بانجھ ہے، فلاں بکری ایسی ہے اس نے اپنی دانست کے مطابق سب کچھ بتایا۔ آپؑ نے ان بکریوں کی پشت پہ ہاتھ رکھا اور ان کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ یہ دیکھ کر گڈریے کو یقین آگیا کہ وہ واقعی یونسؑ پیغمبر ہیں۔ پھر وہ بادشاہ کے پاس پہنچا اور آپؑ کی آمد کی اطلاع دی۔ بادشاہ اسی وقت چاندی کی وہ بگھی لے کر آپؑ کے استقبال کو آیا۔ حضرت یونس علیہ السلام اس بگھی میں بیٹھنے لگے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور انگشت بدنداں

ہوکر فرمانے لگے کہ:

اللہ نے نبیوں پر زینت حرام کی ہوئی ہے۔

چنانچہ وہ پیدل چل کر اپنی قوم کی طرف آئے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۷۶ عقیدت اور یقین قبولیتِ دُعا کے دو ضروری ارکان ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۷۷ اللہ ذات اور مخلوق صفات ہے۔ مخلوق ذات کی صفات کی مظہر ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۷۸ جب اس بوڑھے لکڑ ہارے نے ابراہیم ادھمؒ کو کہا ہوگا کہ:

بادشاہو! بندہ اس نامراد کو بچپن سے دیکھتا چلا آرہا ہے۔ خزانے کی بادشاہوں کو ضرورت ہوتی ہے، فقیروں کو نہیں، اسے آپ ہی اپنے ساتھ لے جائیں

اور پھر جب یہ کہا ہوگا:

کہ وہ تو اس پہ تھوکتا بھی نہیں

شرم کے مارے پانی پانی ہوگیا ہوگا۔ جنگل کا ایک لکڑ ہارا قناعت کے میدان میں بازی لے گیا۔

مرحبا مکرما مشرفا

آپؒ کی توبہ و ترک کی ایک وجہ یہ بھی تھی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۷۹ کیا وہ سونا جو مسجد کے گنبد کے کلس پہ چڑھایا گیا ہو واجب الزکوٰۃ ہے؟ ایک نے کہا ہاں، ایک نے کہا نہیں۔

زکوٰۃ مال کو نجاست سے پاکیزہ کرتی ہے۔ گنبد کا کلس مسجد کا ہے اور مسجد اللہ کا گھر ہے،

اللہ کا گھر ہر حال میں پاکیزہ ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۸۰ ایک آدمی نے حضرت مولائے علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں بہت بُرا بھلا کہا۔ آپ اس پہ بالکل نہیں جھنجھلائے۔ آپؑ نے فرمایا "جو بُری باتیں تو نے میری طرف منسوب کی ہیں، اگر وہ مجھ میں ہیں تو اللہ تعالیٰ مجھ پہ رحم کرے۔ اگر نہیں ہیں تو اللہ تجھ پہ رحم کرے"!

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۸۱ حکمت و حکومت چنے ہوئے بندوں کو بندوں کی بھلائی کے لیے عنایت ہوا کرتی ہے، ہر کسی کو نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۸۲ انسان اللہ کا اور اللہ انسان کا وہ بھید ہے جو کسی پہ بھی منکشف نہیں جو انسان میں ہے، وہی سارے جہان میں ہے یعنی جو بھی شے سارے جہان میں ہے وہی ایک انسان میں ہے۔ اللہ نے جب اسے پیدا کیا، اس میں اپنی رُوح پھونکی، فرشتوں کو حکم دیا اسے سجدہ کرو۔ سجدہ کا حکم سنتے ہی جبرائیلؑ و میکائیلؑ و عزرائیلؑ و اسرافیلؑ سجدہ میں گر پڑے۔ عزازیل کھڑا رہا۔ کہنے لگا سجدہ اللہ ہی کے لیے ہے۔

اس انکار کی بدولت عزازیل مردُود ہوا، راندا گیا۔ شیطان آدمؑ کا منکر ہے، اللہ کا نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۸۳ آدم کا منکر شیطان ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۸۴ اتباع امکانی، باقی سب غیر امکانی ہیں۔ امکانی ضروری اور غیر امکانی غیر ضروری

ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۸۵ جو قال حال کے تحت ہو، تیر کی طرح ہوتا ہے، کبھی خالی نہیں ہوتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۸۶ اِستقامت نبوّت کی سب سے بڑی خصلت ہے ہر کسی کو کیسے دی جاسکتی ہے؟ استقامت کے ساتھ حال اور حال کے ساتھ مقام ہوتا ہے۔ جس میدان میں اِستقامت اتر آتی ہے، فتح ہو جاتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۸۷ مرنے والے کے ذہن میں دنیا کا کوئی منصب اور دنیا کی کوئی چیز کوئی وقعت نہیں رکھا کرتی

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۸۸ سب آدمی دنیا ہی کمانے کے لیے انگلستان و امریکہ کو جاتے ہیں، اگر کوئی محض دین کی خاطر جائے، کایا پلٹ جائے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۸۹ فقیر فنا کے مقام پر پہنچ کر فارغ ہو جاتا ہے۔ پھر اس کی خلوت میں کوئی جلوت مخل نہیں ہوتی۔ فقیر کے سوا کوئی دوسرا کسی بھی حال میں کبھی فارغ نہیں ہوتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۹۰ زمین کے ساتھ دین ضروری ہے، دین کے ساتھ زمین ضروری نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۹۱ اپنے آپ نہ کوئی خوش نصیب ہے نہ بدنصیب۔ جو جیسا بھی ہے، اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ کا بنایا ہوا ہے

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۹۲ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اِتّباع مُتّبع کو مطمئن کر دیتی ہے، اگرچہ چھوٹی سی ہو۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۹۳ یہ احساس پیدا کر: احساسِ زیاں اور احساس ذمہ داری۔ یہی دونوں خصلتیں قومی تعمیر و ترقی کے بنیادی اور ناگزیر اصول ہیں؛ جس بھی قوم نے دنیا میں ترقی کی انہی کو اپنا کر کی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۹۴ احساسِ زیاں احساسِ ذمہ داری کی اساس اور محفوظ مستقبل کی ضامن ہے۔ جب قوم کو اس حقیقت کا شعور حاصل ہو جاتا ہے، اُس کا مستقبل کامیابیوں سے ہم کنار ہو جاتا ہے اور یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۹۵ دو مسلمانوں میں صلح کرانا اسلام کا بنیادی حکم ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۹۶ اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو! اور اللہ کے حبیبِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی طرف رجوع کرو کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، مسلمان کو کافر مت کہو۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۹۷ نااہل کی کسی کو پروا نہیں ہوتی، بے وفائی ناقابلِ برداشت ہوتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۹۸ دین کے کام رات کو، اور دنیا کے کام دن کو ہوتے ہیں۔ دنیا دار جب دنیا کے کاموں سے فارغ ہو کر رات کو آرام کیا کرتے ہیں، دین دار جاگا کرتے ہیں۔ بے شک رات کا جاگنا، اہلِ سلوک کے لیے ایسے ہی ضروری ہے جیسے کہ دنیا دار کا دن کو۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۹۹ محنت کی جزا شاہی اور عیش کی سزا تباہی ہوتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۰۰ غیب پہ ایمان بہترین ایمان ہوتا ہے۔ دیکھ کر ایمان لانے والوں کو دیکھ کر ہی قبول کیا جاتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"خوش خبری ہے اس کو، جس نے مجھ کو دیکھا اور مجھ پہ ایمان لایا اور سات بار خوش خبری ہے اس کو جس نے مجھ کو نہیں دیکھا اور مجھ پہ ایمان لایا"

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۰۱ غلامی کا دعویٰ معتبر اور محبّت کا غیر معتبر ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۰۲ گمنامی میں اَمن اور شُہرت میں فتنہ ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۰۳ حق گوئی کے لیے کوئی بھی وقت نامناسب نہیں ہوتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۰۴ مرد موت سے نہیں، غیرت سے مرا کرتے ہیں۔ زندگی سے نہیں، حیا سے جیا کرتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۰۵ بے غیرتی کی زندگی موت اور حیا کی موت زندگی ہے۔ وہ زندگی فنا کی زد میں ہے اور یہ موت عین بقا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۰۶ طِبّ ایک وسیع مضمون ہے اگرچہ ہزاروں سال سے ہر مرض پہ ہر کسی نے بہت کچھ کہا لیکن پھر بھی ایسے نادر نسخے لوگوں کے سینوں میں مکنون ہیں جو آج تک قلم کی نوک تک نہیں پہنچے مثلاً

یہ کہ :

"بلڈ پریشر کے مریض صبح کے وقت نہار منہ لہسن کی گٹھی کی تین پوتھی (دانے یا تریاں) پانی کے ساتھ نگل لیں، اس کے بعد ایک گھنٹہ تک کوئی شے نہ کھائیں نہ پئیں، گھنٹہ گزرنے کے بعد جو چاہیں کھائیں۔"

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۰۷ ہر شے کی حد معیّن ہے، حد مت توڑ۔ ہر حد کا احترام کر۔ کسی حد سے تجاوز مت کر۔ بعض کام حرم میں حلال اور مسجد میں حرام ہوتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۰۸ تیرا ہر قول و فعل سُنّت کی اِتّباع میں ہو۔ اُنؐ سے بہتر بات اور کس کی ہو سکتی ہے؟

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۰۹ جس کار کا کاریگر حکم دے، اُس کار کو کر؛ وہی کار آمد ہوتی ہے۔ جو کار کاری نہ ہو، اُس سے بے کار رہنا بہتر ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۱۰ اگر تجھے اللہ سے محبت ہوتی جیسے کہ تو کہتا ہے کہ تو اللہ کو دوست رکھتا ہے تو اللہ کی قسم! اللہ کے ذکر میں تجھے لذّت آتی، سرور آتا، اور محو ہو جاتے؛ اتنے محو کہ ان کے خیال کے سوا کوئی بھی خیال دل میں نہ آتا اور نہ ہی کسی بھی شے کی کوئی پروا رہتی۔ ان کے سوا ہر شے ہیچ و بے کار اور نظر ہی کا ایک فریب و سراب ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۱۱ نہ معلوم کیوں؟ تیری دنیا میں تیرے دین کی ترقی نہ ہوئی؛ حالاں کہ دنیا کے ہر شعبہ نے بے انداز ترقی کی؛ دنیا تیری نظروں میں مردُود اور دین مطلوب ہے۔ محض لکھنا پڑھنا دین کی ترقی نہیں،

دین داروں کے اخلاق و کردار کی بلندی کا نام ترقی ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۱۲۱۲ اندھیرے میں اور اندھے کو تمام عورتیں یکساں ہیں۔

الحمد للحیّ القیوم

۱۲۱۳ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے معاذؓ! اگر تو نیک بختوں کی زندگی، شہیدوں کی موت، حشر کے دن نجات موت کے دن امن، اور روشنی اندھیروں میں، اور سایہ گرمی کے دن اور پیاس کے دن سیری اور خفت کے دن وزن اور گمراہی کے دن ہدایت چاہتے ہو، تو قرآن کریم پڑھو، کیونکہ وہ رحمٰن کا ذکر ہے اور شیطان سے بچاؤ ہے اور ترازو میں جھکاؤ ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۱۲۱۴ سالک جب قرآن کریم کی تلاوت میں محو ہوتا ہے۔ قرآن مجید کے نور کے جلال سے ہمزاد الشیاطین لاغر، نحیف اور بے بس ہو کر توبہ توبہ کرنے لگتے ہیں: قرآن کی تلاوت کے نور کا جلال شیاطین کو جلا دیتا ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۱۲۱۵ قرونِ اولیٰ کا صوفی اپنی جگہ سے اُٹھ کر کہیں نہ گیا مگر اللہ کے لیے۔ کسی کا مہمان نہ بنا لیکن ہر کسی کا میزبان بنا۔ جو روزی اللہ نے دی، اللہ ہی کے لیے اللہ کی مخلوق میں تقسیم کر دی۔ کسی بھی شے کی نہ طمع کی اور نہ ہی کوئی شے جمع کی۔

الحمد للحیّ القیوم

۱۲۱۶ دین کی ابتدا اسلام کی ابتدا ہے اور یہ ابتدا غارِ حرا میں ہوئی جہاں پتھروں کے سوا کوئی اور

دلکش منظر نہ تھا نہ ہی آسائش واستراحت کا سامان۔ معلوم ہوا نزولِ رحمت فطرت ہے۔ کسی زیب و زینت کی محتاج نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۱۷ ہمارے چولہے چوبیس گھنٹے ہمارے لیے گرم رہتے ہیں۔ پھر بھی ہم کبھی سیر نہیں ہوتے نہ ہی کبھی شکر کرتے ہیں حالانکہ بعض دفعہ پورا ماہ گزر جاتا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کسی بھی دن آگ نہ جلتی۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۱۸ مولائے علی کرم اللہ وجہہ کے بعد پھر کبھی بھی کسی پہ یہ عنایت نہ ہوئی اور اگر ہوئی تو کبھی کبھی اور کہیں کہیں ہوئی۔

فاقہ جس سے تو بے زار ہے، فقر کا فخر، فقر کی آبرو اور فقر کی جان ہے۔ اور اے جانِ من! فاقہ ہی فقر کی تلوار ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۱۹ عمرؓ اللہ کا خلیفہ، اور اویسؓ اللہ کا فقیر تھا۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۲۰ اللہ سبحانہٗ بندوں کے دلوں کو پھیرتے رہتے ہیں۔ اللہ سے ہمیشہ دعا کرو کہ اللہ تمہارے دلوں کو پھیر کر اپنی طاعت وعبادت پہ جمائے رکھے اور کسی بھی عبادت وطاعت پہ ہرگز ناز نہ کیا کرو اس لیے کہ ہر عبادت وطاعت کی توفیق اللہ سے ملا کرتی ہے جسے طاعت کی توفیق ملی شکر کرے، ناشکری کے عذاب سے ڈرے اور اس اطاعت کو ہرگز اپنی طرف منسوب نہ کرے کہ اس نے کی۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۲۱ بندہ گناہ کرتا ہے۔ بندے کو اس کا ہرگز پتہ نہیں ہوتا کہ اس سے کتنا بڑا گناہ سرزد ہوا۔ بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کے باعث بندہ کو ذکر سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۲۲ جس طرح ہر دوا میں ہر مرض کی شفا نہیں ہوتی اور مختلف امراض کے لیے مختلف دوائیں ہیں، اسی طرح سلوک میں بھی کسی ایک ذکر پہ اکتفا نہیں کیا جاسکتا البتہ ان تینوں میں ہر مرض سے کُلّی شفا ہے۔

تلاوتِ قرآن[۱] نماز[۲] ذِکر[۳]

ان تینوں کی کثرت مساوی ہو۔ یہی سلف صالحین کا نسخۂ کیمیا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۲۳ ہر صفت عمل سے پیدا ہوتی ہے، جمال ہو یا جلال۔ عمل اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ اللہ جب اپنے کسی بندہ پہ خوش ہوتے ہیں، اسے عمل کی توفیق بخشتے ہیں۔ نیک عمل کا اختیار کرنا ہی سب سے بڑی رحمت ہے۔ جب تک کسی بندہ پہ رحمت نہیں ہوتی، عمل کی توفیق نہیں ملتی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۲۴ آدمی آدمی کو دیکھ کر ڈرا کرتا ہے جیسے جنگل میں درندے سے، لیکن جب آدمی آدمی کے قریب ہوتا ہے تب پتہ چلتا ہے یہ انسان ہے اور میرا بھائی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۲۵ آپ کی محبت کا دعویٰ اس قدر اللہ کو پسند ہے کہ قیامت تک اپنے نیک بندوں کی زبان پہ وہ دعویٰ دہراتا رہتا ہے جیسے کہ آج ہم خواجہ غریب نواز کا دہرا رہے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۲۶ محبت بڑوں بڑوں کو سر کر لیتی ہے۔ جو کسی سے سر نہیں ہوتے، محبت ان سب کو سر کر لیتی ہے۔

محبّت کے آگے کوئی نہ ڈٹا، نہ رکا، کسی نے اُف تک نہ کی۔ جس دل میں محبوب کا تصوّر آجاتا ہے، کایا پلٹ دیتا ہے، اپنے سوا پھر کسی اور کو کبھی اپنے دل میں رہنے نہیں دیتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۲۷ اگر بادشاہت نعمت ہوتی تو ادھمؒ کبھی اسے ترک نہ کرتے۔ اسی طرح اگر اجتماع کرامت ہوتی تو صابر صاحبؒ کی مجلس کبھی برخاست نہ ہوتی۔ حال یہ تھا میرے آقاؒ کے وصال کے کئی سو سال بعد بھی کسی کو وہاں جانے کی جرأت نہ ہوئی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۲۸ تیرے مقدّس و معظّم نام کی عزّت میرے نزدیک گویا تیری ذاتِ مقدّس ہی کی عزّت ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۲۹ ہر جانور رات کو نہیں بولا کرتا۔ جس جانور کی بولی اللہ کو پسند ہوتی ہے وہی رات کو جاگا اور بولا کرتا ہے۔ جب اللہ کی ذات آسمانِ دنیا پہ رونق افروز ہوتی ہے، بُلبُل اپنے سُریلے نغمے گایا کرتی ہے۔ کوّا کبھی رات کو نہیں بولتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۳۰ ہوسکتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ نمازی کو نہ بخشے مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غازی کو ضرور بخشے گا۔ ماشاءاللہ!

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۳۱ شہید شہادت کے خمار میں مخمور ہو کر ایسا مسرور ہوتا ہے کہ اُسے ماسوا کی خبر ہی نہیں رہتی۔ شہادت سے بڑھ کر کوئی موت نہیں۔ شہادت کی لذّت ہر تکلیف پہ غالب ہوتی ہے! شہادت کے نشے کی مدہوشی میں گم ہو کر شہید کسی بھی اذیت کی تکلیف محسوس نہیں کرتے۔ شہادت سے بڑھ کر کوئی مقام نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

الحمدُ للہِ ربِّ العٰلمین ۔

۱۲۳۲ اللہ کا شکر ہے کہ جس گوہر کی تلاش میں ہم کُن کے روز سے متلاشی تھے، آج مل گیا ہے اور سب سے بڑی خوشی کی یہ بات ہے کہ ملا اور اسی جنگل سے ملا۔ اب ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ یہ گوہر عنایت فرما کر گویا میرے مولائے کریم نے ہم پر اپنی عنایت کی حد کر دی۔ یہ کلمات ہمارے لیے بعینہٖ ایسے ہیں جیسے کہ مچھلی کے لیے دریا۔ اب ہمیں اپنی ضرورت کی ہر شے مل گئی۔ ہمیں جو ضرورت تھی مل گئی۔ اب ہماری اور کوئی ضرورت نہیں۔ اور اپنا یہ قول ثابت ہے ، ثابت رہے!

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۳۳ سُنّت کے مطابق جینا عین عبادت ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۳۴ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے بہتر کس کا کلام ہو سکتا ہے؟ کیا یہ تیرے لیے کافی نہیں ہے؟

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۳۵ اللہ تعالیٰ متّقیوں سے خطاب فرما رہے ہیں کہ "وسیلہ تلاش کرو"! متّقی تو پورے پرہیز گار ہوتے ہیں، معلوم ہوا، محض تقوای اللہ تک پہنچنے کے لیے کافی نہیں، تقوای کے ساتھ وسیلہ ضروری ہے اور وہ وسیلہ شیخ (زندہ) ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۳۶ جرائم کا انسداد تشدّد نہیں، ماحول کی تبدیلی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۳۷ ہر پرواز کے لیے طاقت درکار ہے۔ مادی ہو یا رُوحانی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۳۸ اسی قوّت کی بنا پہ ابنِ عربیؒ نے ایک ہزار برس پہلے چاند پہ نماز پڑھی اور اہلِ دنیا کو بتایا کہ:

"چاند، جس کو اہلِ زمین ایک منور ستارہ سمجھتے ہیں، نُور سے عاری ہے۔ اس کی سطح پہاڑ اور ریت پر مشتمل ہے جس کا رنگ بھورا اور مٹیالا ہے، اس کی سطح بالکل بے برگ و گیاہ ہے۔"

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۳۹ جب اپنے قبیلے کے کسی فرد کو، یا اپنے جانوروں کو اپنا نافرمان پاؤ، تو سمجھو کہ تجھ سے اپنے مالک کی کوئی نافرمانی ہو رہی ہے ورنہ یہ تیری مملوک تجھ سے کبھی سرکشی نہ کرتی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۴۰ سارے میخانے میں دیکھنے کی چیز تو ساقی تھا اور صبوحی تھی، اگر تیری قسمت میں ہوتی تو ضرور پیتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۴۱ میکدے کا نظام دَم بدم بدلا کرتا ہے کبھی جذب کبھی سلوک، کبھی جمال اور کبھی جلال اور یہ بے ہوشی نہیں مدہوشی ہے۔ مدہوشی کا استقلال بھی ایک قسم کی ہوش ہے اور خردمندوں کے نزدیک یہ مدہوشی ہوش کی اصل ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۴۲ تو کہہ کہ میرا تیرے خیال میں محو و مستغرق رہنا ہی میری زندگی ہے گویا تو نے مجھے اپنے خیال میں منہمک کر کے مجھ پہ اپنی رحمت کے دریا بہا دیے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۴۳ ارے! ان کے خیال میں رہنا کوئی معمولی بات ہے؟ محمودؔ نے ایازؔ سے پوچھا: یہ سلطنت کس کی ہے؟ اس نے کہا "آپ کی" پھر پوچھا یہ فوج و سپاہ کس کی ہے؟ اس نے پھر وہی جواب دیا۔ پھر پوچھا "یہ سب کچھ کس کا ہے"؟ اس نے پھر وہی کہا، یہ سُن کر محمودؔ نے محبت بھری نگاہوں

سے ایاز کی طرف دیکھا اور کہا یہ سب کچھ میرا ہے اور میں تیرا ہوں۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۲۴۴ یہ حال ایک ہی قسم کے دو بندوں کا ہے، اس سے زیادہ اس معاملہ میں اور کوئی کیا کرسکتا ہے؟

الحمدللحیّ القیّوم

۱۲۴۵ بڑے بڑے اور نامی گرامی مال ومنال کے پھندوں میں اُلجھے۔ تو کہہ کہ تو اس پہ تھوکتا بھی نہیں۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۲۴۶ جو کار کارآمد نہیں واجب الترّک ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۲۴۷ سنّت کی رہنمائی میں گمراہی کا اِمکان نہیں ہوتا۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۲۴۸ جو مال اللہ کے حکم کے تحت خرچ کیا جاتا ہے کبھی کم نہیں ہوتا؛ ہرگز کم نہیں ہوتا۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۲۴۹ سنّت کی اِتّباع میں جو عمل اختیار کیا جاتا ہے، کبھی رائیگاں نہیں جاتا۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۲۵۰ احکام میں بحث کی گنجائش نہیں۔ جس نے کی، ناکام رہا۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۲۵۱ مبلّغ بُردبار ہوتا ہے اور مُتحمّل۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۲۵۲ قدیم دین اسلام اور قدیم طبّ نبوی ہے۔ اسلام سے بہتر کوئی دین نہیں اور طبِّ نبوی سے بہتر کوئی طبّ نہیں۔ یہ دونوں، دین اور طبّ، صدیوں سے محنت کے متمنّی ہیں اگر طبِّ نبوی پہ

محنت کی جاتی یا اب بھی کی جائے موجودہ بیرونی طب کو مات کر جائے۔ اگر ان کو فروغ دیا جائے اور ان پر محنت کی جائے تو دین میں معراج اور طبِ نبویؐ میں ہر بسمل کی مسیحائی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۵۳ مسجد اللہ کا گھر اور واجب الادب و احترام ہے۔ مسجد کا یہ احترام ہے کہ مسجد میں اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے ذکر کے سوا کوئی اور ذکر نہ ہو اور اللہ کی خوشنودیٔ رضا کے عین مطابق مسجد کے آداب کی پابندی کی جائے اور ہر حال میں کی جائے۔ مسجد اپنے ادب و احترام کرنے والے کے حق میں اللہ کے دُعا کرتی ہے، سفارش کرتی ہے اور اللہ اپنے گھر کے احترام کرنے والے کو محترم بنا دیتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۵۴ مساجد میں عبادت بھی ہوتی ہے، باتیں بھی۔ بعض اوقات مساجد دنیاوی باتوں کا سب سے بڑا مرکز ہوتی ہیں اور یہ سلسلہ شب و روز جاری رہتا ہے، کبھی منقطع نہیں ہوتا! ایک جماعت دو حصّوں میں ہمیشہ بٹی اور ڈٹی رہتی ہے۔ ایک حصّہ ذکر میں اور دوسرا باتوں میں مصروف رہتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۵۵ کسی مسجد کی بے حرمتی مت کرو۔ مسجد کی بے حرمتی مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا ہے۔ مسجد میں اللہ کے ذکر کے سوا کوئی اور ذکر نہیں کیا جا سکتا اگر کسی نے ذکر کے علاوہ کسی اور امر پہ کوئی بات کرنی ہو تو مسجد سے باہر نکل کر کرے اور کسی کو بھی مسجد میں ذکر کے سوا کسی اور ذکر کی اجازت نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۵۶ جُمعہ کے دن ہر شے ہوتی ہے مگر کسی کی بھی زبان بند نہیں ہوتی۔ جُمعہ کی سُنّتیں پڑھ چکنے

کے بعد جمعہ سے فارغ ہونے تک سنّت ہے کہ ہر جمعہ پڑھنے والا خاموش رہے، کسی سے بھی، اور کوئی کلام نہ کرے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۵۷ تو اپنے زیر دست کو معاف کر، تیرا مالک تجھے معاف کرے گا۔ تو خلق کی خطا معاف کر، خالق تیری کرے گا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۵۸ اکرام کے مقام کو کوئی مقام نہیں پا سکتا۔ کسی کا اکرام کرنے والا مکرّم بن جاتا ہے یا یوں کہ اکرام اپنے فاعل کو مکرّم بنا دیتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۵۹ تیمّم کا وضو عارضی ہوتا ہے۔ پانی جب مل جاتا ہے، تیمّم کا وضو ختم ہو جاتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۶۰ بندہ ابھی اسلام کے اس پہلے ہی سبق پہ، جو کہ مجھے پہلے ہی دن دیا تھا، جدّ و جہد کر رہا ہے۔ جس طرح کرنے کا حکم دیا گیا تھا، ابھی تک پوری طرح سے نہیں کر سکا۔ جب کہ یہ حال ہے، کیا ہمارا قال، کیا ہمارا حال، کیا ہماری طریقت، اور کیا رہنمائی!

مجھے سبق دیا گیا کہ تم دنیا میں مسافر کی طرح رہو اور مسافر کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا مگر پہنا ہوا لباس اور ضروریات کی ایک چھوٹی سی بقچی، جسے کہ وہ آسانی سے اپنے ہمراہ اُٹھا سکے۔ اس سے زیادہ کوئی مسافر کوئی سامان اپنے ہمراہ نہیں اٹھا سکتا اور اپنے تئیں اُن مُردوں میں شمار کرو، جو قبروں میں ہیں اور مُردہ کی کوئی بھی تمنّا نہیں ہوتی مگر یہ، اور صرف یہ کہ اللہ اُسے دوبارہ زندگی بخشے اور وہ دنیا میں جا کر اس کی بندگی کرے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۶۱ یہ کہہ:

میری کوئی حاجت نہیں، میرا کوئی حاجت روا نہیں مگر اللہ، سبحانہٗ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ واللہ سبحانہٗ باللہ سبحانہٗ تاللہ سبحانہٗ۔

ہر اس حاجت سے جو تجھے کسی غیر کی محتاج کرے، پناہ مانگ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۶۲ بندہ جب اپنے آپ کو غور سے دیکھتا ہے تو اس کے خالق کے سوا کسی کو بھی اس کا کچھ نہیں پاتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

وہی اس کا خالق، وہی اس کا مالک، وہی اس کا رازق، وہی اس کا حافظ، وہی اس کا ہادی، وہی اس کا والی اور وہی اس کا وارث ہے لیکن یہ کسی بھی معاملہ میں اُسے نہ اپنا رب تسلیم کرتا ہے، نہ مالک، نہ رازق نہ محافظ، نہ ہادی، نہ والی اور نہ ہی وارث اگرچہ وہ زبان سے ان سب کا اقراری ہے ورنہ جیسے وہ کہتا ہے، اگر مان بھی لیتا تو زمین پہ اُس کا خلیفہ ہوتا، زمین والے اس کے ہوتے، آسمان والے اس کے ہوتے اور وہ ان کا ہوتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۶۳ اس دارِ فانی میں جو بھی آیا، زینت الحیوٰۃ الدنیا ہی کا شیدائی آیا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۶۴ اللہ ان کی قبر پہ پھولوں کی بارش برسائے، جب بھی کہیں جاتے یہ دیکھنے جاتے کہ شیطان اس جگہ کس انداز میں اور کیا کام کر رہا ہے۔ سبحان اللہ! ہمیشہ یہی فرماتے کہ دیکھنے کی چیز تو شیطانی حربے ہوتے ہیں جو عموماً عام نظروں سے اوجھل ہوتے ہیں!

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۶۵ ایک دفعہ حضرت امام بخاریؒ بیمار ہوئے۔ آپؒ کا قارورہ طبیب کے پاس بھیجا گیا۔ طبیب نے عرض کیا

میں اس مریض کی عیادت کرنا چاہتا ہوں، کیوں کہ یہ ایک ایسے مریض کا قارورہ ہے جس نے چالیس سال سے بغیر سالن کے روٹی کھائی ہوئی ہے۔ اس کے برعکس ہمارے دسترخوان پہ رنگارنگ کے کھانے اور سالن ہوتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

آدمؑ کے بیٹے کا ان چیزوں کے سوا کسی اور چیز پہ کوئی حق نہیں بغیر سالن کے روٹی، پانی، تن ڈھانپنے کے لیے کپڑا اور رہنے کے لیے گھر۔

کیا ہم میں سے کسی کو بھی یہ مقام حاصل ہے؟

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۶۶ تیرے دل میں ذکر قائم نہیں، اگرچہ قائم کرنے کی تمنّا ہے ورنہ تو اپنے آپ میں یوں محو و منہمک ہوتا کہ ذکر کے سوا کسی اور شے کی کوئی پروا نہ ہوتی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۶۷ جب بھی وہ اللہ کا بندہ کوئی سا عزم لے کر کسی میدان میں اترا، بازی لے گیا۔ ہر میدان میں جیتا بڑی شان سے جیتا۔ نہ کوئی اسے پہاڑ روک سکا نہ سمندر۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۶۸ ہر کسی کو صدقات و خیرات کی توفیق نہیں دی جاتی، نہ ہی اللہ سبحانہٗ ہر مال کو قبول فرماتے ہیں۔ جس پہ اللہ سبحانہٗ راضی ہو جاتے ہیں، اسے صدقات و خیرات کی توفیق عنایت فرماتے ہیں ورنہ اپنی مرضی سے کوئی صدقہ و خیرات کرنے پہ قدرت نہیں رکھتا۔ صدقہ کی توفیق عنایتِ الٰہیہ ہے۔ جسے صدقہ و خیرات کی توفیق ملی، اسے بڑی برکت ملی، گویا اس پہ رحمت کا باب کھلا۔ صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا۔ صدقہ مال کو بڑھاتا اور بخل مال کو گھٹاتا ہے۔ شیطان اس معاملہ میں دھوکا دیتا ہے ورنہ اگر کسی کو صدقہ و خیرات کی اہمیّت کا پتہ چل جائے تو کوئی بھی شے کبھی اپنے پاس جمع نہ رکھے

ہر شے خیرات کر دے اور کبھی بُخل نہ کرے ؛ جو شے اللہ سبحانہٗ کی راہ میں خرچ کی جاتی ہے، کبھی کم نہیں ہوتی نہ ہی کبھی ختم ہوتی ہے۔ اللہ سبحانہٗ کریم ہیں۔ میں اپنے ربِّ کریم سے دعا کرتا ہوں، کہ وہ مجھ کو صدقات وخیرات کی توفیق عنایت فرمائیں، ایسی توفیق جو بے مثل ہو۔ آمین! آمین! آمین!

ایک صحابیؓ نے ترکہ میں صرف ایک درم چھوڑا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی، تو آپؐ نے فرمایا:

"اُس نے ایک داغ چھوڑا"

اسی طرح ایک اور صاحب نے دو درم چھوڑے۔ آپؐ نے فرمایا:

"اس نے دو داغ چھوڑے"

ایک روز آپؐ حضرت بلالؓ کے پاس سے گزرے۔ اُنؓ کے پاس کھجوروں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ آپؐ نے پوچھا بلالؓ! یہ کیا ہے؟ عرض کیا، ایک چیز ہے جس کو میں نے کل کے لیے جمع کیا ہے! آپؐ نے فرمایا کیا تو اس سے نہیں ڈرتا کہ اس کا بُخار بنے، دوزخ کی آگ میں قیامت کے دن! بلالؓ! اس کو خرچ کر دے اور عرشِ عظیم کے مالک سے افلاس وفقر کا خوف نہ کر۔"

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۶۹ علم کی عزّت یہ ہے کہ حاضر ہو کر سیکھے اور اُمّی بن کر سیکھے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۷۰ روئے زمین پہ سنّتِ طیّبہ کا جو علم جہاں سے بھی ملے، حاصل کر۔ ہمارے آقا و مولاؐ کی سنّتِ مطہّرہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کے علوم کا جوہر ہے۔ ہمیں کسی ارسطو سے کیا واسطہ؟

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۷۔ ہماری تہذیب، ہمارا تمدّن، ہمارا اخلاق اور ہماری ہر شے ہر اعتبار اور ہر لحاظ سے ساری دنیا سے بہتر اور اعلیٰ ہے، ہم علم (و حکمت) کے کسی بھی معاملہ میں کسی غیر کی طرف کبھی بھی متوجہ نہیں ہوتے۔ ہمارے آقاؐ کے لائے اور بتائے ہوئے علم و حکمت کے سوا ہماری دنیا میں کسی کی بھی کسی بات کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ اگر کسی نے کوئی علم و حکمت کی بات کہی، ہمارے پاس اس سے کہیں بہتر بات موجود ہے۔ ہم سے پہلے جس کسی نے بھی علم و حکمت کا پرچار کیا ہمارے علم و حکمت نے ان سب کو مات کر دیا۔ ہمارے علم و حکمت کی موجودگی میں کسی کا کوئی علم و حکمت کوئی معنی نہیں رکھتا۔

تعصّب شیطان کا ایک بڑا ستون ہے، جس کو اس نے کبھی گرنے نہیں دیا۔ شیطان کیسے کیسے بندوں کو بہکاتا، دلفریب باتوں میں پھنسا کر راہ سے دُور لے جاتا ہے۔

ارسطو اپنے زمانے کا مانا ہوا حکیم تھا لیکن اس کی کوئی حکمت ہماری کسی حکمت کے مقابلے میں کوئی درجہ نہیں رکھتی۔ مغربی غیر مسلم مفکّروں نے ہماری حکمت سے اخذ کر کے دو باتیں ارسطو سے منسوب کیں پھر اس بے چارے کو دنیا کی اسٹیج پہ دوبارہ لا کھڑا کر دیا ورنہ علم و حکمت کا جو سرچشمہ اسلام نے جاری کیا، کہیں بھی کسی نے نہیں کیا۔

اے ہمنشیں:

افسوس! تیرے مولاؐ نے فرمایا "میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے" تو نے علیؓ کی کبھی کوئی بات نہیں سنی اور تو نے اپنے مولاؐ کی کبھی کوئی بات نہیں سنی اور تو نے اپنے مولاؐ کی کبھی کوئی بات نہیں مانی، اس حال میں تجھ پہ افسوس نہ ہو تو کیا ہو اور وہ علم و حکمت جو تیری میراث ہے کیونکر تجھے ملے؟

ہمارے فلسفہ کی موجودگی میں ارسطو کے کسی فلسفہ کی کوئی اہمیت نہیں، کوئی برتری نہیں۔

الحمدللہ الحیّ القیوم

۱۲۷۲ مہمان اگرچہ ایک ہو یا لاکھ، اس ایک ہی اصول کا پابند ہو، ہر مہمان، ہر مہمان کو اپنا مہمان سمجھے، اور اس ادب و احترام سے بیٹھے جیسے کہ آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا مہمان آپ کے گھر میں اس طرح بیٹھے۔ کھانے کی بدانتظامی کھانے والوں کی بدولت ہوتی ہے، کھلانے والوں کی نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۷۳ مٹی لوہے کو کھا جاتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۷۴ ایک چیز جہاں اپنا مقام کر لیتی ہے، کسی دوسری کو وہاں قائم ہونے نہیں دیتی۔ جہاں ذکر قائم ہو جاتا ہے وہاں کوئی اور شے قائم نہیں رہتی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۷۵ جس دل میں ذکر قائم ہو جاتا ہے پھر ذکر کے سوا کوئی اور شے اس دل کی گرد تک نہیں پھٹک سکتی! ذکر کی حرارت ماسوا کو جلا دیتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۷۶ بلند مقام کے مکین بے حد محتاط ہوتے ہیں۔ ذرا سی لغزش سے پھسلنے کا خدشہ رہتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۷۷ عمرؓ اللہ کا خلیفہ اور اویسؒ اللہ کا فقیر تھا۔ عمرؓ نے جب اویسؒ کے حال کو دیکھا، خلافت سے بیزار ہو گیا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۷۸

تعمیرِ ملّت:

کسی قوم کی ترقی کا انحصار کام کرنے والے مخلص بندوں کے ملّی جذبہ پہ موقوف ہوتا ہے

ہر بندہ جس قابل ہو، اسے وہی کام دیا جائے۔ ہر کام کرنے والے کی تحسین کی جائے۔ دلجوئی کی جائے۔ معقول اجرت دی جائے۔ اس کی پیش کردہ تجاویز پر غور کیا جائے۔ اس کی سفارشات پورے غور سے جانچی جائیں۔ ماشاءاللہ! پھر اس دماغ میں نوبہ نو عقلیں سُوجھنے لگتی ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۷۹ اوّل تو کوئی صاحبِ منزل ہی نہیں، اگر کوئی کہیں ہے تو صاحب پہ منزل سوار ہے، صاحب منزل پہ نہیں۔ جب تک کوئی صاحب اپنی منزل پہ سوار ہی نہیں، کس منزل پہ اور کب پہنچے گا؟

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۸۰ ایک دوست نے ایک دوست کے ماتھے پہ جُوتی کا گرد لگا ہوا دیکھا۔ اگرچہ نمازی اپنی جُوتی کی حفاظت کا ذمہ دار ہے پھر بھی سجدہ کی جگہ میں سامنے رکھ کر نماز پڑھنا مستحسن نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۸۱ دَارُالْاِحْسَان دین کی درس گاہ ہے، قبرستان نہیں۔ اس میں گردونواح کے مُردوں کو دفن نہیں کیا جاسکتا۔ (ادارہ)

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۸۲ ✼

اللہ رب العالمین نے فرمایا:

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ط — نماز پڑھو اور اللہ سے ڈرو۔

✼

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاْمُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ ط — نماز پڑھو، اور نیکی کا حکم کرو۔

✼

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ ؕ	نماز باجماعت ادا کرو اور زکوٰۃ دو۔

❋

فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ ؕ	جب تم نماز پوری کر لو، تو اللہ کا ذکر کرو۔

❋

وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ ؕ اُولٰٓئِکَ فِیْ جَنّٰتٍ مُّکْرَمُوْنَ ؕ	اور وہ لوگ جو نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں وہ جنت میں عزت کیے جاتے ہیں

❋

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ؕ	بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔

❋

خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ ؕ	نماز پورے لباس سے پڑھو۔

❋

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ ۔	لوگوں سے اچھا بولو، اور نماز پڑھو!

❋

الحمد للہ الحیّ القیّوم

۱۲۸۳ اپنے بھائی کو قتل کر کے حوالات جانے اور سزا پانے سے یہ بہتر تھا کہ اپنے بھائی کے ہاتھوں قتل ہو کر قبر میں چلا جاتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۸۴ اپنے بھائی کے ہاتھ سے قتل ہو کر قبر میں جانا اپنے بھائی کو قتل کر کے جیل میں جانے سے لاکھ درجے بہتر تھا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۸۵ سو سال کے کسی بھولے ہوئے فن کو دوبارہ زندہ کرنے کے لیے سو سال ہی کی جدوجہد درکار ہوتی ہے۔ اور یہ فن طبِّ نبویؐ سو سال سے زیادہ عرصہ سے ایک ہی کروٹ پہ لیٹے سو رہا ہے۔ ہم سو سال سے صرف یہ جانتے ہیں کہ بندے کے جسم میں ۳۶۰ ہڈیاں اور اتنی شریانیں ہوتی ہیں۔ اس سے زیادہ نہ ہم نے سیکھنے کی کوشش کی اور نہ ہی ہمیں پتہ چلا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۸۶ دنیا میں صرف دین مکمل ہے، دیگر علوم و فنون نا تمام ہیں۔ طب میں اگرچہ اطبائے قدیم نے تمام اصول مرتب کر دیے لیکن پھر بھی ان میں تجدید ضروری ہے۔ اور طب میں یہ جدّت مسلسل محنت کی متمنّی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۸۷ ادارے عقیقت کی بنیادوں پہ قائم رہا کرتے ہیں۔ کارگزاری ادارے کی مقبول الحق تشہیر ہوتی ہے۔ خدمات کبھی نظر انداز نہیں کی جاتیں۔ اللہ سب سے بڑھ کر قدردان ہے کسی کی بھی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۸۸ سریع التاثیر دوا کو اکسیر کہتے ہیں۔ اکسیر کا اصلی لفظ آک شیر یعنی آک کا دودھ ہے۔ آک کا دودھ

مہلک ہے ۔ لیکن جب اسے طبّی اصول سے سدھار لیا جاتا ہے، اکسیر بن جاتا ہے جس بھی چیز کو آک کے دودھ میں حل کر کے کشتہ کر لیا جائے، اکسیر بن جاتی ہے مثلاً بارہ سنگھا جب آک کے دودھ میں کشتہ کر لیا جاتا ہے، اکسیر بن جاتا ہے اور یہ بے شمار امراض کا بے خطا علاج ہے ۔

الحمد للحیّ القیوم

۱۲۸۹ سنّت کی اِتباع اپنے مُتّبع کو کون و مکان کی ہر شے سے مستغنی و بے نیاز کر دیتی ہے ۔ سنّت کا متّبع کسی اور طرف کبھی نہیں دیکھتا، نہ ہی اُسے دیکھنے کی حاجت ہوتی ہے ۔ سنّت اپنے متّبع کو سیر کر دیتی ہے ۔

الحمد للحیّ القیوم

۱۲۹۰ اپنے کھانے کا نہیں کسی کو کھلانے کا ثواب دیا جاتا ہے ۔

الحمد للحیّ القیوم

۱۲۹۱ گناہ ۔ فطرتِ انسانی ہے ۔
گناہ کے بعد پشیمانی ، شرافتِ انسانی ہے ۔
گناہ کے بعد توبہ ، بزرگی کی نشانی ہے ۔
اور گناہ کے بعد غرور ، بے حیائی کی نشانی ہے ۔

الحمد للحیّ القیوم

۱۲۹۲ طریقت میں توکل کو بڑا مقام حاصل ہے ۔ سالک جب اپنے تمام معاملات اپنے اللہ کے حوالے کر کے اللہ ہی کے لیے اللہ کے کاموں میں محو ہوتا ہے ، اللہ کی ذات اس کی وکیل ہو جاتی ہے اور ہر معاملہ میں، دینی ہو یا دنیوی، پوری طرح کفیل ہو جاتی ہے ۔ پھر جب وہ ہر تدبیر سے دست بردار ہو کر اپنی منزل پہ گامزن ہوتا ہے ، نصرت اس کا استقبال کرتی ہے ۔ کسی بھی میدان میں ڈگمگانے نہیں دیتی ۔ متوکّل کی اپنی کوئی مرضی نہیں ہوتی ، نہ ہی کوئی تدبیر

ہوتی ہے، اللہ ہی کی مرضی اس کی مرضی اور اللہ ہی کی تقدیر اس کی تدبیر ہوتی ہے۔ توکّل کا وسیلہ ہی متوکّل کا حیلہ ہوتا ہے۔

توکّل کی کفالت متوکّل کے لیے کافی ہوتی ہے کسی اور کفالت کی ضرورت نہیں رہتی۔ توکّل اپنے متوکّل کو کسی اور کا محتاج ہونے نہیں دیتا۔ توکّل کی غیرت یہ کبھی گوارا نہیں کرتی کہ اس کا متوکّل اس کے سوا کسی اور کا، اور کسی بھی معاملہ میں کبھی محتاج ہو۔ عقل توکّل کی حکمت کو نہیں پا سکتی، کبھی نہیں پا سکتی۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا توکّل ہی تو تھا جو بے خطر نمرود کی آگ میں کود پڑا اور عقل ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ کیا کرے۔ متوکل "اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" کا عارف ہوتا ہے۔ اس کے سوا کوئی اور شے نہیں رکھتا۔ اُسے قدیر کی کارسازی پہ حق الیقین ہوتا ہے کسی تدبیر کو خاطر میں نہیں لاتا؛ توکّل شاہ اور عقل کنیز ہے۔ عقل جب توکّل کی حقیقت سے بہرہ ور ہوئی، کھسیانا ہوئی اور تدبیر سے دست بردار ہوئی۔

جو بھی بیڑا اللہ کے توکّل پہ کسی بحر میں ٹھیلا گیا، صحیح وسلامت پار اُترا۔ سمندر کی کوئی موج اسے کبھی ڈبو نہ سکی۔

اے او جینے والے! اطمینان پیدا کر، توکّل اطمینان سے ہے، اسباب سے نہیں۔ کسی بھی سامان کا پابند مت ہو۔ یہ یقین پیدا کر، میرا اللہ مجھے کافی ہے، خیابان ہو یا بیابان، میرا اللہ مجھے کافی ووافی ہے۔

اللہ نے فرمایا:

"میں متوکلین کو دوست رکھتا ہوں"

اور اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل ذوالجلال والاکرام کا اپنے کسی ناچیز بندے کو دوست رکھنا بندگی کا انتہائی بلند مقام ہے۔

یوں دعا کیا کر:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِمَّنْ تَوَکَّلَ عَلَیْکَ فَکَفَیْتَہٗ

یعنی اے میرے اللہ! مجھ کو اپنے ان (چنے ہوئے مخلص) بندوں میں سے کر دے کہ جنہوں نے تجھ پہ بھروسہ کیا۔ اور (پھر) تو اُن کے لیے کافی ہو گیا"

ہمیشہ یہ سوچا کر کہ میرا اللہ، جس پہ کہ میں نے توکّل کیا ہوا ہے، کون و مکان کی ہر شئے کا خالق و مالک، رازق و حافظ و ناصر اور ہر شئے پہ قادر المقتدر ہے۔ میرا اللہ جب بھی کسی چیز کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے اس چیز کے کرنے میں کسی حیلہ و تدبیر و تکلّف سے کوئی واسطہ نہیں پڑتا۔ میرا اللہ جب کسی چیز کے کرنے کا ارادہ فرماتا ہے، تو فرماتا ہے "کُن" یعنی (جس طرح کہ میں کرنا چاہتا ہوں، اسی طرح اور ابھی) ہو جا"۔ پس وہ چیز اسی طرح اور اسی وقت ہو جاتی ہے، ذرا سی دیر بھی نہیں لگتی اور یہ ساری کائنات "کُن" ہی سے معرضِ وجود میں آئی۔

بندہ جب اپنے معاملات اللہ کے حوالے کرتا ہے، اللہ خوش ہوتا ہے کہ میرے بندے کو یہ علم ہے کہ میں اس کا رب مالک الملک، قوی العزیز اور قادر المقتدر ہوں۔ میرے بندے نے یہ تسلیم کر لیا کہ میری تقدیر کے آگے اس کی تدبیر کوئی معنی نہیں رکھتی گویا اس نے اپنی بے بسی و بے کسی کا اعتراف کر لیا اور اپنے تمام معاملات میرے ہی حوالے کر دیے۔

متوکّل رحمت کی آغوش میں ہوتا ہے، اللہ کی رحمت متوکّل پہ ہر وقت چھائی رہتی ہے۔ متوکّل اپنی ہر حاجت اپنے اللہ ہی سے مانگا کرتا ہے جیسے کہ بچہ اپنی ماں سے بچے کو اپنی ماں سے مانگتے اور بار بار مانگتے قطعی کوئی شرم نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کی نظروں میں کوئی دوسرا اس کا حاجت روا ہوتا ہے۔ متوکّل کی بھولی بھالی باتیں بڑے بڑوں کو موہ لیتی ہیں۔ اور متوکّل کا بھولا پن مصنوعی نہیں، فطری ہوتا ہے، بناوٹی نہیں، قدرتی ہوتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور کی طرف اللہ سے ہمکلام ہونے جا رہے تھے کہ راستے

میں ایک گڈریا ملا جو کہہ رہا تھا :

"اے میرے اللہ ! اگر تو مجھے مل جائے تو میں اپنی بھیڑوں کے دودھ سے تیرے سر کے بالوں کو دھوؤں، تیرے سر سے جوئیں نکالوں "۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے سن کر روکا اور کہا کہ اللہ کی شان میں ایسے کلمات مت کہو۔ وہ بیچارہ یہ سنتے ہی چپ ہو گیا۔ موسیٰ علیہ السلام جب کوہِ طور پہ اللہ سے ہمکلام ہوئے تو اللہ نے فرمایا :

" موسیٰ ! تو وصل کرانے آیا ہے، نہ کہ فصل ! میرا بندہ تن و من سے مجھ میں محو تھا، تو نے اس میں جدائی ڈال دی "۔

اسی طرح اس علاقے کے ایک زمیندار کو توبہ کی توفیق عنایت ہوئی۔ وہ آدھی رات کو اٹھتا۔ غسل کر کے مسجد میں اللہ کے حضور کھڑا ہو کر ایک مدت یہ کہتا رہتا کہ "یا اللہ ! میں بڑا گنہگار ہوں، مجھ سے بڑے بڑے گناہ ہوئے، تو مجھ کو بخش دے۔ یا اللہ تیرے سوا میرا اب کوئی آسرا نہیں "۔ اسی طرح اس کی رات گزر جاتی۔

ایک دن اس کے ایک رشتہ دار کو پتہ چلا کہ وہ رات کو گھر پہ نہیں ہوتا، نہ معلوم کہاں کہاں جاتا ہے۔ اس کا تعاقب کیا اور اس نے اس کی مناجات اپنے کانوں سے سنی۔ اُس نے اسے ٹوکا اور کہا چچا ! اس طرح نماز نہیں ہوتی۔ صبح میرے پاس آنا، میں تجھ کو نماز سکھاؤں گا۔ جب اسے پتہ چلا کہ اس کا بھید ظاہر ہو گیا پھر وہ وہاں نہیں گیا۔ اس آدمی نے کہا میں رات کو پھر اسی وقت مسجد میں گیا۔ لیکن وہ شخص مسجد میں نہ تھا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۹۳ محبت کے بغیر اتّباع ناممکن اور اتّباع کے بغیر محبت ایک غیر معتبر دعویٰ ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۹۴ ابتلاء سے اہلِ بصیرت ہی عبرت حاصل کیا کرتے ہیں، ہر کوئی نہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۱۲۹۵ بزرگی کے مقامات تو وریٰ الورٰی ہیں۔ عام مسلمان کی تعریف میں اللہ رب العالمین اور اس کے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کا حق نہیں کھاتا۔

امانت میں خیانت نہیں کرتا۔

کسی کی دل آزاری نہیں کرتا۔

اپنے وعدے سے کبھی نہیں پھرتا۔

کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔

کسی کی غیبت نہیں کرتا۔

نہ چغلی کرتا ہے، نہ حسد۔

آپ اپنا جائزہ لیں:

کیا آپ اپنے کسی مسلمان بھائی کا حق تو نہیں کھاتے؟

کیا امانت میں خیانت تو نہیں کرتے؟

کیا لوگ آپ سے دکھی تو نہیں ہیں؟

کیا آپ اپنے وعدے پورے کرتے ہیں؟

کیا آپ جھوٹ تو نہیں بولتے؟

کیا آپ غیبت یا چغلی تو نہیں کرتے؟

کیا آپ کے دل میں حسد نہیں؟

اور کیا آپ نہیں جانتے ؟ کہ حسد نیکیوں کو اس طرح جلا دیتا ہے جیسے کہ آگ سوکھی لکڑی کو۔" یہ ہماری وہ چند بنیادی خامیاں ہیں کہ جب تک یہ دور نہیں ہوتیں، ہماری کوئی جدوجہد کوئی رنگ نہیں لاسکتی۔

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۹۶ اِستقامت کی آغوش میں حکایت ہوتی ہے۔ استقامت اپنی آغوش میں ایک حکایت لایا کرتی ہے۔ اور وہی حکایت آنے والی نسلوں کو عبرت کا درس دیا کرتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۲۹۷ مخلوق جب خالق کے خُلق پہ استقامت حاصل کرلیتی ہے، ایک حکایت بن جاتی ہے اور وہ حکایت آنے والی نسلوں کے لیے نشانِ منزل کا کام دیا کرتی ہے۔

میاں! یہاں سدا نہیں رہنا، اور نہ ہی دوبارہ لوٹ کر آنا ہے۔ پھلے پھلے جب اس دنیا سے گئے، روتے ہوئے گئے۔ اس حال میں جی کہ مرتے وقت کوئی حسرت باقی نہ رہے اللہ کی یاد اور مخلوق کی خدمت بہترین عبادت ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۲۹۸ تیرا مقام خاک اور تیرا کام خدمت ہو۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی مقام نہیں اور اس سے افضل اور کوئی کام نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۲۹۹ مقامات کے گرد مت گھوم ! مقامات تیرے گرد گھومیں ۔ کسی مقام کی طلب مت کر ! پروا مت کر ۔ نیستی کا مقام ہر مقام پہ حاوی اور ہر مقام اس کی زد میں ہوتا ہے ۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللّٰہ خیر الرّازقین

۱۳۰۰ یہ عمارت اپنے آپ نہیں بنی، معمار کی بنائی ہوئی ہے ۔ اپنے آپ کوئی بھی شے کچھ نہیں بنا کرتی، بنانے ہی سے ہر شے بنتی ہے ۔ اسی طرح قومی و ملی تعمیرات و ترقیات بھی معمار ہی کی محتاج ہیں ۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللّٰہ خیر الرّازقین

۱۳۰۱ آدمی اپنے رب کے احسانات کی قدر نہیں کرتا ، اس لیے شکر نہیں کرتا ۔ بہت کم آدمی اللہ کے احسانات کا شکریہ ادا کرتے ہیں ۔ یہی آدمی کی سب سے بڑی کمی ہے ۔ اگر کوئی دم دم کے ساتھ بھی اپنے اللہ کا شکر کرے ، تو بھی کم ہے ۔ طریقت کی منزل شکر کے ساتھ چلا کرتی ہے ۔ ہر دم شکر کر ، ہر نعمت پہ کر ، بار بار کر ، بے شمار بار کر ! ذکر کے ساتھ شکر ضروری اور نُورٌ علیٰ نُورٌ ہے ۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللّٰہ خیر الرّازقین

۱۳۰۲ ہر محسن کے احسان کے بدلے میں جزاک اللّٰہ ، یا جزاک اللّٰہ خیرًا ، یا جزاک اللّٰہ خیرًا فی الدّارین کہنا محسن کے احسان کا فوری بدلہ ہے ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " اپنے محسن کا شکریہ ادا کر ۔"

ایک اور جگہ فرمایا :

" جو آدمی انسان کا شکریہ ادا نہیں کرتا ، اللہ کا بھی نہیں کرتا ۔"

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰازِقِیۡنَ

۱۲۰۰۳ سیاہی جاذب میں جذب ہوکر مجذوب ہوئی، پھر کسی بھی طرح جاذب سے دور نہیں جاسکتی، نہ ہی کوئی ربڑ اُسے مٹا سکتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰازِقِیۡنَ

۱۲۰۰۴ محویت کو منتشر کرنے کے لیے شیطان ہر حربہ استعمال کرتا ہے لیکن کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ طالب جب اپنے مطلوب میں محو ہوتا ہے، کسی کی بھی اور کوئی مداخلت کوئی معنی نہیں رکھتی۔ ایک اللہ کا بندہ جب ہمہ تن و من محو و منہمک ہوا، اور جب کسی بھی طرح اس کی توجہ منتشر نہ ہوئی تو شیطان اس کی ماں کی صورت میں حاضر ہوکر کہنے لگا، اگر تو اب بھی نہ اُٹھا تو میں دریا میں کود جاؤں گی۔ وہ ایک تیز رَو دریا کے کنارے اپنی دُھونی رمائے بیٹھا تھا۔ اس پہ بھی وہ اللہ کا بندہ بدستور اپنے عزم پہ ڈٹا رہا؛ حتیٰ کہ وہ اپنی مراد کو پہنچا۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰازِقِیۡنَ

۱۲۰۰۵ ہر مٹی سے برتن نہیں بنا کرتا۔ برتن بنانے والی مٹی خاص ہوتی ہے اور مٹی کی تہ میں عام نظروں سے اوجھل ہوتی ہے۔ کمہار کے سوا کسی دوسرے کو اس کی پہچان نہیں ہوتی۔ اس کے ذرّات میں وہ خاص تعمیری اجزا ہوتے ہیں، جو عام مٹی میں نہیں ہوتے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰازِقِیۡنَ

۱۳۰۶　اسلاف کا قدیم دستور دین کی شہرت اور نفس کی مذمت ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۳۰۷　یہ دانشمندی کیسی ہے جس مال نے تیرے ساتھ جانا ہے اور تیرے کام آنا ہے اس کی تجھے کوئی پروا نہیں، لیکن جس مال کو تیری کوئی پروا نہیں نہ تیرے ساتھ جانا ہے اور نہ ہی تیرے کسی کام آنا ہے، اس کی تجھے بڑی پروا ہے اور اسے حاصل کرنے کے لیے زندگی کا سارا زور لگا دیتے ہو۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۳۰۸　پوڑ[1] میں کوئی سبزہ نہیں اگتا۔ حالانکہ جو بھی سبزہ اُگتا ہے، پور ہی سے گزر کر زمین میں جاتا ہے، اسی طرح اے جانِ من! قال قال ہے، بلا عمل باعثِ وبال ہے۔ آپ خود ہی غور فرمائیں جو آپ کہتے ہیں کیا کرتے بھی ہیں؟ اگر کرو، اثر ہو، ماشاء اللہ! ہر خصلت کے دامن میں ایک اثر ہوتا ہے جس کا وار کبھی خالی نہیں جاتا؛ حسد بدترین اور اخلاق بہترین خصلت ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۳۰۹　حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا فرماتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ النِّسَآءِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ط

ف: دُعا کے ربط سے معلوم ہوا کہ قبر کا عذاب اکثر عورتوں کے فتنہ کے باعث ہوتا ہے۔ عورتوں کا فتنہ کوئی معمولی بات نہیں۔ یہ فتنہ دنیا بھر کے فتنوں کا منبع ہے۔ بڑے بڑے جوانمرد اس میدان میں گھٹنے ٹیک گئے اور کوئی بھی اس سے مستثنیٰ نہیں مگر وہ اور

---

[1] بیج بوتے والی نالی۔

صرف وہ جسے کہ اللہ نے اس سے محفوظ رکھا۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۳۱۰ مایوسی شیطان کا مُہلک ہتھیار ہے اس کے پاس اس سے مہلک اور کوئی ہتھیار نہیں۔ مومن کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ کوئی ناکامی مومن کی راہ نہیں روک سکتی، ناکامی شاندار کامیابی کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ جب تک کوئی ناکام نہیں ہوتا، کامیاب نہیں ہوتا۔ اللہ کی راہ سیدھی راہ ہے۔ سیدھی راہ پر چلتے جو مشکل درپیش ہو، پرواہ مت کر، اپنی راہ مت چھوڑ! عطا و بلا سے بے نیاز ہو کر چل! سینہ تان کر دندناتا ہوا چل! اس منزل میں تدبیر کوئی معنی نہیں رکھتی۔ البتہ عزم اللہ کی تقدیر ہوتا ہے۔ تیرا عزم اللہ کی تقدیر ہو۔

مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ!

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۳۱۱ خنّاس و ہمزاد و شیطان باتوں سے نہیں عمل سے مغلوب ہوتے ہیں۔ بندہ جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے، شیطان پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ جب قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے گویا شیطان کو کوڑے مارتا ہے اور وہ بہرہ ہو جاتا ہے۔ جب استغفار کرتا ہے گویا شیطان کا سر پھوڑتا ہے اور جب ذکر کرتا ہے گویا شیطان کو عذاب میں مبتلا کرتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ!

۱۳۱۲ روزی میں برکت ہوتی ہے کثرت نہیں ہوتی۔ جس روزی میں برکت ڈال دی جاتی ہے، کبھی

کم نہیں ہوتی، اگرچہ تھوڑی ہو، اور جس روزی میں برکت نہیں ہوتی، کبھی پوری نہیں ہوتی اگرچہ کثرت ہو۔ اللہ سے برکت مانگ، کثرت مت مانگ۔ کفایت کے درجہ کی روزی بہترین ہوتی ہے، جو کھانے کے لیے کم نہ ہو، اور جمع کرنے کے لیے نہ ہو! کثرت بلا برکت قلّت اور قلّت بابرکت کثرت ہے۔

یہ کلمات حصول برکت کا سریع الاثر ذریعہ ہیں:

۱: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۲: لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۳۱۴ ایک دن ایک منزل ہے۔ جب کوئی چلے، اُسے پتہ ہو کہ اس نے دن کی منزل میں سے اتنی منزل طے کر لی اور اتنی ابھی باقی ہے۔ جب تک پوری طے نہ کر لے، فکر مند رہے اور جب تک فارغ نہ ہو آرام نہ کرے! جو ہر روز ایسا کرے صاحبِ منزل ہے۔

ہر سالک اپنی منزل پہ گامزن ہوتا ہے۔ منزل کے مدارج ایک سے نہیں ہوتے، ذوق، قوّت اور گنجائش پہ موقوف ہوتے ہیں۔ منزل جب جوبن پہ آتی ہے حامل کو مطمئن اور محل کو معطّر کر دیتی ہے۔ من میں گھر کر لیتی ہے، دم بھر کے لیے بھی جدائی گوارا نہیں کرتی اور کسی غیر کو داخل ہونے نہیں دیتی۔

اگرچہ پھول کے دامن میں پھل ہوتا ہے، پھر بھی منزل جب پھل پہ آتی ہے، پھول جھڑ جاتے ہیں۔ پودے کی پوری قوت پھل کی نشوونما میں صرف ہوتی ہے۔ پھل جب پک جاتا ہے ہر بازار میں قیمت پاتا ہے، کھانے والوں کو شیریں لذت پہنچاتا ہے کچے اور کھٹے پھل نہ کھانے کے لائق ہوتے ہیں، نہ بازار میں لے جانے کے۔ منزل طے کر چکنے کے بعد ہی

ہر پھل پکتا اور شیریں بنتا ہے، پہلے ہی روز نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ !

۱۳۱۴ انسانی کردار کے بعض نمونے اس قدر اللہ کو پسند ہوتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں اپنے بندوں کی راہنمائی کے لیے اپنے نیک بندوں کی زبانوں پہ ہمیشہ زندہ رکھتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ !

۱۳۱۵ یہ پھولدار پودے تیری رحمت کے پانی کے بغیر سورج کی تپش کی تاب نہیں لا سکتے۔ ذرا سی بھی دھوپ برداشت نہیں کر سکتے۔ کمھلا جاتے ہیں، سوکھ جاتے ہیں!

یا اللہ! تو ان پہ اپنی رحمت کی بارش فرما!

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ !

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ! اٰمِیْنَ!

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۳۱۶ خزاں میں کانٹوں کی بہار ہوتی ہے اور عارضی ہوتی ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۳۱۷ دنیا بھر کے پرندے اور درندے نفس ہی کی خصلت کے ترجمان ہیں۔ چار مشہور ہیں

کوّا، بندر، بھیڑیا اور سانپ

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۳۱۸ یا اللہ! یہ شرف تونے جنگل ہی کے سایہ دار درختوں کو بخشا ہوا ہے کہ وہ کسی موسم میں بھی گرما ہو یا سرما، بالکل نہیں کمھلاتے، سدا ہرے بھرے رہتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۳۱۹ بھیڑ زندہ ہو یا مردہ، گوشت ہی کی بوری ہوتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۳۲۰ بھیڑیا جنگل کا بادشاہ ہوتا ہے۔ جب اپنی مستی میں اگر چنگھاڑتا ہے، نقارے پر منڈھی ہوئی بھیڑ کی کھال آواز کو سنتے ہی شق ہو جاتی ہے! اللہ! اللہ! اللہ!

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۳۲۱ مارخور ایک بکرا ہے۔ جنگل میں رہتا ہے۔ جب بھوک لگتی ہے، سانپ کے بل پہ منہ رکھ کر نتھنوں کے ذریعے زور سے سانس اوپر کھینچتا ہے اور سانپ کو بل سے باہر گھسیٹ کر کھالیتا ہے مرے ہوئے مارخور کی کھال میں یہ تاثیر ہے کہ جہاں وہ کھال ہوگی، سانپ اس جگہ کو چھوڑ جائے گا۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۳۲۲ آمدم بر سر مطلب:-

سالکِ طریقت کی پیشانی کے نور سے مومن جنّات گرویدہ، و دیگر جنات و

شیاطین بھاگ جاتے ہیں۔

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۳۲۳ یہ نور ازلی ہوتا ہے، ہر پیشانی میں موجود ہوتا ہے لیکن مستور ہوتا ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۳۲۴ نفس کی کدُورت کی جھلی اس نور کو محجُوب کیے ہوتی ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۳۲۵ نفس جب کدورت سے پاک ہو جاتا ہے، یہ نور منوّر ہو جاتا ہے، جگمگا اُٹھتا ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۳۲۶ ورنہ کسی اور طرح یہ حجاب نہیں اٹھ سکتا، بھاویں سَوسَو حِیلے کرو!

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۳۲۷ عطا پہ شکر، بلا پہ صبر، خطا پہ ندامت اور گناہ پہ توبہ، طریقت کی مقبول الاسلام منزل ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۳۲۸ حضرت مخدوم صابر صاحبؒ نے اللہ کے ایک بندے کو فیض عنایت فرمانے کے لیے محبت بھری نگاہوں سے دیکھا، وہ وہیں جان بحق ہو گیا۔ چند دن بعد پھر کسی اور کو دیکھا، وہ بھی سرکارؒ کی

محبت کے جمال کے فیض کی تاب نہ لاسکا، وہ بھی جاں بحق ہو گیا۔ اس پہ آپؒ نے حضرت سرکار باوا صاحبؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ "میں جس کو فیض دینے کی نیت کرتا ہوں، جاں بحق ہو جاتا ہے"۔ پھر آپؒ کلیر شریف سے پاکپتن شریف کو چل دیے۔ جب پاک پتن شریف کے قریب پہنچے تو آپ کو ایک آدمی ملا جس کے کاندھے پر بہنگی تھی، بہنگی کے ایک پلڑے میں بڑ کا ایک چھوٹا سا پودا، اور دوسرے میں پانی کی ٹنڈ تھی۔ وہ تھوڑی دور جاتا، پانی کے چند قطرے بڑ کی جڑ میں ڈال دیتا۔ آپؒ نے اسے اسی طرح کرتے جب دو چار مرتبہ دیکھا، فرمایا "یہ کیا کرتے ہو؟ ایک ہی بار پانی کیوں نہیں ڈال دیتے؟ انہوں نے نہایت عمدہ انداز میں جواب دیا کہ آپ ایک ہی بار ڈالنے کا نتیجہ نہیں دیکھ چکے؟ بڑ کا پودا جو بہت ہی چھوٹا ہے، چند قطروں سے زیادہ پانی کی تاب نہیں لاسکتا۔ اگر سارا پانی ڈال دیں گے تو اُس کی جڑیں، جو بہت ہی نازک ہیں، گل جائیں گی۔

پھر آپ باوا صاحبؒ کی خدمت میں جب حاضر ہوئے، اور سوال پیش کیا، سرکارؒ نے فرمایا:

کیا آپ کے سوال کا جواب آپ کو راستے میں نہیں ملا؟

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۳۲۹ قال تلقین کی فرمائش کرتا ہے اور حال مجبور۔ حال ہلچل مچا دیتا ہے، قبر میں سوتے مُردے جلا دیتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۳۳۰ پیوند کے بعد پودا نیچے سے گیا نہیں اوپر سے رہا نہیں۔ اصل قائم رہی، فصل بدل گئی۔

تنا نہیں بدلا، پھل بدل گیا۔ اسی طرح بندے کی بندے سے مل کر خصلت بدلتی ہے، اصل نہیں بدلتی۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۳۳۱ لوہا پارس سے مل کر سونا ہوا اور چندن چمار سے مل کر بے قدر، بے آبرو اور ذلیل۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۳۳۲ طالب مطلوب کو مل کر ایسے مطمئن ہو جاتا ہے جیسے کہ قیس لیلیٰ کو اور یہ ملنا ولوں کے سکون، ایمان کی تقویت اور بلندیٔ مراتب کا انسب دستور ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۳۳۳ خیرات میں اسراف نہیں، حرام میں خیرات نہیں، سرقہ میں برکت نہیں، جمود میں حرکت نہیں۔ لذت میں قوت اور تسلیم میں کوفت نہیں ہوتی۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۳۳۴ اپنے وطن کا کھانا اور گانا ہر بندے کو مرغوب ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۳۳۵ بننا چاہتے ہو تو:

انسان بنو ________________ مسلمان بنو

ذاکر بنو شاکر بنو

امین بنو مسکین بنو

مہربان بنو قدردان بنو

حلیم بنو کریم بنو

خلیق بنو شفیق بنو

نمازی بنو غازی بنو

رومی بنو جامی بنو

محسن بنو متوکّل بنو

مومن بنو! مخلص بنو!

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۳۳۶ فراق کی مستی کی بیقراری، سوز و گداز، اور سوز و گداز دل کی زندگی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۳۳۷ ایک دن جبرئیلؑ نے عرشِ عظیم سے یہ ندا سنی لَبَّیْکَ یَا عَبْدِیْ یعنی اے میرے بندے میں حاضر ہوں، بتا کیا چاہتا ہے؟ یہ سن کر جبرئیل علیہ السلام متحیّر ہوئے کہ ایسا کون بندہ ہے جس کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ یہ فرما رہے ہیں کہ میں حاضر ہوں، بتا کیا چاہتا ہے؟

جبرئیلؑ نے بارگاہِ صمدی میں عرض کی، جواب ملا فلاں جگہ جاؤ! جبرئیلؑ نے دیکھا کہ ایک بت پرست ایک پتھر کی مورتی کے سامنے بیٹھا لوٹ پوٹ ہو رہا ہے۔ نہایت خضوع و خشوع سے پتھر سے اپنی حاجت مانگ رہا ہے اور اس طرح مانگ رہا ہے کہ پتھر کے سوا پوری کائنات

اس کی نظروں میں گویا ہے ہی نہیں! بت پرست کا یہ اخلاص اور محویت اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند آئی کہ لَبَّیْکَ یَا عَبْدِیْ کی ندا سے نوازا۔

اے مخاطب! اے میری جان!

جو محویت برہمن کو بُت کے آگے ہے، تجھ کو کعبہ میں بھی نہیں! یا شیخ! محویت کے میدان میں تجھ سے ایک برہمن بازی لے گیا۔ تو اپنی اس ناداری پہ رو! تو نے کبھی اپنے رب کو اس طرح نہیں پکارا۔ جس طرح ایک برہمن بت کے سامنے پکارتا ہے۔

تیرا سر سجدے میں ہوتا ہے اور دل گھر میں۔ اور روز ایسا ہوتا ہے لیکن تم نے کبھی بیٹھ کر یہ نہیں سوچا کہ کیوں ایسے ہوتا ہے؟ اسی طرح عمر گزر جاتی ہے۔ تو نے اپنی اس حالت کو بدلنے کے لیے کبھی کوئی فکر نہیں کی، کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ تیری یہ حالت مذموم ہے، مستحسن نہیں۔ اس حال میں کیا ہمارا رکوع اور کیا ہمارا سجود۔

ہمارا حال یا اللہ! تیری رحمت کا محتاج ہے۔ یا اللہ! یہ اعضا اگرچہ ہمارے ہیں، ان میں سے کسی پہ بھی، ہمیں کوئی قدرت حاصل نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۳۳۸ اللہ کے بندے اللہ کے سوا کسی بھی شئے کے طلب گار نہیں ہوتے اور مطلق نہیں ہوتے۔ ان کی نظروں میں دنیا اور جو کچھ بھی اس میں ہے کوئی وقعت نہیں رکھتی، ہیچ و بیکار ہوتی ہے کسی بھی درجے یا منصب کی کوئی طلب نہیں کرتے۔

صحرا کے پھول کی طرح گمنام زندگی گزار کر چل دیتے ہیں۔ بنی بنائی پہ آتے ہیں اور بنی بنائی چھوڑ جاتے ہیں۔ اللہ کے کاموں کو حکمت پہ مبنی سمجھ کر ہر امر کو، اگرچہ وہ بظاہر ناخوشگوار ہو، خندہ پیشانی سے تسلیم کرتے ہیں، کبھی اعتراض نہیں کرتے اور نہ ہی کسی حال کو بدلنے کی فرمائش

کرتے ہیں۔ حال حال پہ عنایت ہوتا ہے اور اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۳۳۹ اللہ نے اپنے بندوں کی نظروں کو وہ اِستغنا عنایت کیا ہوتا ہے کہ ان کی نظروں میں دنیا و ما فیہا کی کوئی بھی شے، بالکل جچا نہیں کرتی، سونا ہو یا مٹی۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۳۴۰ کسی عمدہ کھانے کی رغبت نہیں رکھتے۔ جو روزی اللہ دیتا ہے، شکر کر کے کھا لیتے ہیں، حلوہ ہو، یا نانِ جویں۔ اسی طرح تن ڈھانپنے کے لیے جو بھی کپڑا میسر ہو، پہن لیتے ہیں۔ زیبائش و آرائش کی مطلق پروا نہیں کرتے۔ اللہ کے بندے اللہ ہی کے لیے دنیا میں جیا اور مرا کرتے ہیں! اللہ کے کاموں کے سوا کسی اور کام میں کبھی مصروف نہیں ہوتے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

اللہ کے بندے!

ہر بندہ اللہ کا بندہ نہیں، اگرچہ اللہ کا بندہ ہے۔ اللہ کے بندے خاص ہوتے ہیں اور وہ اللہ ہی کے ہوتے ہیں۔ اللہ کے سوا کسی سے بھی کوئی تعلق نہیں رکھتے۔

اللہ کے حبیبِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عن ابن مسعود قال قال	حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و	ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
سلم ان للّٰہ فی الخلق ثلاث	فرمایا کہ مخلوق میں تین سو بندے اللہ تعالٰی

مائة قلوبهم على قلب آدم
ولله في الخلق اربعون
قلوبهم على قلب موسى ولله
في الخلق سبعة قلوبهم
على قلب ابراهيم ولله
في الخلق خمسة قلوبهم
على قلب جبرائيل ولله
في الخلق ثلاثة قلوبهم
على قلب ميكائيل ولله في
الخلق واحد قلب على
قلب اسرافيل فاذا مات
الواحد ابدال الله مكانه
من الثلاثة واذا مات
من الثلاثة ابدال الله
مكانه من الخمسة واذا
مات من الخمسة ابدال الله
مكانه من السبعة واذا
مات من السبعة ابدال الله
مكانه من الاربعين واذا مات من
الاربعين ابدال الله مكانه من الثلاثمائة

کے خاص تعلق والے ہوتے ہیں جن کے دل حضرت
آدم علیہ السلام کے مناسب ہوتے ہیں اور
چالیس وہ ہوتے ہیں جن کے دل حضرت موسیٰ
علیہ وسلم کے دل کے مناسب ہوتے ہیں ۔
اور سات ایسے ہوتے ہیں جن کے دل حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے دل کے مناسب ہوتے
ہیں اور پانچ ایسے ہوتے ہیں جن کے دل حضرت
جبرئیل علیہ السلام کے مناسب ہوتے ہیں۔ اور
تین ایسے ہوتے ہیں جن کے دل حضرت میکائیل
علیہ السلام کے دل کے مناسب ہوتے ہیں اور
اللہ کی مخلوق میں ایک بندہ ایسا ہوتا ہے جس کا
دل حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دل کے
مناسب ہوتا ہے۔ جب ایک فوت ہو جائے
تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں تین میں سے ایک
چن لیتا ہے اور جب تین میں سے ایک مر جائے
تو اس کی جگہ پانچ میں سے ایک داخل کیا جاتا
ہے اور جب پانچ میں سے ایک مر جائے تو اس
کی جگہ سات میں سے ایک داخل کیا جاتا ہے اور جب
سات میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کی جگہ
چالیس میں سے ایک داخل کیا جاتا ہے اور جب چالیس

واذا مات من الثلاث مائة	یں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کی جگہ تین سو میں
ابدال اللہ مکانہ من العامۃ	سے ایک داخل کیا جاتا ہے اور جب تین سو میں سے
فبھم یحیی و یمیت و یمطر	کوئی فوت ہو جائے تو اس کی جگہ عام لوگوں میں سے
و ینبت و یدفع البلاء۔	ایک شامل کیا جاتا ہے۔ پس ان کے سبب اللہ تعالیٰ
رواہ حلیۃ ابی نعیم و ابن	زندگی موت، بارش، پیداوار اور مصیبتیں دور
عساکر۔	فرماتا ہے۔

اسے ابو نعیمؒ نے حلیہ میں اور ابن عساکرؒ

نے روایت کیا ہے۔

کنز العمال الجزء السادس صفحہ ۲۳۹

شمار ۴۲۵۳

۱۳۸۱ ہماری زندگی کا ہر سانس اللہ کی کسی نہ کسی نعمت کا رہینِ منّت ہے۔ جس طرح اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں اپنی نعمتیں عنایت فرمائی ہیں، شکر کی توفیق بھی عنایت فرمائے۔ آمین

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندے کو اپنی کسی نعمت سے نوازے، اور وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو اس نے گویا اس نعمت کا شکر ادا کر دیا پھر اگر دوبارہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے شکر کا ازسرِ نو ثواب دیتا ہے اور اگر تیسری بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا:

جب اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندے پر نعمت کا انعام فرماتا ہے، اور وہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اسے اس نعمت سے جو اسے ملی تھی بہتر نعمت عطا کرتا ہے ۔

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۳۴۲ کائنات کا ہر ذرہ، کائنات کا ضروری جزو اور کسی نہ کسی بخشش و کرم کی نشاندھی کرتا ہے ۔

سُورج کی ہر کرن، ہر درخت کا ہر پھول ،

بارش کا ہر قطرہ ،، ہوا کا ہر جھونکا ،،

ستاروں کی ہر جھلملاہٹ چاند کی ہر نمود ،،

پرندوں کی ہر چہچہاہٹ

اس کی ربوبیت کی ایک علامت اور اس کی رحمت کی ایک چارہ سازی ہے ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ مَاشَآءَ اللّٰہ !

ہر درخت کا ہر پتہ، ہر پھول کی ہر پنکھڑی اور سورج کی ہر کرن ارادتِ ازلی ہی کے نور سے منور ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۳۴۳ میرے اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ مجھ سے کچھ بھی نہیں چاہتے ، مگر یہ اور صرف یہ کہ میں کہوں ، کہ :

تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں ، تیرے سوا نہ کوئی دوسرا رب ہے ، اور نہ ہی تیرا یہ بندہ کسی اور کا بندہ ہے ۔ بندہ جب صدقِ دل سے یہ کہتا ہے اسی وقت اللہ رب العٰلمین اسے اپنی ربوبیت کی آغوش میں لے لیتا ہے، غنا کا باب کھول دیتا ہے ، احتیاج کے تمام دروازے بند کر دیتا ہے، ماسوا سے

بے نیاز کر دیتا ہے۔

بندہ جب سچے دِل سے توبہ کرتا ہے، قبول فرما کر بخش دیتا ہے۔ جب یہ کہتا ہے کہ ہر قسم کی عبادات تیرے ہی لیے ہیں اور وہ تیری ذات وصفات میں کسی کو بھی اور کسی بھی معاملہ میں، ظاہری ہو یا باطنی، کبھی شریک نہیں ٹھہراتا، اسی وقت راضی ہو کر، اگرچہ نامۂ اعمال گناہوں سے بھر پور ہو، بخش دیتا ہے۔

جب یہ کہتا ہے کہ تیرا بندہ تیری توفیق کے بغیر کچھ بھی کرنے کی قدرت نہیں رکھتا، نہ گناہوں سے بچ سکتا ہے، نہ نیکی کر سکتا ہے، خوش ہو جاتا ہے، فرماتا ہے:

میرے بندے کو پتہ ہے کہ میرے سوا اسے کوئی دوسرا نہ گناہوں سے بچا سکتا ہے نہ نیکی کی توفیق عنایت فرما سکتا ہے، اور نہ ہی اس کے گناہوں کو بخش سکتا ہے میرا بندہ میرا اطاعت گزار ہوا اور اس نے اپنے تمام معاملات میرے ہی سپرد کر دیے، مجھ ہی کو سونپ دیے۔

اور اللہ ماشاء اللہ ستّار العیوب، غفّار الذنوب اور غفورٌ رحیم ہے۔ بندہ جب اللہ کی یاد میں محو ہوتا ہے، اللہ کی رحمت برسنے لگتی ہے۔ دل کو سکون، جسم کو توانائی اور روح کو رفعت ملتی ہے۔

جب یہ کہتا ہے یا اللہ! مجھ کو اپنے ان بندوں میں کر لے جنھوں نے کہ تیری ذات پہ بھروسہ کیا اور تو ان کے لیے، خیابان ہو یا بیابان، کافی ہو گیا! اسی وقت اسے اعلیٰ درجے کا ایمان اور اعلیٰ درجے کا توکّل مرحمت فرما دیتا ہے۔

جب یہ کہتا ہے:

میں گمراہ ہوں، مجھ کو ہدایت بخش! ہدایت بخش دیتا ہے۔

جب یہ کہتا ہے:

میں جیسا بھی ہوں، گنہگار و خطا کار، تیرا ہی ہوں، تیری ہی عبادت کرتا ہوں اور تجھ

ہی سے مدد چاہتا ہوں! میری مدد فرما!

اسی وقت مدد فرما دیتا ہے، ذرا بھی دیر نہیں کرتا۔

جب یہ کہتا ہے:

تیرا یہ بندہ تیرے سوا تیری قسم! کسی بھی شے کا مطلق طلب گار نہیں، تیرے سوا

تیرے اس بندے کی نظروں میں ہر شے ہیچ و بے کار اور نظر ہی کا فریب ہے

علم و حکمت اور عشق و رقّت کے چشمے بہا دیتا ہے۔ میرے اللہ کے خزانے بھرپور اور کسی

بھی خزانے میں کوئی کمی نہیں۔

یا اللہ

تو میرا رب وحدہٗ لاشریک، کون و مکان کا خالق و مالک و رازق و حافظ و

ناصر اور ہر شے پہ قادر المقتدر ہے!

یا اللہ! اپنے حبیبِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے مجھ سے درگزر

فرما! آمین!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۴۴ محبت کے کسی بھی حال کا اظہار، محبت کی رسوائی، باطن کی پردہ دری اور طریقت کے منافی

ہے! اپنا کوئی حال کسی پہ مت کھول!

سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد کو اپنا سپنہ ہی تو بتایا تھا!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

٭ ٭ ٭

سَقّہ

لغوی، معنوی اور تاریخی پس منظر میں

اللہ نے اپنی مخلوق کے لیے کائنات میں تین حصے پانی کو پیدا کیا اور کرۂ ارض کو پانی کے اوپر تیرایا۔ ارض و سما میں باہمی رابطہ قائم کر کے اپنی مخلوق کو اپنے فضل و کرم سے نوازا۔ گویا مہد سے لحد تک پانی کو انسان سے خاص نسبت بخشی گئی تاکہ مخلوقِ خدا ہر طرح سے سرشار و شاداب رہے۔ کائنات میں پانی کو بہت بڑا دخل حاصل ہے اور اس کے لیے کبھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پتھر پہ اپنا عصا مارنے کا حکم ہوا، جس سے پتھر سے پانی کی نہریں جاری ہو گئیں تو کبھی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ایڑیوں کی رگڑ سے چشمۂ زمزم پھوٹ نکلا۔

لفظ سَقّہ غالباً سقّا ہے جس کا مطلب عربی زبان میں "پلانا" ہے۔ گرامر کے لحاظ سے یہ لفظ مصدر ہے اور ساقی اس کا فاعل ہے جس کا مطلب "پلانے والا" ہے۔

معاشرے میں جب افراد کو پانی پلانے کی خدمات انجام دینے کو بطور پیشہ رواج ملا ہوگا، تو نہ جانے کتنے بڑے بڑے لوگوں نے یہ خدمت انجام دی ہوگی اور پھر انھوں نے امراء سے لے کر غرباء تک، نوابوں سے لے کر بادشاہ کے محلات تک میں نہ جانے کب سے یہ خدمت انجام دی ہوگی۔ بعثتِ نبویؐ سے پہلے مدتوں سے قریش کے معزز قبیلہ نے مکہ معظمہ میں ایک شعبہ مقرر کر رکھا تھا جس کا نام "سقایا" تھا جو ایامِ حج میں مہمانوں کو پانی پلانے کا انتظام کرتا تھا۔

حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادمِ خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ حضورؐ کے بڑے خدمت گزار تھے۔ آپؓ نے دس برس تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی۔ آپؓ جو حکم

فرماتے، بجا لاتے، اور خصوصاً پانی پلانے کا فریضہ انجام دیتے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ سے خوش ہو کر ایک دعا تعلیم فرمائی، جس کے صدقے میں آپؓ نے بہت عروج اور عزت حاصل کی۔ آپؓ مدینے کے چوک میں دہی کی لسّی بنا کر پلاتے پلاتے کپڑے کے بہت بڑے تاجر بن گئے۔

"قصص المحسنین" میں شام کے سوداگر کا ذکر ہے، اس کا نام مالک بن ذعر تھا اور کپڑے کا کاروبار کرتا تھا۔ اس نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ ملک مصر سے اسے ایک بردہ ملا ہے جو حسن و جمال میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ وہ اس کو دنیا میں مالا مال کرنے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بھی ہے۔ معبّروں نے تعبیر بتائی کہ ملک مصر میں اسے واقعی ایسا ایک بردہ ملے گا۔

چنانچہ اس نے اس تعبیر کے لیے براستہ کنعان مصر جانا شروع کر دیا۔ مسلسل دس سال تک جاتا رہا، لیکن گوہرِ مقصود ہاتھ نہ آیا۔ ایک مرتبہ جب وہ گیا تو قسمت چمک اٹھی۔ ایک جنگل میں پڑاؤ کیا اور اپنے سالارِ آب (سقے) بشریٰ کو حکم دیا کہ پانی کا انتظام کرو۔ بشریٰ پانی کی تلاش میں نکلا تو دور اُسے ایک غیر آباد کنواں نظر آگیا۔ بشریٰ نے اپنے ساتھی "مال" کو آواز دی کہ ڈول لائے۔ ڈول لایا گیا، اوپر کھینچا تو بہت وزنی تھا۔ دونوں نے مل کر زور لگایا۔ وہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ڈول کے ساتھ ایک نوعمر شاہزادہ ہے جس کے حسن و جمال کی آنکھیں تاب نہیں لا سکتی تھیں۔ وہ حضرت یوسف علیہ السلام تھے جنہیں ان کے بھائی سیر کے بہانے لائے اور حسد کی وجہ سے اس کنوئیں میں پھینک گئے تھے۔ بشریٰ نے فرطِ مسرت سے آگے بڑھ کر آپؑ کو پیار کیا اور سینے سے لگایا اور پھر اپنے آقا کے پاس لا کر کہا۔ اے مالک ابن ذعر! جو شخص آج تیرے خواب کی تعبیر کو سچ کر دے جس کے لیے تو دس سال سے بیتاب ہے، تو بتا تُو اسے کیا دے گا؟ مالک ابن ذعر نے کہا۔ میں اسے ایک ایک ہزار دینار اور اپنی ہمشیر کا رشتہ دوں گا چنانچہ بشریٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مالک کے سامنے پیش کر دیا اور انعام و اکرام سے سرفراز ہوا۔ مالک ابن ذعر نے اپنے خواب کی تعبیر پائی

لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں سے نکالنے کا شرف ایک سقّہ ہی کو حاصل ہوا۔

حادثۂ کربِ وبلا میں پانی کا ذکر جس انداز میں آتا ہے، روح کانپ اٹھتی ہے۔ حضرت امام عالی مقام شہزادۂ کونین حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپؓ کے عزیز واقاربؓ جن کا مختصر سا قافلہ بہتّر نفوس پر مشتمل تھا کربلا کے پہنچتے ہوئے ریگ زار میں خیمے لگائے بیٹھا تھا۔ لعین ابن زیاد کے فوجی ان کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ شدت کی گرمی، چلچلاتی دھوپ، جلتا ہوا صحرا اور پانی ہر طرف سے بند تھا۔ قافلہ کا ہر شخص پیاس کی شدت سے بے تاب تھا کہ اتنے میں عباس علمبر دارؓ امام عالی مقامؑ کے پاس حاضر ہوئے، التجا کی کہ اجازت ہو تو جاؤں اور فرات سے پانی بھر لاؤں۔ امامِ عالی مقامؑ نے فرمایا، اے عباسؓ! اے میرے بھائی! تو نہیں دیکھتا کہ امتحان کتنا سخت ہے، دشمن تمہیں ہرگز پانی نہیں لینے دیں گے۔ صبر کرو اور انتظار کرو کہ حوضِ کوثر تمہارا منتظر ہے لیکن بچوں اور عورتوں کا پیاس سے بلکنا نہ دیکھا گیا اور علمدارِ حسینؑ مشکیزہ اٹھا فرات کی جانب بڑھے۔ کوفی دیکھ رہے تھے لیکن آپؓ کمال جرأت اور بہادری سے لبِ فرات تک پہنچ گئے، مشکیزا بھرا اور واپس چل دیے۔ کوفیوں نے جب یہ صورتِ حال دیکھی تو آگ لگ اٹھی۔ اہلِ حرم کے اس ساقیؓ پر پل پڑے ؎

بھاڈوں بھڑک اٹھی اگ دشمناں دی کھند سے گیا شیر جوان پانی

گھیر ظالماں دوڑ کے آن پایا، مارن تیر تے کھوہن شیطان، پانی

بازو نال شمشیر دے قلم ہو گئے، دنداں نال پھڑ ہوئے رواں پانی

رلکھی نکل گیا نال بہادری دے، کول خیمیاں دے ڈُہلا آن پانی

بازو شہید ہوئے تو دانتوں میں مشکیزہ دبالیا لیکن تیروں کی بے پناہ بارش سے جسمِ اطہر اور مشکیزہ دونوں چھلنی ہو گئے اور وہ پانی خیموں کے قریب کربلا کی تپتی ہوئی ریت پہ پھیل کر جذب ہو گیا

آلِ رسولؐ کے پیاسے پیاس کی شدت سے مسلسل تلملاتے رہے۔

علمدارِ حسینؑ نے مشک اپنے کندھوں پر اٹھا کر سقّہ کا لقب پایا، اور جس کسی نے آپ کی اس سنت کو ادا کیا، مشک کندھے پر ڈالی، سقّہ کہلائے اور بہشتی کہلائے۔

برصغیر پاک و ہند کا مشہور تاریخی واقعہ ہے جب کہ ہمایوں شہنشاہِ ہند شیر شاہ سُوری سے شکست کھا کر دہلی کی طرف فرار ہوا تھا، اس کے تمام جانثار ساتھی کام آ چکے تھے۔ ہمایوں گھوڑے سمیت دریائے جمنا میں کود پڑا لیکن گھوڑا نیچے سے نکل گیا۔ ہمایوں غوطے کھانے لگا۔ نظام سقّہ جو اپنی مشک کے سہارے دریا میں تیر رہا تھا، ایک شخص کو ڈوبتا دیکھ کر آگے بڑھا اور ہمایوں کو بچا لیا، ہمایوں نے اس نیکی کے صلے میں نظام سقّہ کو تین دن کی بادشاہت عنایت کی، تاجِ شاہی سے سرفراز فرمایا۔ نظام سقہ نے مشکیں کاٹ کر ان میں سونے کی میخ لگا کر (چام کے دام) سکہ چلایا اور پھر حکم دیا کہ جو شخص سقّہ قوم سے تعلق رکھتا ہو اپنی مشک لے کر حاضر ہو۔ چنانچہ بہت سے لوگ حاضر ہوئے اور اپنی اپنی مشک جمع کرا کے پانچ پانچ دیہات پرگنہ جاگیر لئے اور نوابی کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔ لکھنؤ، آگرہ، دہلی، علی گڑھ اور میرٹھ میں سقّہ قوم کے نظامی لوگ کثرت سے آباد تھے اور شاید اب بھی ہوں گے۔

گھلّو خان جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کا خاص مشیر تھا، یہ شخص سقّہ تھا اس کا گاؤں امرتسر سے مغرب کی جانب تحصیل اجنالہ میں موضع کھتراں گھلو خاں موجود ہے۔ رنجیت سنگھ سے پہلے اور اس دور میں بھی سکھ جرنیل بدھ سنگھ، دھاڑا سنگھ اور سردار مکھن سنگھ وغیرہ بادشاہی مسجد کو بطور اصطبل استعمال کر رہے تھے۔ چنانچہ گھلّو خان سقہ کی سفارش پر اس مقدس عمارت کی عزت بحال ہوئی اور پھر سے وہاں نعرۂ تکبیر بلند ہوا۔

جنگِ طرابلس میں فاطمہ بنت عبداللہ جسے اقبالؒ نے ”آبروئے ملتِ مرحوم“ کہا ہے، میدانِ جنگ میں غازیوں کو پانی پلانے کی خدمت انجام دے رہی تھی کہ شہید ہوئی اور اسی خدمت

نے اسے تاریخ میں حیاتِ جاوداں بخشی۔

سقّے کو ہم بہشتی کا لقب بھی دیتے ہیں اور حقیر بھی جانتے ہیں، نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، حالانکہ معاشرتی طور پر اس کی خدمت قابلِ قدر ہے۔

پوری دنیا ایک میکدہ ہے اور میکدے میں کوئی مدہوش ہوتا ہے تو کوئی تشنہ لب! میکدے کا سارا نظام سقّے ہی پر موقوف ہوتا ہے۔ سقّے کو ہم ساقی کہتے ہیں تو سر آنکھوں پہ بٹھاتے ہیں۔ ساقی کو ہم سقہ کہتے ہیں تو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں حالاں کہ وہی ساقی بھی ہے جو سقّہ ہے اور بہشتی ہے۔ اس کی خدمت قابلِ قدر ہے اور اس کی حیثیت لائقِ التفات ہے۔ سقّہ خشک ہونٹوں کو تازگی اور اجڑے گلستانوں کو شادابی دیتا ہے۔ تن کی دنیا ہو یا من کی، سقّے کی سیرابی کی محتاج ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۴۳ اللہ کے بندے مال جمع نہیں کیا کرتے اور نہ ہی ان کے مال کی میراث ہوتی ہے جو کچھ بھی وہ ترکہ میں چھوڑیں، صدقہ ہوتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت کے بعد ترکہ میں کوئی بھی مال نہ چھوڑا، نہ درہم، نہ دینار، نہ اونٹ، نہ بکری اور نہ ہی کسی چیز کی وصیت کی۔ میرے مولائے کریم رؤف الرحیم روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سنّت قدیم وعظیم ہے کہ تو دنیا میں مسافر کی طرح رہے اور مسافر کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا مگر پہنا ہوا لباس، اور ضروریات کی ایک چھوٹی سی گٹھڑی جسے کہ وہ آسانی سے اپنے ہمراہ اٹھا سکے!

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۳۴۴ ضرورت سے زائد مال ضرورت مند کو دے دینا صدقہ ہے۔ پردے میں دینا بہترین صدقہ ہے، اور کوئی بلا صدقے کو کبھی پھاند نہیں سکتی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو، تو مجھ کو یہ امر پسند نہ ہو کہ اس پر تین دن گزریں، اور اس کے بعد اس میں سے کوئی مال میرے پاس باقی رہے مگر صرف اتنا کہ میں اس سے قرضہ ادا کر سکوں۔"

نیز فرمایا :

"نہیں ہے کوئی ایسا دن جس میں صبح کے وقت دو فرشتے نہ اترتے ہوں، جن میں سے ایک تو یہ کہتا رہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ دے، اور دوسرا یہ کہتا رہتا ہے۔ اے اللہ! بخیل کے مال کو تلف کر"!

نیز فرمایا :

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے آدمؑ کے بیٹے! تو خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا، یعنی تجھ کو دوں گا۔"

نیز فرمایا :

اے بیٹے آدمؑ کے! مال کو تیرا خرچ کرنا، جو تیری حاجت سے زیادہ ہے، تیرے لیے بہتر ہے اور مال کو روکنا تیرے لیے بُرا ہے اور نہیں ملامت کیا جائے گا تو اپنی ضرورت کے مطابق مال کو اپنے قبضہ میں رکھنے پر اور سب سے پہلے اپنے عیال پر خرچ کر۔"

نیز فرمایا کہ :

سخی قریب ہے اللہ کی رحمت کے، قریب ہے جنت سے اور قریب ہے لوگوں

سے ، اور دور ہے دوزخ سے اور بخیل دور ہے اللہ کی رحمت سے ، دور ہے جنّت سے ، دور ہے لوگوں سے ، اور قریب ہے دوزخ سے اور جاہل سخی اللہ کے نزدیک بہتر ہے بخیل عابد سے ۔"

نیز فرمایا کہ :

"انسان کا اپنی تندرستی کے دنوں میں ایک درم خیرات کرنا مرنے کے وقت سو درم خیرات کرنے سے بہتر ہے ۔"

نیز فرمایا کہ :

کیا نہ بتاؤں میں تم کو اس شخص کی جو لوگوں میں اللہ کے نزدیک سب سے بُرا ہے ؟ صحابہؓ نے عرض کیا ، ہاں یا رسول اللہ ! آپ نے فرمایا ، لوگوں میں بدترین شخص اللہ کے نزدیک وہ ہے جو اللہ کے نام سے لوگوں سے مانگے اور اس کو نہ دیا جائے ۔"

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ :

انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے حاضری کی اجازت چاہی ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی ۔ اس وقت ابو ذرؓ کے ہاتھ میں لاٹھی تھی ۔ (جب ابو ذرؓ بیٹھ گئے ، تو) عثمانؓ نے (کعبؓ سے جو وہاں موجود تھے ، کہا ، اے کعبؓ ! عبدالرحمٰنؓ نے وفات پائی اور مال چھوڑ گئے ۔ پس تم اس مال کی نسبت کیا رائے رکھتے ہو ؟ کعبؓ نے کہا ، اگر وہ مال میں سے اللہ کا حق نکالتے تھے یعنی زکوٰۃ ادا کرتے تھے تو کچھ مضائقہ نہیں ، یعنی اس کو جمع کر کے چھوڑ جانے پر کوئی خوف نہیں (یہ سُن کر) حضرت ابو ذرؓ نے اپنی لاٹھی اٹھائی اور حضرت کعبؓ کو مارا اور پھر کہا ، میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ نہیں پسند کرتا میں اس بات کو کہ اگر ہو میرے پاس یہ پہاڑ (احد) سونے کا اور خرچ کروں میں اس کو ،

اور امید رکھی جائے مجھ سے یہ کر چھوڑ جاؤں میں اس میں سے چھ اوقیہ یعنی دو سو چالیس درہم۔ اس کے بعد حضرت ابوذرؓ نے حضرت عثمانؓ کو مخاطب کر کے کہا میں قسم دیتا ہوں تم کو عثمانؓ اللہ تعالیٰ کی، تم نے بھی اس کو سنا ہے۔ تین مرتبہ حضرت ابوذرؓ نے یہ الفاظ کہے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا ہاں: (میں نے بھی سُنا ہے)۔

(احمدؒ)

عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

میں نے مدینہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی۔ آپؐ سلام پھیر کر فوراً اُٹھے اور لوگوں کی گردنیں پھاندتے ہوئے اپنی بعض بیویوں کے گھر کی طرف متوجّہ ہوئے۔ لوگ یہ دیکھ کر گھبرائے۔ جب آپؐ واپس آئے اور دیکھا، (لوگ آپؐ کی سُرعت سے حیران ہیں تو فرمایا مجھ کو سونے کی ایک چیز یاد آگئی، جو ہمارے پاس تھی۔ پس بُرا جانا میں نے کہ وہ چیز مجھ کو تقربِ الٰہی سے باز رکھے، پس میں نے اس کو تقسیم کر دینے کا حکم دے دیا۔

(بخاریؒ)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ میں سونے کا ایک ڈلا گھر میں چھوڑ آیا تھا، جو زکوٰۃ کا تھا۔ پس میں نے اس کو بُرا سمجھا کہ رات کو اس کو اپنے پاس رکھوں"۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ:

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے زمانے میں میرے پاس آپ کے چھ یا سات دینار تھے (اشرفیاں)۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا کہ میں ان کو تقسیم کر دوں لیکن آپؐ کے درد یا بیماری نے مجھ کو مشغول رکھا اور میں

ان کو تقسیم نہ کر سکی۔ اس کے بعد پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا! کہ وہ چھ یا سات اشرفیاں کیا ہوئیں؟ میں نے عرض کیا۔ آپؐ کی بیماری کی مشغولیت کے سبب میں ان کو تقسیم نہ کر سکی۔ پھر آپؐ نے اُن اشرفیوں کو طلب فرمایا اور اپنے ہاتھ پر ان کو رکھ کر فرمایا کیا اللہ تعالیٰ کے نبی کا یہ خیال ہے کہ وہ اللہ عزّ وجلّ سے ملاقات کرے اس حال میں کہ یہ اشرفیاں اس کے پاس ہوں۔

(احمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کے پاس کھجوروں کا ڈھیر لگا ہوا تھا، آپؐ نے پوچھا، بلالؓ! یہ کیا ہے؟ بلالؓ نے عرض کیا، ایک چیز ہے جس کو میں نے کل کے لیے جمع کیا ہے یعنی آئندہ کے لیے۔ آپؐ نے فرمایا کیا تو اس سے نہیں ڈرتا کہ اس کا بخار بنے دوزخ کی آگ میں قیامت کے دن؟ بلالؓ! اس کو خرچ کرے اور عرشِ عظیم کے مالک سے افلاس و فقر کا خوف نہ کر"

(بیہقیؒ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، کہ سخاوت ایک درخت ہے جنت میں۔ پس جو شخص سخی ہو گا، وہ اس درخت کی ٹہنی پکڑے گا اور وہ ٹہنی اس کو اس وقت تک نہ چھوڑے گی، جب تک اس کو جنت میں داخل نہ کر لے گی اور بخل ایک درخت ہے دوزخ میں۔ پس جو شخص بخیل ہو گا وہ اس درخت کی ایک ٹہنی پکڑیگا اور وہ ٹہنی اس کو اس وقت تک نہ چھوڑے گی جب تک اس کو دوزخ میں داخل نہ کرے گی۔

(بیہقی فی شعب الایمان)

امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جلدی کرو صدقات و خیرات دینے میں اس لیے کہ صدقہ سے بلا نہیں بڑھتی، یعنی صدقہ بلا کو روکتا ہے۔

(رزینؒ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۴۵ خیر و شر دونوں اللہ ہی کی طرف سے ہوتے ہیں۔ اللہ سے خیر مانگا کرو۔ شر خیر پہ غالب نہیں آسکتا خیر غالب اور شر مغلوب ہوتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۴۶ کائنات کی تعمیر میں جذبہ کا پہلا نمبر ہے۔ جس بھی تعمیر میں جذبہ رونق افروز نہیں ہوتا، کامیاب نہیں ہوتی۔ جذبہ انعام و اکرام سے مستغنی و بے نیاز ہوتا ہے۔ اپنے کام کی تکمیل کے سوا کسی اور طرف کبھی متوجہ نہیں ہوتا۔ جذبہ معمار پہ سوار ہوتا ہے۔ جب تک اپنا کام ختم نہ کرلے، آرام کرنے نہیں دیتا۔ جس بھی قوم نے دنیا میں ترقی کی، ملّی تعمیر کے جذبے کے تحت ایک مرکز پہ متحد ہو کر اور تعمیری جدوجہد میں مصروف ہو کر کی: نہ کہ ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر اور نہ ہی فرقوں میں بٹ کر۔

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۴۷ معاشرے کی اصلاح

محض باتوں ہی سے نہیں، عملی نمونہ سے ہوا کرتی ہے

یہ دور گفتار کا نہیں، کردار کا ہے ۔کسی کردار کا نمونہ پیش کر۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیوم

۱۳۴۸ آسمان پہ پہلا حاسد شیطان اور زمین پہ قابیل تھا۔ دونوں کے حشر سے عبرت حاصل کر۔
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"حسد نیکیوں کو اس طرح جلا دیتا ہے جس طرح کہ آگ خشک لکڑی کو۔"

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیوم

۱۳۴۹ لوگوں پہ تنقید کی بجائے اپنی ذات کی اصلاح کر۔ البتہ اصلاحی نکتہ چینی مستحسن ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیوم

۱۳۵۰ درخت کو کاٹتے ہی صندوق نہیں بنایا جاسکتا۔ جس لکڑی کا صندوق بنانا ہوتا ہے، اسے مدتوں دھوپ میں سُکھایا جاتا ہے۔ لکڑی جب سوکھ کر نمک بن جاتی ہے پھر اُس سے جو بھی چیز بنائی جاتی ہے، پائیدار ہوتی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیوم

۱۳۵۱ ذکر سے اطمینان اور اطمینان سے غنا پیدا ہوتا ہے اور غنا ہی آدمیت و انسانیت و بشریت کی عزّت و آبرو ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیوم

۱۳۵۲ جس دل کو غنا سے بھر دیتا ہے پھر اللہ کے سوا کوئی بھی شے اس دل میں نہ آسکتی ہے، نہ سما سکتی ہے اور یہ اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے ! ماشاء اللہ !

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۵۳ غنا جب غنی کے دل سے وابستہ ہوا، ماسوا سے بے نیاز ہوا، مستغنی ہوا اور کشمکش دہر سے آزاد ہوا اور شاد ہوا :

مَاشَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۵۴ جو دامن ان کے اور صرف ان کے ہی در پہ دراز ہوا، بھرپور ہوا، کبھی خالی نہ ہوا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۵۵ جس دل میں کسی بھی شے کی طلب و تمنا نہیں ہوتی نہ ہی کسی کے خلاف بغض و عناد ہوتا ہے، کینہ و کدورت سے پاک ہوتا ہے اور کون و مکان کی ہر شے سے ظاہری ہو یا باطنی، مستغنی و بے نیاز ہوتا ہے۔ ہر حال میں قبض ہو یا بسط، اللہ ہی کی طرف اور اللہ ہی کے کاموں میں محو و منہمک رہتا ہے۔ نہ کسی بات پہ خوش ہوتا ہے نہ مغموم۔ حسد، حرص اور تکبر سے مطہر ہوتا ہے۔ ماشاء اللہ !

ایسا دل عام نہیں ہوتا اللہ کے خاص تعلق والے بندوں کے دلوں میں سے ایک دل ہوتا ہے۔

راحت و لذت و زینت و شہرت سے بے نیاز دل ! ماشاء اللہ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۵۶ دل جب کدورت سے پاک ہوا اشرف الخلوقات ہوا اور مخلوق میں ہر مخلوق شامل ہے نوری ہو یا ناری خاکی ہو یا آبی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۵۷ روتے پہ رحم آتا ہے، روتے پہ رحمت آتی ہے اور ضرور آتی ہے۔ دل جوئی بھی رونے ہی کی ہوتی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۵۸ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے بر سوں اللہ تبارک وتعالیٰ سے ہمکلامی فرمائی اور یہ ہمکلامی محبت ہی کے ناز و انداز کی ایک داستان تھی۔ یہ ہمکلامی اگرچہ مِن وَعَن کسی کتاب میں تو محفوظ نہیں البتہ اللہ رب العٰلمین نے اپنے بندوں کی زبانوں پہ زندہ رکھی ہوئی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۵۹ کلمہ، حج، نماز، روزہ، زکوٰۃ مقبول الاسلام عبادات ہیں۔ محبت، اخلاص، و استقامت سے دل کو اللہ کے ذکر سے معمور رکھنا بہترین عبادت ہے۔ اور بہترین بندوں کو عنایت ہوتی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۶۰ ایک اللہ کا بندہ حج کے لیے خشکی کے راستے روانہ ہوا۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے مزار شریف پہ حاضر ہوا۔ وہاں ان کی حاضری مقبول ہو گی۔ بارہ سال وہاں سے جانے کی اجازت نہ ملی۔ بارہ سال بعد انہوں نے عرض کیا کہ مجھے حرمین شریف کی

زیارت کی اجازت عنایت ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اجازت مرحمت فرمادی۔
جب یہ مدینہ شریف پہنچے، وہیں کے ہو رہے۔ کچھ عرصہ بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
حضرت موسیٰ علیہ السلام تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔"
وہ سلام پیش کر کے روانہ ہو گئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۶۱ تصوّف حال کا اصطلاحی نام ہے اور صاحبِ حال کے سوا کسی دوسرے کو کسی حال کی کوئی خبر نہیں ہوتی۔ قال حال سے مطلق بے خبر ہوتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۶۲ تصوّف انسانی عقل سے بالاتر ہے۔ حضرت باوا صاحب فَرِیْدُ الدِّیْن گنجِ شکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے:
جو میں نے کمایا، نِظَامُ الدِّیْن لے گیا۔ جو میرے پیر نے کمایا وہ عَلاؤُ الدِّیْن لے گیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۶۳ حضرت قبلہ مرحؒ سے صابر صاحبؒ اکثر فرماتے: دربارِ مصطفائیؐ میرا دربار ہے اور میں تیرا دربار ہوں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۶۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۵

میں ہر شے ہے !

حرمت ہے ، جبروت ہے ،

فضل ہے ، کبریائی ہے ،

عظمت ہے ، ثنا ہے ،

جلال ہے ، بہا (روشنی) ہے ،

جمال ہے ، کرامت ہے ،

کمال ہے ، سلطنت و غلبہ ہے ،

ہیبت ہے ، برکت ہے ،

منزلت ہے ، عزت ہے ،

ملکوت ہے ، قوت ہے ،

قدرت ہے ۔

اللہ کی قسم اللہ کی رحمت و برکت سے ہر مرض سے شفا ہے ۔

مَاشَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للہ الحیّ القیّوم

۱۳۶۵ اللہ سے ڈر ، ناحق حمایت مت کر ، مقتول داعی کا دامن پکڑے گا کہے گا :

"بتا تیرا مجھ سے کیا عناد تھا جو میرے قاتل کی حمایت کی"

اس وقت کیا جواب دو گے ؛

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۶۶ ایک اللہ کا بندہ ریاضت سے فارغ ہو کر سلام کے لیے سَیِّدِنا حضرتْ مَخْدُوْم علاءُالدّین عَلِیْ اَحْمَدْ صَابِرْ کَلْیِرِیْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کے دربار میں ظہر کے وقت حاضر ہوا اور عصر کے وقت فارغ کر دیا گیا۔

ایک نے کہا :

سبحان اللہ ! کتنی جلدی فارغ ہوا "

دوسرے نے کہا :

اگر زیادہ دیر قیام کی اجازت ہوتی ، بہتر ہوتا ۔

اسی طرح ایک اور صاحب سلام کے لیے حاضر ہوئے ، سالوں اجازت نہ ملی ۔

ایک نے کہا :

نہ معلوم کیا کمی ہے جو اسے واپسی کی اجازت نہیں ملتی "

دوسرے نے کہا :

سرکار اس سے اس قدر مانوس ہیں کہ جدائی گوارا نہیں فرماتے "

دونوں کے بارے میں دوسرے ہی کی رائے مستحسن ہے ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۶۷ بندوں کے دوست بنتے اور بدلتے رہتے ہیں اور بندوں کی بندوں سے دوستی مطلب تک محدود ہوتی ہے ۔ جو دوستی اللہ کے لیے ہو ، کبھی نہیں بدلتی ، سدا قائم رہتی ہے ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیوم

۱۳۶۸ حسد و بُغض و تعصب دل کی مہلک امراض ہیں۔ دق سے بھی مہلک اور تکلیف دہ۔ جس طرح دق کا مریض جسمانی کام نہیں کرسکتا، بعینہٖ حسد و بغض کا مریض بھی کوئی روحانی کام نہیں کرسکتا۔ جسمانی کام کے لیے جسمانی صحت اور روحانی کام کے لیے روحانی صحت کا ہونا ضروری ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیوم

۱۳۶۹ وہ بھی کیا دن تھے کہ دریا ہمارا کہا مانا کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ کو مصر کے گورنر حضرت عمرو بن العاصؓ نے اطلاع دی کہ نیل کا پانی بند ہو گیا ہے۔ قبطی کہتے ہیں کہ جب تک کسی خوبصورت نوجوان لڑکی کو دلہن کی طرح سجا دھجا کر دریا کی بھینٹ نہ چڑھائی جائے، دریا نہیں بہے گا اور یہ اس دریا کی قدیم عادت ہے۔ میں نے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا ہے اور ان پر واضح کر دیا ہے کہ یہ باتیں اب نہیں ہو سکتیں اور نہ ہی ہم اپنے خلیفہ کے حکم کے بغیر کبھی ایسی بات کرنے دیں گے"

امیر المؤمنین حضرت عمرؓ بن خطاب کو جب یہ خبر ملی تو جلال میں آ گئے۔ اسی وقت ماشاء اللہ! سبحان اللہ! الحمد للہ! وہیں بیٹھے دریا سے مخاطب ہوئے۔

"اے نیل! سن! مجھے پتہ چلا ہے کہ تو ایک دوشیزہ کی بھینٹ لے کر چڑھا کرتا ہے گویا تیرا بہنا تیری اپنی ہی مرضی پہ موقوف ہے،

اے نیل! سن! اگر تیرا بہنا اور نہ بہنا تیری اپنی مرضی پہ منحصر ہے تو ہمیں تیری کوئی ضرورت نہیں اور بالکل نہیں۔ ہمیں تو ایسے دریا کی ضرورت ہے جس کا بہنا اور بند

ہونا اللہ ہی کی طرف سے اور اللہ ہی کے حکم سے ہو اور اگر تو میرے اللہ کے حکم
سے بہتا ہے، میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ عمر تجھ کو حکم دیتا ہوں کہ ابھی
بہہ اور یہ تنبیہ بھی کرتا ہوں کہ تیری مجال ہی کیا کہ تو نہ بہے ''
یہ لکھ کر مصر کے گورنر حضرت عمروؓ بن العاص کو بھیج دیا۔

ے

اے نیل ! اگر تو تابعِ ربِ ذوالجلال ہے
پھر کیوں نہ بہے تو، تیری کیا مجال ہے !

یہ کہتے ہی کی دیر تھی اور اس خط کے دریا میں گرنے کی دیر تھی کہ دریائے نیل میں سیلاب اُمڈ آیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۷۰۔ سبحان اللہ ! الحمد للہ ! وہ بھی کیا دن تھے کہ شہر کے کتے بھی ہمارے حکم سے سرتابی نہ کر سکتے تھے
حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب کو جب مدائن کی بدعنوانیوں کی خبر ملی، آپؓ نے
حضرت سلمان فارسیؓ کو مدائن کا گورنر مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ فوراً جا کر مدائن کا نظم و
ضبط اپنے ہاتھ میں لیں۔
حکم ملتے ہی حضرت سلمان فارسیؓ نے اپنا بوریا بستر اُٹھایا، اور مدائن کو چل دیے
اُدھر مدائن کے لوگوں کو یہ پتہ چلا کہ حضرت عمرؓ نے ایک نیا گورنر مدائن کے لیے مقرر
فرمایا ہے تو ان کے استقبال کے لیے شہر سے باہر آ گئے۔ جب انہوں نے حضرت
سلمان فارسیؓ کو دیکھا تو سمجھے کہ کوئی کسی منزل کا تھکا ماندہ راہی ہے، ہمارا گورنر فارسیؓ
نہایت شان و شوکت سے کہیں پیچھے آتا ہوگا۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے آگے بڑھ کر
انہیں جب اپنا تعارف کرایا کہ میں ہی وہ شخص ہوں جسے کہ امیر المومنینؓ نے آپ کی

خدمت کے لیے مامور فرمایا ہے تو وہ حیران و ششدر رہ گئے۔ چہ مگوئیاں کرنے لگے کہ یہ گورنر ہے اور پھر مدائن کا ؟ مدائن کے حالات بہت ابتر ہیں۔ یہ بے چارا سیدھا سادا، بھولا بھالا، کسی خانقاہ کا ملنگ یا کسی مسجد کا ملّا ہے۔ یہ تو کسی بھی طرح حالات پہ قابو نہیں پا سکتا۔

آپ کو سرکاری رہائش میں قیام کی دعوت دی گئی۔ لیکن آپؓ نے مسترد کر دیا اور فرمایا میری ضرورت کی ہر شے میرے اپنے پاس ہے اور میں اپنا قیام اس مسجد ہی میں کروں گا۔ اس پہ وہ اور بھی خوش ہوئے کہ چلو یہ بھی اچھا ہوا، عشا سے فجر تک مراقبہ میں رہیںگے اور شہر اللہ کے حوالے۔"

آپؓ یہ سب کچھ خاموشی سے سنتے رہے۔ پھر دوسری رات شہر میں چوری کی بے شمار وارداتیں ہوئیں۔ آپؓ کو مطلع کیا گیا کہ شہر میں رات بھر لوٹ مچی رہی ہے اور لوگوں پہ خوف وہراس طاری ہو گیا ہے۔ اس کا مداوا فرمائیں۔

عصر کی نماز کے بعد آپؓ نے پہلا اعلان فرمایا کہ آج رات کسی صندوق اور دروازے کو کوئی تالا نہ لگے اور تمام گھروں کے دروازے کھلے رہیں۔ اس پہ انہوں نے خوب تالیاں بجائیں۔

نیز آپؓ نے فرمایا آدھی رات کے بعد کوئی آدمی اپنے گھر سے باہر قدم نہ رکھے کہ اگر وہ مارا گیا تو گورنر اس کا ذمہ وار نہ ہو گا! اس پہ وہ اور زیادہ ہنسے! مدائن کے تمام دانشور انگشت بدنداں اور متحیّر تھے کہ نہ معلوم، اس میں کیا حکمت ہے پھر وہؓ مسجد سے باہر تشریف لائے اور ایک کتّے کو فرمایا: اِدھر آ اور میری بات سن! یہ سنتے ہی وہ کتا دوڑتا ہوا آیا، اور آپؓ کے قدموں پہ سر رکھ دیا۔ آپ نے کتّے کو فرمایا:

"جا اور شہر کے تمام کتوں کو میرا یہ حکم سنا دے کہ رات بھر کسی بھی آدمی کو شہر میں آنے جانے نہیں دینا اور نہ ہی اِدھر اُدھر پھرنے دینا ہے، اگر کوئی ایسا کرے، اسے صبح تک اپنی تحویل میں رکھو۔"

یہ حکم سنتے ہی وہ کتا تمام شہر میں گھوم گیا اور ایک ایک کو اپنے آقا کا حکم پہنچا دیا سبحان اللہ! الحمدللہ!

صبح آپؓ نے سارے شہر کا دورہ فرمایا اور دیکھا کہ جگہ جگہ شہر کے کتے چوروں کو قابو میں لیے بیٹھے تھے۔ جب تک آپؓ نے ان کو آزاد کرنے کا حکم نہیں فرمایا، وہ اسی طرح کتوں کی تحویل میں رہے۔

پھر آپؓ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا کہ:

اے مدائن کے لوگو! جب میں تمہارے پاس پہنچا تو تم مجھ پہ ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ میں کسی بھی طرح تمہاری حفاظت کے فرض سے عہدہ برآ نہ ہو سکوں گا۔ تم نے دیکھ لیا جس کام کو تم میرے لیے مشکل سمجھتے تھے، وہ اس شہر کے کتوں کی تحویل میں ہے۔

پھر اس کے بعد مدائن میں مکمل امن قائم ہو گیا اور کبھی چوری کی واردات نہیں ہوئی۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغْ!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۷۔ یہ سب کیا تھا، اور کیوں تھا؟

اس لیے اور صرف اس لیے کہ ہماری اپنی کوئی زندگی نہ تھی اور نہ ہی کوئی مرضی ہوتی تھی۔ ہم جو کچھ بھی کرتے تھے، اللہ ہی کے لیے اور مخلوق کی صلاح و فلاح کے لیے کرتے تھے، اجرت و عوضانہ

کے لیے نہیں۔ اللہ کی اطاعت کا جلال، شیاطین کو جلا دیتا ہے۔ ہماری مرضی جب اللہ کی مرضی میں مدغم ہو جاتی ، اللہ کی ہو جاتی۔ اس حال میں ہم جو کچھ بھی کہتے اسی طرح ہو جاتا، ذرا بھی دیر نہ لگتی۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۷۲ مرحبًا ، مکرمًا ، مشرفًا

امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دربار میں ایک مرتبہ ایک وفد پیش ہوا۔ انہوں نے کہا کہ جن صاحب کو آپؓ نے ہم پر گورنر مقرر فرمایا ہے، ان کے خلاف اور تو کوئی شکایت نہیں البتہ یہ تین شکایتیں ہیں۔

اوّلاً : وہ رات کے وقت کسی سے نہیں ملتے ؛

ثانیاً : صبح اپنے گھر سے دیر سے باہر نکلتے ہیں ؛

ثالثاً : مہینے میں ایک دن تو بالکل ہی نہیں نکلتے اور نہ ملتے ؛

آپؓ نے وفد کی شکایات سن کر انہیں دربار میں طلب فرمایا۔ جو شکایتیں وفد نے کی تھیں، انہیں بتائیں انہوں نے جواب دیا :

میں سارا دن امورِ سلطنت میں مصروف و منہمک رہتا ہوں۔ عبادت کے لیے مجھے کوئی وقت نہیں ملتا، پس میں رات کو اپنے اللہ کی یاد میں محو ہو جاتا ہوں ؛

نیز عرض کی :

میرے گھر میں کوئی نوکر یا خدمت گزار نہیں، صبح میں اپنے گھریلو کام اپنے ہی ہاتھوں سے انجام دیتا ہوں۔ اس لیے مجھے ذرا دیر ہو جاتی ہے۔

مہینے میں ایک دن اس لیے باہر نہیں نکلتا کہ میرے پاس صرف ایک جوڑا کپڑے ہیں میں ان کو اس دن دھوتا ہوں اور جب وہ سوکھ جاتے ہیں پہن کر باہر نکلتا ہوں۔ میرے

پاس کوئی دوسرا کپڑا ہی نہیں کہ جسے پہن کر باہر نکل سکوں ۔

اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے ، فرمانے لگے کہ میں نے ان کے انتخاب میں کوئی غلطی نہیں کی ۔

سلف صالحین کے یہ تذکرے اللہ نے اپنے بندوں کی رہنمائی کے لیے اپنے بندوں کی زبانوں پر زندہ رکھے ہوئے ہیں اور یہی باقیات الصالحات ہیں ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیوم

۱۳۷۳ ذکر و طاعت سے حال اور حال سے جلال پیدا ہوتا ہے ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیوم

۱۳۷۴ جلال جب جوبن پہ آتا ہے ، جمال بن جاتا ہے ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیوم

۱۳۷۵ جو چیز کسی بھی قیمت پہ اور کسی بھی بازار میں نہ مل سکے ، انمول ہے ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیوم

۱۳۷۶

حرزِ انبیاء علیہم السّلام :

دائیں : جبریل علیہ السلام

بائیں : میکائیل علیہ السلام

سامنے : سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اوپر : اللہ جل شانہٗ

دیگراں :

دائیں : پیرانِ پیر

بائیں : پیر

آگے : حضرتِ اقدس و اکمل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

اُوپر : اللہ جل شانہٗ ۔

کلمات :

اَللہُ حَافِظِیْ　　اَللہُ نَاصِرِیْ

اَللہُ حَاضِرِیْ　　اَللہُ نَاظِرِیْ

اَللہُ مَعِیْ فَاللہُ خَیْرًا حَافِظًا ؕ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للّٰہ الحیّ القیّوم

۱۳۷۷ طریقت کے مقامات تو وری الوری ہیں، ہمیں تو اتنا بھی پتہ نہیں کہ اللہ ہمیں دیکھتا ہے۔ اگر کوئی ایک اللہ ہی کو حاظر و ناظر مان لے، کبھی کوئی نامعقول حرکات نہ کرے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۷۸ مادیات کی حیرت انگیز ایجادات شب و روز کی محنت ہی کا ثمرہ ہیں۔ اتنی ہی محنت اگر انسانی کردار کی تعمیر و تشکیل کے لیے کی جاتی، انسانیت کا بول بالا ہو جاتا، مادیات بھی اپنے مقام پر برقرار رہتی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۷۹ جس بندے کو وہ اپنی محبت کے لیے مقبول فرما لیتے ہیں، ساری دنیا سے بالاتر ہوتا ہے۔ جس دل میں وہ اپنی محبت بھر دیتے ہیں پھر کسی کی بھی محبت اس دل میں سما نہیں سکتی۔ آپ کی محبّت کا خمار دونوں عالم سے بے نیاز و بے گانہ کر دیتا ہے اور یہ بندگی کا بلند ترین مقام ہے۔

الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۸۰ ایک دیوانہ ایک جنگل میں اپنے آپ سے باتیں کرتا ہوا نہ معلوم کس دُھن میں مستانہ وار جا رہا تھا۔ اس نے کسی کی کوئی بات نہ سنی، کسی بات کا جواب نہ دیا، آنکھ تک اٹھا کر نہ دیکھا، کسی بھی طرح کسی اور طرف متوجہ نہ ہوا جیسے کہ کسی نے سنا ہی نہیں ہوتا یا جیسے کہ کسی نے دیکھا ہی نہیں ہوتا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کی ان اداؤں نے، اگرچہ وہ ان کے حسبِ حال نہ تھیں، مار ہی ڈالا۔ اس دیوانے کا خرامِ ناز سے اٹھکیلیاں کرتے ہوئے چلے جانا ان سب کو لے دے گیا۔ اللہ اللہ اللہ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۸۱ کسی اللہ کے بندے نے اللہ سے پوچھا، یا اللہ اگر تو کھانا کھاتا تو کیا کھاتا؟
فرمایا "کھیر"

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۸۲ شیطان پرلے درجے کا حاسد، متعصّب اور متکبّر ہے۔ اپنے کسی مدِمقابل کو کچھ بھی نہیں سمجھتا۔ اگر کوئی ماں کا لعل اسے میدان میں ہرا دیتا ہے، اپنی شکست پہ بڑا واویلا کرتا ہے۔ اسی مقام پہ بیٹھا اپنے سر پہ خاک ڈالتا رہتا ہے لیکن قبر تک کسی کا پیچھا نہیں چھوڑتا، شب و روز کوئی نہ کوئی تدبیر سوچتا ہی رہتا ہے کہ کس طرح اس سے نمٹوں۔ اللہ کا شکر و احسان ہے کہ اللہ نے اپنے بندوں کی حفاظت کا خود ذمہ لیا ہوا ہے ورنہ شیطان سے محفوظ رہنا عقل و ہمت سے باہر ہے۔ جب تک کوئی شیطان کا عارف نہیں ہوتا، اللہ کا عارف نہیں ہو سکتا۔ شیطان اللہ کی راہ کو روکنے والا اللہ کا دشمن ہے، جب تک کوئی اس سے واقف نہیں ہوتا، اللہ کی راہ میں سلامتی سے نہیں چل سکتا۔ اس کے مکر و فریب و عیّاری و مکّاری کو سمجھنا کافی مشکل ہے۔ بالآخر اس ایک ہی بات پہ اکتفا کریں کہ اس نے پیرانِ پیر محبوبِ سبحانی، غوثِ صمدانی **شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ** کو دھوکا دینے کی پوری کوشش کی۔ ہم تم سب تو ہیں ہی کیا؟

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

اَللّٰھُمَّ احْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ قَآئِمًا وَّاحْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ رَاقِدًا
وَّلَا تُشْمِتْ بِیْ عَدُوًّا حَاسِدًا وَّ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ کُلِّ خَیْرٍ
خَزَآئِنُہٗ بِیَدِکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ کُلِّ شَرٍّ خَزَآئِنُہٗ بِیَدِکَ ۔ اٰمِیْنَ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۸۳ شیطان انسان کی ہر شے پہ ہر وقت پوری طرح متوجہ رہتا ہے اور کسی نہ کسی رنگ میں ہر کسی کو، عالم ہو یا جاہل، دھوکا دیتا رہتا ہے۔ کروڑوں میں کسی کو پتہ ہوتا ہو گا کہ اس کے اس قول و فعل میں فلاں چیز شیطان کی طرف سے ہے۔ سالک کے تو یہ ہاتھ دھو کر پیچھے پڑا رہتا ہے، اس کی واہیات حرکات اور بہروپیت پہ خوب ہنستا ہے۔

یا اللہ یا رحمٰن! یا اللہ! یا رحمٰن

بے شک ہم جانتے نہیں، اور جانتے نہیں کہ ہم جانتے نہیں، پھر ہم کیا ہیں؟ کچھ بھی نہیں! ہمارے دعوے، یا اللہ! تیری رحمت کے محتاج ہیں، جھوٹے، ناقص اور بودے۔

یا اللہ! جب تک ہم یہ نہیں جانتے کہ ہم نہیں جانتے، ہم کیا جان سکتے ہیں؟

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۸۴ ہجر و وصل میں صرف لذّت کا فرق ہوتا ہے جو لذّت ہجر میں ہے، وصل میں نہیں۔ کسی کا کسی کے فراق میں گھلنا، ماشاء اللہ! سبحان اللہ! کوئی معمولی بات ہے؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۸۵ انسان کا بہترین لقب خطاکار اور خطاب گنہگار ہے یا انسان کے بہترین القابات و خطابات خطاکار و گنہگار ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۸۶ گنہگار و خطاکار انسان کے دو مقبول الخلاصی القابات و خطابات ہیں لیکن یہ اپنے تئیں گنہگار و خطاکار کہلانا کبھی پسند نہیں کرتا اور جن القابات و خطابات کی بے چارے کو خبر تک نہیں، ان سے منسوب ہو کر پھولے نہیں سماتا۔

قبر میں فرشتے پوچھیں گے، بتا! کیا تو ایسا ہی تھا جیسے کہ لوگ تجھ کو کہتے تھے؟ تو نے تردید کیوں نہ کی؟

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اپنے مقام ہی پر رکھے اور کسی خرافات میں مبتلا نہ کرے!

یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ! بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ

اصلح لی شانی کلہٗ ولا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین! آمین!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۸۷ قدرت، معجزہ و کرامت ایک ہی چیز کے مختلف مدارج ہیں۔

اللہ جل لہٗ احد الصمد جب اپنی ذاتِ کبریائی سے کوئی محیّر العقول واقعہ رونما فرماتے ہیں، قدرت کہلاتی ہے۔

اور جب اپنے کسی نبی (علیہ السلام) کے ذریعے کسی غیر معمولی بات کا اظہار فرماتے ہیں، اسے معجزہ کہتے ہیں۔ اور یہ منکروں کے لیے نبوّت و رسالت کی دلیل ہوتی ہے۔

اور جب کسی اپنے خاص تعلق والے بندے سے کسی خوارقِ عادات کا ظہور فرماتے ہیں اسے کرامت کہتے ہیں۔ اور یہ ولایت کی حمایت میں ہوتی ہے! یہ تینوں اللہ ہی کی طرف سے اور اللہ ہی کے لیے ہوتی ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۸۸ جب وہ کسی بھی دلیل پہ مطمئن نہ ہوئے، اس نے یہ کہہ کر بات کو مات کر دیا کہ اگر وہ اس کو ان کی محبت کے جرم کا مجرم قرار دے کر دوزخ میں ڈالنے کا حکم دیں گے تو وہ لا دھڑک دوزخ میں کود جائے گا۔

بے شک ان کی محبت کے جرم میں دوزخ میں جانا اُن کے بغیر جنت میں جانے سے کہیں بہتر ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۸۹ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

آدمی جنتیوں کے کام کیا کرتا ہے حتیٰ کہ جنت اور اس میں ایک قدم کا فرق رہ جاتا ہے۔ پھر تقدیر کا لکھا غالب آجاتا ہے اور وہ دوزخیوں کے کام کرنے لگ جاتا ہے۔

اسی طرح بعض آدمی دوزخیوں کے کام کیا کرتے ہیں حتیٰ کہ دوزخ اور ان میں ایک قدم رہ جاتا ہے پھر تقدیر کا لکھا غالب آجاتا ہے اور وہ جنتیوں کے کام کرنے لگ جاتے ہیں۔"

کسی طاعت پہ ناز مت کر، کوئی طاعت معتبر نہیں، ہو سکتا ہے کل طاعت نصیب نہ ہو۔ اسی طرح کسی بھی معصیت پہ نا امید مت ہو۔ ہو سکتا ہے کل کو طاعت نصیب ہو!

کسی نیک کی تعریف مت کیا کرو، خواہ مخواہ تعریفوں کے پُل مت باندھا کرو۔ اللہ کی بے پرواہی سے ڈرا کرو، بات بات پہ ڈرا کرو! اور نہ ہی کسی بُرے کو بُرا کہا کرو۔ اس کے لیے نیکی کی دعا کیا کرو۔

ہو سکتا ہے کہ وہ کل کو بُرا نہ رہے، نیک بن جائے۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۹۰

مُراقبہ عِندَالموۡت

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیۡ عَلٰی غَمَرَاتِ الۡمَوۡتِ وَسَکَرَاتِ الۡمَوۡتِ :

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم پر سکرات الموت کی سختی آسان فرمائے ، آمین !

روح جب تن سے نکلتی ہے :

پہلے ٹانگوں کی جان قبض ہوتی ہے ۔ ایک ٹانگ دوسری کو سلام کرتی ہے۔ کہتی ہے "ہم دونوں اس بیچارے کی خادمہ تھیں، اس نے ہمیں اچھے کاموں میں بھی استعمال کیا، بُرے کاموں میں بھی۔ اب ہم نے پھر کبھی نہیں ملنا۔ ہم ایک دوسرے سے سلامتی کے ساتھ جدا ہو رہی ہیں"

پھر ٹانگوں کی جان قبض ہو جاتی ہے اور ہاتھوں کی باری آتی ہے ۔ ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کو سلام کرتا ہے " لے بھئی ! یہ ہماری جدائی کا وقت ہے " اور جس قسم کا آدمی ہوتا ہے، اسی قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ آدمی نے ہاتھوں سے بہت کچھ کیا ہوتا ہے یہاں تک کہ بندوں کو قتل تک کیا ہوتا ہے۔ جب وہ سالوں کی رفاقت کے بعد ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں، ایک دوسرے کو دعائیں دیتے ہوئے جدا ہوتے ہیں ۔

جن بندوں نے اپنے ہاتھوں سے نیک کام کیے ہوتے ہیں، دن رات دین کی خدمت کی ہوتی ہے، اللہ کے لیے، اللہ کی راہ میں تلوار اٹھائی ہوتی ہے، امید سے مرا کرتے ہیں۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوۡمُ

بندے نے جتنے قدم اللہ کی راہ میں اٹھائے ہوتے ہیں، وہی قدم اس کی زندگی کے کامیاب قدم ہوتے ہیں ۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوۡمُ

جب دائیں آنکھ بائیں آنکھ کو سلام کرتی ہے، نہایت گریہ و زاری سے اشکبار ہوتی ہے۔ بندوں کی آنکھیں ہر وقت کسی گناہ میں مبتلا رہتی ہیں۔ بہترین آنکھیں وہ ہیں جو اللہ کے لیے رات کو جاگیں، اپنے گناہوں پر نادم ہو کر روئیں۔ سب سے بہتر وہ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالِ پُرانوار سے مشرف ہوئیں۔ اس کے بعد روح قبض کر لی جاتی ہے۔

ھ

جاندی روح توں بت عرضاں کردا
ہُن کدوں کریں گی موڑے
وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن
الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۹۱ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سبحانہٗ فرماتا ہے جس نے میرے دوست سے عداوت کی تو میں اس کے ساتھ جنگ کا اعلان کروں گا اور مجھے اپنے بندے کا مجھ سے قرب حاصل کرنا کسی اور ذریعہ سے اتنا محبوب نہیں جتنا اس سے جو میں نے اس پر فرض کیا ہے اور میرا بندہ ہمیشگی نوافل سے میرے قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا وہ کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھ جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا وہ ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا وہ پیر جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے (کسی چیز کا) سوال کرتا ہے تو میں اس کو ضرور دیتا ہوں اور اگر (کسی چیز سے) پناہ مانگتا ہے تو میں اس کو پناہ دیتا ہوں اور مجھ کو کسی چیز سے جس کا میں کرنے والا ہوں اتنا تردّد نہیں ہوتا جتنا کہ نفسِ مومن کے

معاملہ) میں ہوتا ہے کہ وہ موت کو بُرا سمجھتا ہے اور میں اس کی بُرائی کو بُرا سمجھتا ہوں۔

(بخاری شریف جلد سوم صفحہ ۳۲۵ شمار ۱۸۱۸)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجدِ نبوی ؐ میں کھڑے خطبۂ جمعہ دے رہے تھے کہ دفعتاً خاموش ہو گئے۔ پھر یکایک بلند آواز میں فرمایا:

یَاسَارِیَۃَ الْجَبَل

چنانچہ اس آواز کو سنتے ہی لشکرِ اسلام نے اپنی پشتوں کو پہاڑ کی جانب سے بڑھنے والے خطرے سے محفوظ کر لیا۔

عمرؓ نے اللہ کی آنکھوں سے دیکھا اور ساریہؓ نے اللہ کے کانوں سے سنا۔ اُن آنکھوں اور کانوں سے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اوپر بیان فرمایا ہے۔ عمرؓ کی آواز اللہ کی آواز بن کر گونجی کہ سینکڑوں میل دور لڑنے والے سپاہیوں نے اسے سنا اور اس پر عمل کیا۔

اللہ کرے ہمیں بھی ایسی ہی آنکھیں اور ایسے ہی کان نصیب ہوں! آمین!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

الحمد للحیّ القیوم

۱۳۹۲ عصر کے بعد اور اشراق سے پہلے کے اوقات ذکرِ الٰہی کے لیے مخصوص ہوتے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

الحمد للحیّ القیوم

۱۳۹۳

فَضْلُ الْقُرْآنِ الْعَظِیْم:

قرآنِ کریم سلوک کی منزل کا رہنما ہے، سالک کو کبائر سے مطلع کرتا ہے۔ اہلِ سلوک جب بھی قرآن کریم کو کھولتے ہیں "لا" یا "الا" سے اپنے قاری کو مطلع کرتا ہے کہ ایسے مت کر! یا خبردار

اگر ایسے کیا۔ اور وہ سالک ہی کے لیے ہدایت ہوتی ہے۔ جتنا قوی عمل، اتنا ہی قوی
شیطان سالک کے ہمراہ ہوتا ہے۔ جب تک کبائر و صغائر سے باز نہیں آتا، ہدایت جاری
رہتی ہے اور یہ قرآنِ کریم کا کرم ہے کہ اسے ڈھیل پہ ڈھیل دیے جاتا ہے۔ سالک کے
دل پہ جب "اَللّٰہُ مَعِیْ" کا راز منکشف ہو جاتا ہے اور وہ مکروہات و واہیات حرکات سے
تائب ہو کر کلیتاً باز آجاتا ہے، منزل کے انوارات کا نزول ہونے لگتا ہے، کسی اور طرح کبھی
نہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۹۴ اللہ کریم ہیں۔ اللہ کے حبیبِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی کریم ہیں اور اللہ کی کتاب قرآنِ عظیم
بھی کریم ہے۔ اور یہ کرم ہی کا صدقہ ہے کہ جب تک کسی کو پورے کے پورے راہِ راست
پہ نہیں لے آتے، ہدایت جاری رہتی ہے۔ فوراً ہی گرفت نہیں کی جاتی، ڈھیل پہ ڈھیل دی
جاتی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۹۵ بارہ سال سلوک کی ایک منزل ہے۔ ایک آدمی ایک ہی حال میں بارہ سال رہا۔ پھر دوسرا دور
شروع ہوا۔ اس میں بھی وہ اسی حال میں رہا۔ پھر تیسرا دور شروع ہوا۔ اس میں بھی اس کا حال نہ بدلا۔
گویا اتنی طویل مدت وہ کھرچی میں رہا۔ نیچے گھوڑا، اوپر سوار، اور سوار کی رانوں کے نیچے کھرچی۔
پھر ایک دن اللہ کی رحمت جوش میں آئی، اور اس کا ربِ کریم اس کی طرف اپنے فضل و کرم سے
متوجہ ہوا۔ اسی وقت اس کا حال بدل گیا۔ گزشتہ منازل کے تمام جرائم اور ان کی پردہ
دری پیش ہوئی۔ اُس وقت اس کے پاس اس کے سوا کوئی راہ نہ تھی کہ وہ صدقِ دل سے

قَالُوْا بَلٰی کے اقرار کی تجدید کرتا، یومِ میثاق کے اقرار کو عملی جامہ پہناتا۔ ویسے تو ہر کوئی ہر روز سجدے پہ سجدے کیا کرتا ہے۔ جب کوئی صدقِ دل سے تائب ہو کر اللہ کے حضور میں سجدہ ریز ہوتا ہے، بارگاہ ربِ ذوالجلال والاکرام میں مقبول ہوتا ہے۔ جب اس نے کہا یا اللہ میری توبہ! مجھ کو بخش دے، اسی وقت قبول فرمالی۔ گویا نامۂ اعمال پہ لکیر پھیر دی۔ سیئات، حسنات میں بدل دیے۔ جس معیت کی جستجو میں وہ سرگرداں تھا، طاری ہو گئی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۹۶ یہ سعید و رشید منزل سبحانی تھی ورنہ اگر وہ اللہ کی طرف سے نہ ہوتی اور اللہ کو پسند نہ ہوتی تو وہ اتنی طویل مدت کیونکر کسی ایک ہی حال میں گزار سکتا تھا۔ یہ منزل، یہ حال، یہ مقام اللہ ہی کی طرف سے اور حکمت پہ مبنی تھا۔ اگر اس کے ساتھ ایسا نہ ہوتا اور ایسا نہ ہوتا آتے ہی گدی پہ بٹھا دیا جاتا، فقر کی منزل کے اسرار و رموز کے نکات سے واقف کیوں کر ہوتا، شیطان اسے اپنی ہتھیلی پہ نچاتا آسمان تک لے جاتا، پھر وہاں جا کر یہ کہتا:

”ابے میرے پٹھے! اب تو ہی بتلا کر کس بل پہ تجھ کو پھینکوں“۔ تاریخ شاہد ہے کہ اس سمندر میں بھرے ہوئے بیڑے غرق ہوئے اور جو بھی بیڑا ترا اور کنارے پہ لگا، اللہ ہی کے فضل و کرم سے بنتے لگا۔

اللہُ حافظی، اللہُ ناصری، اللہُ حاضری، اللہُ ناظری

اللہ معی، فاللہ خیرًا حافظًا

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۹۷ اس نے کہا کہ اربعہ عناصر کی یہ جنگ پوری آب و تاب سے قبلوت میں سالوں جاری رہی شیطان اپنے بڑی لشکر کے ہمراہ اس کے مدِ مقابل رہا۔ اس نے اس پر ستر ہزار حملے کیے۔ جب بھی وہ حملہ کرتا، وہ اس کے ساتھ ہوتے۔ تمام تیروں کو اپنی ڈھال پہ دبوچتے۔ جب وہ کسی بھی حملہ میں کامیاب نہ ہوا گتھم گتھا ہونے کے لیے میدان میں کود پڑا۔ بے دھڑک کود پڑا۔ پھر وہ دونوں ایک دشت میں دست و گریباں ہوئے اور دونوں کی یہ جنگ دیکھنے کا ایک دلکش منظر تھی۔

ایک نے ڈرتے ڈرتے پوچھا کہ جنگ کی یہ داستان دلوں کو گرما تے جا رہی ہے۔ یہ جنگ کہاں ہوئی؟ کہا، ایک سنسان جزیرے میں۔ پھر پوچھا، وہ جزیرہ کہاں ہے؟ کہا قلزم میں، تیسری بار پوچھا کہ قلزم کہاں ہے؟ کہا کوہ قاف میں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۹۸ ویسے تو بادشاہوں کی جنگ کبھی ختم نہیں ہوا کرتی، کسی نہ کسی رنگ میں جنگ جاری رہا کرتی ہے حتیٰ کہ قبروں میں جا سمائیں۔ اس میدان میں اللہ نے اپنے دین کے دشمن کو گھٹنوں کے بل گرایا، منہ کے بل لٹایا اور ناکامی کے کلنک کا ٹیکہ اس کے ماتھے پہ لگایا۔ اس نے اپنی ناکامی کی شرمندگی میں اپنی ناک پہ خاک اور سر پہ راکھ ڈالی۔ جہاں اس نے شکست کھائی تھی وہیں بیٹھا اپنے سر پہ راکھ ڈالتا رہا۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ

اَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ کُلَّہٗ وَلَا تَکِلْنِیْٓ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ۔ اٰمِیْن!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۹۹ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا کَبِیْر اللہ بڑا ہے، بہت ہی بڑا، ہر بڑے سے بڑا

جو جنگ اللہ ہی کے لیے لڑی جاتی ہے، فتحیاب ہوتی ہے۔ اللہ مالک الملک، قوی العزیز
اور قادر المقتدر ہے۔ اللہ کے سامنے کون کھڑا ہونے کی تاب لاسکتا ہے؟
خنّاس وشیطان کی جنگ عالمی جنگ سے کہیں زیادہ پیچیدہ، مشکل، خوفناک وخطرناک ہوتی ہے۔
روح کو رحمٰن کی حمایت حاصل ہوتی ہے اور نفس کو شیطان کی۔ شیطان لعین وملعون ورانندۂ درگاہ ہے
رحمٰن کی حمایت پہ حاوی نہیں ہوسکتا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۴۰۰۔ جو کام اللہ کے لیے کیے جاتے ہیں، کبھی نہیں بگڑتے، کامیاب ہوتے ہیں۔ جو دوستی اللہ کے لیے
کی جاتی ہے، اللہ کے سوا کوئی اور غرض وغایت نہیں ہوتی، ہمیشہ قائم رہتی ہے، کبھی ختم نہیں
ہوتی۔ جو دشمنی اللہ کے لیے کی جاتی ہے اسے اللہ کی پوری حمایت حاصل ہوتی ہے۔ جو خیرات
اللہ کے لیے کی جاتی ہے نام ونمود سے پاک ہوتی ہے، مقبول ہوتی ہے، کڑوی بیل کی طرح
پھلتی اور پھولتی ہے۔ سدا ہری بھری رہتی ہے، کبھی نہیں مرجھاتی۔
جو بیڑے اللہ ہی کے توکّل پہ سمندر میں ٹھیلے جاتے ہیں، صحیح وسلامت ساحل پہ پہنچ
جاتے ہیں، کسی گرداب میں کبھی نہیں پھنستے اور نہ ہی کوئی موج انہیں ڈبو سکتی ہے! جو زندگی
اللہ کے کاموں کے لیے اللہ کی بارگاہ میں پیش کردی جاتی ہے، کبھی ضائع نہیں کی جاتی، نگارخانۂ
دہر میں نمونے کا مقام رکھا کرتی ہے۔ جو کام اللہ ہی کے توکّل پہ شروع کیے جاتے ہیں اللہ ہی
ان کے وکیل وکفیل ونصیر ہوتے ہیں، کسی بھی معاملہ میں کسی اور کے محتاج نہیں ہوتے۔ ما
شاء اللہ بخیر واحسن سرانجام پاتے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمُ!

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۰۱ ایمان مومن کا معاون اور توکّل متوکّل کا متکفل ہوتا ہے ۔

انّی توکّلت علی اللہ ربیّ و ربّ کلّ شیءٍ و ملیکہٗ

اللّٰھمّ اجعلنی ممّن توکل علیک فکفیتہٗ واستھدک

فھدیتہٗ واستنصرک فنصرتہٗ

الحمْد للحیّ القیّوم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

فَاللہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ؁

۱۴۰۲ سعادت شجر ، شہادت ثمر ہے ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمْد للحیّ القیّوم

۱۴۰۳ حرام کی کمائی میں برکت نہیں ہوتی ۔ جس راستے سے آتی ہے ، اسی راستے چلی جاتی ہے ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمْد للحیّ القیّوم

۱۴۰۴ حلال کی کمائی کا لقمہ قوت ، صحت و رفعت کے لیے کافی ہوتا ہے ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمْد للحیّ القیّوم

۱۴۰۵ اتفاق نیکی کی اور نفاق بدی کی جڑ ہے ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمْد للحیّ القیّوم

۱۴۰۶ مقروض کی خیرات نہیں لگا کرتی، مقروض پہلے اپنا قرض ادا کرے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۴۰۷ فرائض بمنزلہ قرض اور نوافل بمنزلہ خیرات ہیں۔ ہزاروں نوافل بھی ایک فرض کی ادائیگی کے لیے کافی نہیں ہوتے۔ جو باتیں اللہ نے بندوں پہ فرض کی ہیں، پورا کر کے پھر آگے چلیں۔

اگر کوئی ہر نماز کے آگے پیچھے، فرض نمازیں جو قضا ہو چکی ہوں، دہرائے، ہزاروں نوافل سے زیادہ ثواب پائے۔ مثال کے طور پر ظہر کے چار فرض ہیں، ظہر کی نماز سے پہلے یا بعد میں چار فرض قضائے عمری پڑھ، یعنی ظہر کی جو نمازیں تیری قضا ہو گئی ہوں اسے دُہرا۔ کسی بھی آدمی کو صحیح معلوم نہیں ہوتا کہ اس کی کتنی نمازیں قضا ہوئی ہیں۔ پس اس حال میں ساری عمر فرض نماز کے ساتھ قضا فرض نماز کو دہرانا فرائض کی ادائیگی کی سہل ترین و بہترین سبیل ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

۱۴۰۸ ساری خدائی خدا ہی کی مخلوق ہے۔ عاجز و ناتوان، بے کس و بے بس، مجبور و محکوم۔ کسی بھی مخلوق کو کسی بھی مخلوق پہ کسی بھی قسم کی کوئی قدرت حاصل نہیں، مگر اللہ کے حکم سے، فقط اللہ کے حکم سے۔ جب تک حکم نہیں ملتا، کوئی کچھ بھی کرنے پہ قدرت نہیں رکھتا۔ اللہ کا حکم سدا جاری ہے۔ ہر جا جاری ہے۔ کسی کو بھی دم مارنے کی جرأت نہیں یہاں تک کہ جبرئیلؑ کو بھی نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

۱۴۰۹ اللہ تبارک وتعالیٰ احد الصمد، قوی العزیز، جبار القہار، قادر المقتدر اور مالک الملک ہے۔
ساری خدائی مل کر بھی خدا کو کچھ نہیں کر سکتی، نہ نفع پہنچا سکتی ہے، نہ نقصان۔ خدائی جب خدائی
کا دعویٰ کرتی ہے، خدا ہنستا ہے۔ ہاتھی کے مقابلے میں کسی ہاتھی کو نہیں، ایک چھوٹی سی چڑیا
کو حکم دیتا ہے کہ اس سرکش کو ملیامیٹ کر دو اور یہ خدا کی قدیم عادت ہے۔ ساری خدائی کے لیے خدا کا ایک اشارہ کافی
ہے۔ ہر شئے کا ہونا نہ ہونا، اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ جسے اللہ دے، اُسے کوئی روک
نہیں سکتا۔ جسے نہ دے، اسے کوئی دے نہیں سکتا۔ جسے اپنے قریب کرے، اسے کوئی دور
نہیں کر سکتا۔ جسے وہ دور کر دے اسے کوئی قریب نہیں لا سکتا۔ جسے عزت دے اسے کوئی ذلیل
نہیں کر سکتا۔ جسے ذلیل کرے اسے کوئی عزت نہیں بخش سکتا۔
کوئی بھی اللہ کی کسی بھی چیز کو کبھی گرا نہیں سکتا، مٹا نہیں سکتا، ہرا نہیں سکتا، دبا نہیں سکتا
بھگا نہیں سکتا، دھمکا نہیں سکتا، بہکا نہیں سکتا، اور نہ ہی ڈرا سکتا ہے۔ اللہ اپنے کاموں کا
آپ ہی وکیل وکفیل ونصیر ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۱۰ اللہ بڑا ہے، بہت بڑا ہے، بہت ہی بڑا، رحمٰن ورحیم، حیّ القیوم، ذو الجلال والاکرام،
اپنے بندے سے کچھ بھی نہیں چاہتا مگر یہ اور صرف یہ کہ بندہ صدقِ دل سے یہ کہہ دے کہ
یا اللہ! تو میرا رب وحدہٗ لاشریک اور میں تیرا عاجز ومسکین، گنہگار وخطا کار بندہ ہوں، تیرے
سوا تیری قسم! تیرے اس بندے کا نہ کوئی دوسرا رب ہے، اور نہ ہی یہ کسی اور رب کا بندہ
ہے۔ یا اللہ! تیرا یہ ناچیز بندہ تیری ذات وصفات میں کسی کو بھی مطلق شریک نہیں ٹھیراتا
اُس وقت یہ بندہ بے شک اللہ کی رحمت کی آغوش میں ہوتا ہے۔ یہ اللہ کا اور اللہ اُس کا

ہوتا ہے۔

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلَاغْ

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۱۱ علم سیکھا جاتا ہے، حکمت سکھائی جاتی ہے، علم کسبی اور حکمت وہبی ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۱۲ علم کا وجود ہوتا ہے۔ علم کا وجود اپنے شہود سے عمل ظاہر کیا کرتا ہے تسلسلِ عمل سے عمل کا وجود قوی و محکم ہو کر عامل کا معین و معاون ہوتا ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۱۳ ناغہ عمل کو ناقص، اور ناغے عمل کو باطل کرتے ہیں۔

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۱۴ سلوک کی جس منزل میں قرآنِ کریم کی منزل نہیں ہوتی، پُر کیف نہیں ہوتی۔

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۱۵ قرآنِ کریم کی تلاوت قوی العمل ہے۔ قرآنِ کریم نور ہے۔ قرآنِ کریم سلوک کی منزل کی روشنی ہے۔ قرآنِ کریم کی تلاوت اللہ ہی کی توفیق سے کی جاسکتی ہے
باقاعدگی سے قرآنِ کریم کی تلاوت کسی قسمت والے ہی کو عنایت ہوتی ہے۔ ذرا سی غلطی پر قرآن

کریم کی تلاوت کی توفیق چھین لی جایا کرتی ہے گویا قرآنِ کریم کے قاری کو فوراً ہی گناہ کی سزا دی جایا کرتی ہے۔ جتنے دن کی سزا ہوتی ہے، تلاوت سے محروم رہتا ہے۔ سزا جب ختم ہو جاتی ہے تلاوت کی توفیق لوٹا دی جاتی ہے۔ سبحان اللہ! قرآنِ کریم کی تلاوت کے انوارات کے کیا کہنے: مثلاً جیسے کہ اللہ نے جبریلؑ کو سنایا یا جیسے کہ جبریل علیہ السلام نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا یا جیسے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سنایا پھر درجہ بدرجہ اللہ کے بندوں نے اللہ کے بندوں کو سنایا۔ قرآنِ کریم کی تلاوت ایسے ہے جیسے کہ کسی نے اللہ سے بالمشافہ گفتگو کی، ماشاء اللہ! الحمد للہ۔

قرآنِ کریم کی تلاوت کے نور کا جلال جنّات و شیاطین کو جلا دیتا ہے، کوئی بھی تاب نہیں لا سکتا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۴۱۶ جنت کا معیار اتنا بلند ہے کہ کوئی بھی آدمی عمل کے اعتبار سے جنت کا مستحق نہیں ہو سکتا اور نہ ہی کوئی جنتی ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ جنت اللہ کی عطا ہے، اللہ جسے چاہے عطا کرے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۴۱۷ شکوہ بندوں کی عادت بن چکا ہے۔ غور سے سوچیں تو تندرستی اور آزادی زندگی کی دو بڑی نعمتیں ہیں۔ ہر کسی کو حاصل ہیں۔ ہم ان کا شکر نہیں کرتے، نہ ہی قدر کرتے ہیں۔ تندرستی کی قدر بیمار کو اور آزادی کی قدر قیدی کو ہوتی ہے۔ بیمار کو صرف صحت کی طلب ہوتی ہے، اس کی نظروں میں کوئی اور نعمت صحت سے بہتر نہیں ہوتی۔ اسی طرح قیدی جب آزاد بندوں کو پھرتے دیکھا کرتا ہے، حسرت زدہ ہو کر آرزو کرتا ہے: کاش! وہ بھی آزاد ہوتا اور اپنی مرضی سے جہاں چاہتا، جا سکتا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کلمۂ شکر اور بہترین دُعا ہے ۔

ہر نعمت پہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ! مَا شَآءَ اللّٰہُ ! کہنے کی عادت بنا حاضر دل سے اللہ کی نعمتوں کا شکر کریں ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۱۸ پردہ پوشی اللہ کی بہت بڑی صفت ہے ۔ ساری مخلوق کے سارے گناہوں کو دیکھتا ہے، پردہ پوشی فرماتا ہے ، رسوا نہیں کرتا ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۱۹ بندوں کی روزی مقدور ہے ۔ رزاق کے سوا کسی کو بھی رزق پہ کوئی تصرّف حاصل نہیں ۔ جتنی روزی اللہ نے اپنے بندے کی قسمت میں لکھی ہوتی ہے ، کھا کر مرتا ہے ، اپنی روزی کا ایک بھی دانہ چھوڑ کر نہیں مرتا ۔ روزی روز ملتی ہے ، کم و بیش نہیں ہو سکتی ۔ البتہ جس روزی میں اللہ برکت ڈال دیتے ہیں ، اگرچہ تھوڑی ہو کبھی ختم نہیں ہوتی ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۲۰ عقیدت ، ادب ، اطاعت اور خدمت ، کبھی ناکام نہیں ہوتیں ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۲۱ محبت فطرت ہے ، فطرت کبھی محبت کو نہیں ٹھکراتی اگرچہ وہ ایک کتے کے دل میں ہو ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۴۲۲ ایک حاجی کعبے کی چوکھٹ کو تھامے یہ کہہ رہا تھا:

اے میرے رب! میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ جس اخلاص سے مجھ کو تیرے اس در پہ حاضر ہونا چاہیے تھا، مجھ میں نہیں۔

میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ جس قسم کا زادِ راہ مجھ کو تیری راہ میں خرچ کے لیے لانا چاہیے تھا، میرا ویسا نہیں۔

میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ مجھ کو جو کام تیرے در پہ آ کر کرنے چاہییں تھے، نہیں کیے۔ البتہ میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ میں کتنا پیدل آ کر کے تیرے در پہ پہنچا ہوں، تو مجھ پہ راضی ہو جا اور مجھ کو بخش دے۔ آمین۔

حاجی کے اس آخری جملہ پہ حجاج پہ رقت طاری ہو گئی۔

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۴۲۳ لِلّٰھیت فقیروں کا آبائی ورثہ ہوتا ہے۔ وہ دنیا میں جو کچھ بھی کیا کرتے ہیں، اجر و اجرت سے بے نیاز ہو کر اللہ ہی کے لیے کیا کرتے ہیں، کوئی اور غرض و غایت نہیں ہوتی اور نہ ہی اللہ کے فقیروں کے بغیر کسی دوسرے کو لِلّٰھیت کے مقام پہ گزر ہوتا ہے۔

وَمَا عَلَیۡنَآ اِلَّا الۡبَلٰغُ

الحمد للحیّ القیوم

۱۴۲۴ بدی کے بعد نیکی بدی کا کفارہ ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۱۴۲۵ بندوں کے دل پتھر سے بھی سخت ہوتے ہیں۔ اللہ کے ذکر کے سوا کسی اور چیز سے کبھی

نرم نہیں ہوتے بے شک ذکرِ الٰہی دل کے جملہ امراض کا علاج اور اللہ کے ساتھ دوستی کی بنیاد ہے

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۴۲۶ ولایت، نبوّت کی قائم مقام اور نبوّت حضرت آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کی ہدایت و رہنمائی کی ضامن و ذمّہ دار ہوتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۴۲۷ مخمور ہو کر سونا اور مسرور ہو کر اٹھنا ہونہار بچوں کی دو فطری حالتیں ہوتی ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۴۲۸ اللہ سے تعلق ہر تعلق سے مستغنی و بے نیاز کر دیتا ہے۔ جتنا کوئی اللہ کے قریب ہوتا ہے، اتنا ہی دنیا سے دور ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۴۲۹ حق کا انکار، اور باطل کا اقرار، عین کفر ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۴۳۰ ایک دیوانہ دنیا سے تنگ آ کر جنگل میں جا بسا۔ اس کی ایک ہرن سے دوستی ہو گئی۔ اس نے دیکھا کہ وہ ہرن دن رات بھاگا بھاگا پھرتا رہتا ہے۔ نہ دن کو آرام کرتا ہے نہ رات کو۔ ایک دن اس نے ہرن سے پوچھا: میں نے تجھے کبھی رات کو سوتے اور دن کو آرام کرتے نہیں

دیکھا، تو کس حال میں مبتلا ہے ؟

ہرن نے جواب دیا :

اللہ نے میرے اندر مُشک رکھا ہوا ہے، میں اس مشک کی مہک کے خمار میں شب و روز مست رہتا ہوں، نہ مجھے نیند آتی ہے، نہ تھکتا ہوں، نافہ کی بھینی بھینی خوشبو میرے تن و من میں اس قدر سرایت کر چکی ہے کہ میں اس کے نشے میں مدہوش رہتا ہوں۔

پھر اس ہرن نے اپنے دوست دیوانے سے پوچھا: یہ بات جو تو نے مجھ سے پوچھی ہے کئی دن ہوئے میں تجھ سے پوچھنے کو تھا، تو کہتا ہے کہ تو اللہ کی یاد کے لیے بستی سے جنگل میں آیا۔ تو اللہ اللہ تو کرتا ہے۔ لیکن اللہ کی جستجو میں دیوانہ وار نہیں پھرتا۔

ہرن نے دیوانے سے کہا کہ :

میرے اندر مشک ہے اور تیرے اندر اللہ۔ میں مشک کے نشے میں مدہوش رہتا ہوں اور تجھے اللہ کا پتہ ہی نہیں۔ دیدار کی تمنا کا شوق تجھے اللہ کی ملاقات پہ مجبور کیوں نہیں کرتا ؟ تم اس کی جدائی میں بے چین کیوں نہیں رہتے ؟

ہرن کی یہ ملاقات کایا پلٹ ثابت ہوئی۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاِنَّ اللّٰہَ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۴۲۱ تیرا دلبر دل میں ہے۔ تیرے دل کو پتہ نہیں۔ ہر دل میں دلبر ہے۔ کوئی بھی دل دلبر سے خالی نہیں لیکن کسی بھی دل کو یہ پتہ نہیں کہ وہ دل میں ہے۔ اگر یہ راز ہر کسی پہ منکشف ہو جائے، کائنات کا نظام درہم برہم ہو جائے۔

اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ کی تشریح میں صوفیائے عظامؒ نے اکثر یہی کہا

ھ

چپ کر دڑ وٹ جا نہ عشقے دا کھول خلاصہ

چھڑی لبیہ جاؤ گی لوکاں دا ہو جاؤ ہاسا :

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۳۲ آندھی جب آجاتی ہے، چل کر رہتی ہے اور آندھی سے تمام درخت نہیں کہیں کوئی شاخ ٹوٹا کرتی ہے

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۳۳ جو پائمالِ ناز ہوا، سرفراز ہوا۔

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۳۴ امراء حرص کے غلام اور فقراء حرص کے حاکم ہوتے ہیں۔ حرص کو ایک ناچیز لونڈی سمجھ کر کبھی بھی (دل کے) اندر داخل ہونے نہیں دیتے۔

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۳۵ فقراء سوکھی روٹی کھا کر شکر کرتے ہیں اور امراء کھانوں کے پکوان پہ شکوہ۔ معدہ کی جملہ امراض روغنی غذاؤں کی پیداوار ہیں۔

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۳۶ جو بھیڑ ریوڑ سے علیحدہ ہو جاتی ہے، بھیڑیے کا شکار ہو جاتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۳۷ سارا مال کسی کا بھی پاک نہیں ہوتا، اگرچہ مزدور کا ہو، زکوٰۃ وصدقات وخیرات ہی مال کو پاک کیا کرتے ہیں

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۳۸ نعمت کے چھننے پہ افسوس ہوا کرتا ہے، نہ ملنے پہ نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۳۹ کبھی ناپاک پرندوں کا بھی کسی نے شکار کیا، شکاری پاک پرندوں ہی کے پیچھے مارے مارے پھرا کرتے ہیں۔ پرندہ اپنی جان کو بچانے کی پوری کوشش کرتا ہے لیکن جب مار لیا جاتا ہے پھر اس کی ایک ہی تمنّا ہوتی ہے کہ صیّاد اُسے اپنی ہنڈیا میں پکائے اور کھائے۔ پھر یہ سوچ کر کہ اس کی جان ایک جان کے کام آئی، خوش ہو جاتا ہے۔ یہی ایک زندگی کا مقصد ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۴۰ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

جس شخص نے ہر روز ایک بار یہ کہا، سُبْحَانَ الْقَائِمِ الدَّآئِمِ سُبْحَانَ الْحَیِّ الْقَیُّوْمِ، سُبْحَانَ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ، سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ، سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ، سُبْحَانَ الْعَلِیِّ الْاَعْلٰی سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی۔

تو وہ شخص موت سے پہلے اپنا ٹھکانہ جنت میں دیکھ لے گا یا کسی اور کو دکھا دیا جائے گا۔

کنز العمال - جلد اوّل صفحہ ۲۰۵

شمار ۳۸۹۸

تسبیحات کے بے شمار صیغہ جات ہیں - یہ صیغہ سرِ فہرست رائج فی الدار الاحسان ، اور بلوغ الی المرام ہے - مَاشَآءَ اللّٰہُ -

اپنے قاری کو مطمئن کر دیتا ہے ، مسرور کر دیتا ہے اور مخمور کر دیتا ہے مَاشَآءَ اللّٰہُ -

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۴۱ نفس کی بے آرامی اور بے قدری دل کی بیداری کا واحد ذریعہ ہے - نفس حب اللہ کی راہ میں بے آرام ہو جاتا ہے ، بے قدر ہو جاتا ہے - اللہ کے فضل و کرم سے سویا ہوا دل بیدار ہو جاتا ہے

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۴۲ جو بھی اپنے مالک کے لیے بے آرام ہوا ، بے قدر ہوا ، مالک نے اس کی وفاداری پہ اسے مقتدر کیا -

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۴۳ کیا اللہ کو اپنے اس بندے کی جو اس کی راہ میں بے آرام ہوا اور بے قدر ، کوئی بھی پروا نہیں ہوتی ؟ یہ پروا تو ایک گگڑے کو بھی ہوتی ہے -

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۴۴ دین اپنے داعی کی توہین پہ، اگرچہ وہ حکمت پہ مبنی ہوتی ہے، آنسو بہاتا ہے، اللہ کی بارگاہِ رب ذوالجلال والاکرام میں استغاثہ کرتا ہے، وکالت کرتا ہے۔ اللہ کی راہ میں نکلنے اور سفر کرنے والے دین کے مبلغ کی ہر شے جان، مال، عزت اللہ ہی کے حوالے ہوتی ہے۔ جو اس راہ میں جتنا بے قدر ہوا، اتنی ہی اللہ نے اس کی قدر کی۔

الحمد للحی القیوم

۱۴۴۵ آمد اور آورد میں کوئی نسبت نہیں۔ زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰازِقِيْنَ

۱۴۴۶ بے دل نہ ہو

جب تک مسلمان مائیں نیچے جنتی رہیں گی، صلاح الدینؒ اور ٹیپوؒ کے پھر سے آنے کی امید ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰازِقِيْنَ

۱۴۴۷ زبان کو جھوٹ سے، نگاہ کو خیانت سے، عمل کو ریا سے اور دل کو نفاق سے پاک رکھ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰازِقِيْنَ

۱۴۴۸ پھر یہ زبان اللہ کی تلوار، آنکھیں جمال و جلال کا مرکز، عمل کُن فیکون اور دل عرشِ رحمان ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰازِقِيْنَ

۱۴۴۹ دیدار کی لذت لذتوں کی سردار ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۵۰ بندہ جب تمام علائق سے کلیتاً منقطع ہو کر اپنے اللہ کو پکارتا ہے، فریادی کی فریاد فوراً سنی جاتی ہے، ذرا بھی دیر نہیں لگتی

الحمد للحیّ القیوم

۱۴۵۱ مکروب کی پکار ایک کافر کو بھی حمایت پہ آمادہ کر دیتی ہے۔ رب کو کبھی کسی نے نہیں پکارا جب بھی کسی نے پکارا، سبب کو پکارا ورنہ رب اپنے کسی بندے کی کسی پکار کو کبھی رد نہ فرمائے۔

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۵۲ ایک سکھ ایک مسلمان کی ہتک کر رہا تھا، بُرا بھلا کہہ رہا تھا۔ کود کود کر اس کی طرف لپک رہا تھا۔ مسلمان بے چارا یہی کہہ رہا تھا کہ منہ سنبھال کر بول۔ میں نے تیرا کیا بگاڑا ہے؟ جب وہ کسی منت سماجت سے باز نہ آیا تو ایک سکھ ہی کو اس کے حال پہ ترس آیا اور اس کی حمایت پہ کھڑا ہو گیا۔ کہنے لگا "خبردار! اگر اسے کچھ کہا۔ میں اس کا حمایتی ہوں" یہ سن کر اس کا جوش سرد پڑ گیا۔ حمایت کا جذبہ تو اللہ نے بندوں میں بھرا ہوا ہے، اللہ کی حمایت کے کیا کہنے!

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۵۳ تیرے فیصلوں کو خندہ پیشانی سے تسلیم کرنا ہی ہم گنہگاروں کی ایک امید افزا عبدیت ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۵۴ نیکی اور بدی ایک ہی شہر کے دو بڑے بازار ہیں۔ ہر کوئی عمر بھر ان ہی دو بازاروں میں گھوما کرتا ہے

بدی کا بازار اگرچہ آمدورفت کے لیے ممنوع ہے پھر بھی ہم اس میں داخل ہونے سے باز نہیں رہتے۔ بالکل نہیں رہتے۔

جب تک تو یہ بازار اپنے بندوں پر بند نہیں کرتا، بندے اس میں جانے سے کبھی بند نہیں ہوتے۔

الحمد للحیّ القیوم

۱۴۵۵ ہم نیکی اور بدی کے دونوں بازاروں میں پھرنے والوں کا حال عجیب حال ہے۔ اوّل تو کسی ایسی نیکی پہ ہمیں گزر ہی نہیں، جو تیری بارگاہ میں مقبول ہو۔ اگر کہیں ہے تو دوسرے ہی دن بدی اس نیکی کو کھا جاتی ہے یہاں تک کہ بدی کا پلڑا نیکی کے پلڑے پہ بھاری ہو جاتا ہے۔

یا اللہ! ہمیں کسی ایسی نیکی کی توفیق بخش، جو ساری بدیوں پہ حاوی ہو اور ساری بدیوں کو یکسر مٹا دے! آمین۔

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۴۵۶ قتل کی تمام وارداتیں زندوں کی عبرت کے لیے ہوتی ہیں لیکن کسی واقعہ سے بھی کوئی عبرت حاصل نہیں کرتا۔

فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَار

الحمد للحیّ القیوم

جَزَی اللّٰہُ عَنَّا سَیِّدِنَا مُحَمَّدًا مَّا ھُوَ اَھْلُہٗ

۱۴۵۷ جس کے پاس اللہ نہیں، اس کے پاس کچھ بھی نہیں۔

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۴۵۸ اس کے پاس محبت تھی اور کچھ بھی نہ تھا، گویا سب کچھ تھا۔ تیرے پاس سب کچھ ہے، ایک محبت نہیں، گویا کچھ بھی نہیں۔

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۴۵۹ جو خیال دین کی تائید میں ہو، رحمانی ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۴۶۰ جس خیال کی تصدیق دین نہیں کرتا، شیطانی ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۴۶۱ نبیؐ کے گھر کی ہر شے نبوّت کی گواہی دیا کرتی تھی۔ ہر شے میں نبوّت کا نور پوری آب و تاب سے جلوہ گر ہوتا۔

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۴۶۲ اللہ کی رحمت جب بھی نازل ہوئی اور جہاں بھی ہوئی خصلت پہ ہوئی اور حضرت آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کے سارے تذکرے خصلت ہی کے تذکرے ہیں اور سب سے بہتر خصلت "ملی اتحاد" ہے۔ جب بھی کوئی قوم ایک مرکز پہ متحد ہو کر ملّی تعمیری کاموں میں محوِ عمل ہوئی، اسی وقت اس پر رحمت نازل ہوئی اگرچہ وہ ڈڈو، پھوا کھانے والے گگڑے ہی کیوں نہ ہوں

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۴۶۳ جدوجہد کے ساتھ اگر قابلیت بھی ہو تو نُورٌ علیٰ نور ہے ورنہ جدوجہد قابلیت کی محتاج نہیں ہوتی۔

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۴۶۴ قابلیت بڑی چیز ہے لیکن جدوجہد کے مقابل کوئی چیز نہیں۔ ہر کام کی کامیابی قابلیت پہ نہیں، جدوجہد پہ موقوف ہوتی ہے۔ جدوجہد قابلیت کی کمی کو پورا کر دیتی ہے لیکن قابلیت اگرچہ کتنی بلند ہو، جدوجہد کی کمی کو پورا نہیں کر سکتی۔ جدوجہد قوموں کی زندگی، عروج کی ضامن اور فطرت کی پکار ہے جدّوجہد امرِ کن فیکون کی عملی تفسیر کا دوسرا نام ہے۔ جدوجہد تیز رو سیلاب سے بھی کہیں تیز ہوتی ہے، کسی بھی رُکاوٹ کو اپنی راہ میں حائل ہونے نہیں دیتی۔ جدوجہد کی راہ کوئی رکاوٹ کبھی روک نہیں سکتی۔

ہاتف نے کھلے الفاظ میں تائید کی کہ تو سچ کہتا ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۴۶۵ کبھی کبھی اللہ تبارک و تعالیٰ مسلمان کو عبرت دلانے اور اتحاد کی اہمیت کے فوائد بتانے کے لیے دنیا بھر کی گری ہوئی قوم کو اتحاد کی توفیق بخش دیتا ہے اور وہ متحد ہو کر دنیا بھر پر چھا جاتی ہے اور تو اے اقوامِ عالم کے رہنما نوجوان! نہ معلوم کیوں ان ملّت شکن سرگرمیوں میں محوِ عمل ہے تیرا ذہن ان واہیات باتوں سے کیوں پاک نہیں ہوتا؟ اس کا جواب اپنے دل سے پوچھ اس سے مت پوچھ۔

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

۱۴۶۶ جس طرح بادشاہ اپنی رعیت کے کارناموں کی تحسین بلاتمیزِ اعلیٰ و ادنیٰ کیا کرتے ہیں، کسی کی بھی کارگزاری کو نظر انداز نہیں فرماتے، اسی طرح میرے مولائے کریم جو کل کائنات کے رب ہیں، ربِ رحمٰن و رحیم، ربِ ذوالجلال والاکرام، مالک السموات والارض اپنی کسی مخلوق کی کسی نیکی کو رد نہیں فرماتے۔ معمولی سی نیکی کو قبول فرما کر اجر عنایت فرمایا کرتے ہیں۔ اللہ حق ہے کبھی ناحق نہیں کرتا۔ اگر اللہ رب العلمین اپنی کسی مخلوق کے اتحاد کی تحسین نہ فرماتا، اور متحد ہونے والوں کی دلجوئی نہ کرتا تو اتحاد کی عظمت کو بڑی ٹھیس لگتی۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

۱۴۶۷ ساری عمر دنیا کی مذمت کرتے گزری، خود دنیا کی ایک بھی چیز نہ چھوڑ سکے۔ اسی طرح لوگوں کو بُرائی سے باز رہنے کی تلقین میں عمر گزاری، خود بالکل باز نہ رہے۔ ہمارا یہ حال اصلاح طلب ہے

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ

اَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ كُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ۔ اٰمِیْن

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

۱۴۶۸ جو یہ کہے کہ اس سے میں کیا فائدہ لوں، دوست نہیں، مطلب پرست ہے۔ دوست دوست کو فائدہ پہنچایا کرتے ہیں، لیا نہیں کرتے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

۱۴۶۹ ذکر میں اضافہ کر، مال کوئی شے نہیں۔

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْن

۱۴۷۔ رشوت ، سود ، جوا ، بخل ، اور بھیک

انسان کی شرافت کو پامال کر دیتے ہیں ۔

ان برائیوں کو اختیار کر کے آدمی کاہل ، بزدل ، آرام طلب اور خود غرض بن جاتا ہے اور بالآخر قعرِ مذلت میں گر کر اپنے دشمن کے آگے گردن جھکا دیتا ہے ۔

ایک غیرت مند انسان ان برائیوں کے مقابلے میں موت کو پسند کرتا ہے ۔

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْن

۱۴۷۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ

ہر ذی روح موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔!

⁂

تیرا اصلی گھر قبر ہے جو تجھ کو ہر روز تین تین بار پکارتی ہے کہ:

اے فرزندِ آدم!

میں وحشت کا مکان ہوں۔

میں تنہائی کا مقام ہوں۔

میں اندھیری کوٹھڑی ہوں۔

میں خاک اور دھول سے پُر ہوں۔

میرے اندر سانپ اور بچھو ہیں۔

تو میری پیٹھ پر چلتا پھرتا ہے، میرے اندر آکر تو ہل بھی نہ سکے گا۔

تو میری پیٹھ پر حرام کھاتا ہے، میرے اندر تجھے کیڑے کھائیں گے۔

تو میری پیٹھ پر دن رات گناہ کرتا ہے میرے اندر سخت عذاب پائے گا۔

تو میری پیٹھ پر ہنستا کھیلتا ہے، میرے اندر روئے گا اور چلائے گا۔

تو میری پیٹھ پر خوشیاں مناتا ہے، میرے اندر سخت غمگین ہوگا۔

تو میری پیٹھ پر غرور اور تکبر کرتا ہے، میرے اندر سخت ذلیل و خوار ہوگا۔

تو میری پیٹھ پر دوستوں اور آشناؤں کے ساتھ چلتا پھرتا ہے، میرے اندر بالکل اکیلا

اور تن تنہا ہو گا۔

تو میری پیٹھ پر بُرے عمل کرتا ہے، میرے اندر تجھے بُرے عملوں کی نسبت پوچھا جائیگا

تو میری پیٹھ پر فضول بکواس کرتا ہے، میرے اندر چپ چاپ اور گونگا ہو جائے گا۔

تو میری پیٹھ پر اپنی حالت میں مست ہے، میرے اندر آ کر حیران اور پشیمان ہو گا۔

اے تو جاگ!

میری پیٹھ پر مہلت کو غنیمت جان اور نیک عمل کرلے۔

قرآنِ کریم کی تلاوت کو اپنا مونس بنا۔

نمازِ تہجد کو میرا چراغ تیار کرکے ساتھ لا۔

خوفِ الٰہی سے روتا رہ، کثرت سے ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کرتا رہ۔

تاکہ منکر نکیر کے سوالوں کے جواب تم پر آسان ہو جائیں۔

جو شخص اکثر موت کو یاد کرتا ہے وہ تین چیزوں سے نوازا جاتا ہے:

اسے توبہ بہت جلد نصیب ہوتی ہے۔

اس کے نفس کو قناعت حاصل ہوتی ہے۔

عبادت میں نشاط و سرور اور فرحت پیدا ہوتی ہے۔

موت اگرچہ ایک بڑی جانکاہ مصیبت اور جگر خراش صدمہ ہے لیکن سب سے زیادہ بڑا صدمہ اور رنج موت سے غافل رہنا اور اس کے لیے کوئی توشہ فراہم نہ کرنا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملک الموت ہر دن میں ستّر بار بندوں کے چہروں پر نظر ڈالتے رہتے ہیں۔

اے کاش!

کہ مخلوق پیدا ہی نہ ہوتی اور اگر پیدا ہوئی تھی تو کاش انہیں معلوم ہوتا کہ کس کام کے لیے پیدا

ہوئی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۴۷۲

مُراقبۃُ المعیّۃ بعد کُلّ صلوٰۃ

یعنی

ہر نماز کے بعد چلتے پھرتے اس امر کو مدِّ نظر رکھنا کہ میرا اللہ میرے ساتھ ہے۔

فوق
اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ
اوپر

امام
حضرت محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم
سامنے

یمین
شیخُ المشائخ حضرت سیّدنا عبدُ القادر جیلانی محبوبِ سبحانی رض
دائیں

یسار
شیخنا أو شیوخنا
بائیں

فی القلب
ذِکرُ اللہ
دل میں

ثُمَّ یکون بفضلِ اللہ تعالیٰ — پھر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ زبان

وکرمہ لسانہ لسان — اللہ کی زبان، یہ آنکھ اللہ کی آنکھ،

اللہ تعالیٰ وبصرہٗ بصر — یہ کان اللہ کے کان، یہ ہاتھ اللہ

اللہ تعالیٰ و سمعہ سمع اللہ   کے ہاتھ اور ارادہ اللہ کا ارادہ ہوتا ہے
ویدہ ید اللہ و ارادتہ ارادۃ   اور یہی کن فیکون کا مقام ہے
اللہ وھٰذا مقام کن فیکون۔

ان شاء اللہ تعالیٰ العزیز
وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ

۱۴۷۳ جو لوگ رسولِ اکرم و اجمل، اطیب و اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے، ان کا ان کی سنّتِ مطہّرہ پہ عزم و استقلال سے کاربند رہنا ایسا ہی ہے جیسے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہے ہیں اور یہی مراد ہے اس بات کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے ہیں۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۴۷۴ حضرت جنید بغدادیؒ کس درس گاہ کے فارغ التحصیل تھے؟ حضرت جنیدؒ شاہی اکھاڑے کے نامور پہلوان تھے۔ اہلبیت کے ایک فرد کی تعظیم کی بدولت سیّدُ الطّائِفہ کہلائے لیجیے! اب پورا قصّہ سنیے!

بغداد میں ایک سید صاحب رہتے تھے جو نہایت عسرت اور تنگدستی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ ان کی بچی جوان تھی لیکن اتنی استطاعت نہ تھی کہ وہ اس کی شادی کر سکیں۔ آپ کو ایک تدبیر سوجھی کہ شاہی پہلوان سے کشتی لڑنے کا اعلان کر دیا۔ ان کے اس اعلان سے شہر میں تہلکہ مچ گیا کیوں کہ شاہی پہلوان جنید سے مقابلے کی کسی کو جرأت نہ تھی۔ لوگوں نے انہیں سمجھایا کہ وہ اس اعلان سے دست کش ہو جائیں اور جنید سے کشتی لڑنے کا ارادہ ترک کر دیں لیکن وہ اپنے ارادے پر ڈٹے رہے۔ بالآخر بادشاہ کے حکم پر کشتی کا اعلان کر دیا گیا۔ دونوں

پہلوان لنگر لنگوٹ باندھ میدان میں اترے۔ لوگ حیران تھے کیونکہ وہ سیّد زادہ کسی بھی لحاظ سے **جنید** کا مدِمقابل نہ تھا۔ دونوں پہلوانوں نے آگے بڑھ کر حسبِ دستور ہاتھ ملائے تو سیّد زادے نے جنید کے کان میں کہا، "اے جنید! تو بے شک بہت بڑا پہلوان ہے اور بہت بڑی طاقت کا مالک ہے میں تمہارا مقابلہ کسی بھی طرح کرنے کا اہل نہیں ہوں لیکن کیا کروں، سخت پریشان ہوں اور میری مجبوری ہے، جس نے مجھے تم جیسے شہ زور سے کُشتی لڑنے پر اکسایا ہے۔

اے جنیدؒ! سن! میں ایک سیّد زادہ ہوں اس قدر مفلوک الحال ہوں کہ اپنی جوان بیٹی کی شادی سے بھی معذور ہوں اگر آج اس میدان میں تو میری لاج رکھ لے اور ہار مان لے تو اس انعام و اکرام سے جو مجھے ملے گا اپنی بچی کے فرض سے سبکدوش ہو سکوں گا اور آج کے بدلے قیامت کے دن میں اپنے نانا سے تمہاری بھرپور سفارش کر دوں گا۔

یہ بات سن کر جنید نے ایک لمحہ سوچا۔ بات سینے میں اتر گئی۔ فوراً سیّد زادے کے اس معاہدہ پر رضامندی کا اظہار کر دیا۔ کشتی شروع ہو گئی، داؤ پیچ چلنے لگے اور پھر لوگوں نے دیکھا کہ شاہی پہلوان جنید، جس کی قوت اور ہیبت سے بڑے بڑوں کے پتّے پانی ہو جاتے تھے، ایک کمزور سے شخص کے ہاتھوں میدان میں چت پڑا تھا۔ شاہی خزانے سے سیّد زادے کو خوب نوازا گیا۔ جنید سرنگوں ایک طرف بیٹھا تھا۔ لوگ جنید کی شکست پر طرح طرح کی قیاس آرائیاں کر رہے تھے۔ رات کو جنید نے خواب میں دیکھا، حضور سرورِ کائنات آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں۔

اے جنید! تو نے میرے تعلق کی لاج رکھی، تو نے میری نسبت کی عزت کی خاطر شکست کا داغ لیا، تو نے ایک جوان کی محض اس لیے عزت و توقیر کی کہ اس کا نسب مجھ سے عبارت ہے اور اس کے لیے تو نے اپنی عزت و شہرت کی پروا تک نہیں کی۔ جا آج سے تو سَیّدُ الطَّآئِفَہ بنا دیا گیا۔ سُبحانَ اللہ! ماشاءَ اللہ!

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان نے جنیدؒ کو کسی اور ہی مقام پر پہنچا دیا۔ اسرارِ سرمدی کے دروازے کھل گئے۔ جنیدؒ کی قسمت جاگ اٹھی۔ شاہی اکھاڑے میں کشتی لڑنے والا پہلوان لامکان کی فضاؤں میں شاہباز بن کر پرواز کرنے لگا۔

سَیِّدُ الطَّائِفَہ حَضْرَت جُنَیْد بَغْدَادِیؒ

کا یہ مقام صرف اور صرف اہلبیت کے ایک فرد کی تعظیم کا مرہونِ منت ہے

الحمدُ للہِ الحیّ القیّوم

فَاللہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْن

۱۴۷۵ جب تک کسی کی جیب اور دل کی وسعت کا علم نہ ہو، خرچ کی فرمائش مت کرو۔

الحمدُ للہِ الحیّ القیّوم

فَاللہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْن

۱۴۷۶ عام آدمی اللہ ھُوْ کے پاسِ انفاس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ پاسِ انفاس ذکرِ دوام کا اصطلاحی نام ہے۔ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہر ذکر کا نعم البدل اور فوق المرتبت ہے۔ کل کائنات مل کر بھی ان کلماتِ طیبات کی عظمت بیان نہیں کر سکتی۔

سِلْسِلَہ طَیِّبَہ قَادِرِیَہ مُجَدِّدِیَہ غفوریہ رَحِیْمِیَہ میں مَقَالِیْدُ

السمٰوٰت والارض کا ذکر "پاسِ انفاس" مبارک ہو، مکرم ہو، مشرّف ہو۔ آمین

مقالید السمٰوٰت والارض یہ ہیں

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرْ ط وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ ط وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط

ان کلماتِ طیّبات کی عظمت ہے کہ ہر دل پہ جو بھی ان کا متمنی ہو بلا تردد و تکلّف وارد ہو جاتے ہیں اور غفلت دور فرما دیتے ہیں۔ کلمات کے اخیر میں ہر بار اسمِ اعظم یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ کا شکریہ ادا کرو۔

الحمد للحیّ القیّوم

مثلاً یوں کہو:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط

بعد میں شکریہ کے طور پہ کہو:

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۴۷۷

آداب :

باوضو رہنے کی کوشش کریں

کچا لہسن، پیاز نہ کھائیں۔

جب قلبی و ذہنی فراغت ہو، یہ تصور کریں:

اللہ میرے اوپر، میرے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے آگے، حضرت پیرانِ پیر محبوب سبحانی، غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ میرے دائیں اور میرے پیر میرے بائیں میرے معی و معاون ہیں۔ اس تصوّر کی پختگی سلوک کی ابتداء و انتہا ہے۔

مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

الحمدللہ الحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۱۴۷۸ امام احمدؒ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

"جس مال کی زکوٰۃ نہیں دی گئی، قیامت کے دن وہ گنجا سانپ ہوگا مالک کو ڈرائے گا، وہ بھاگے گا، یہاں تک کہ وہ اپنی انگلیاں اس کے منہ میں ڈالے گا"

طبرانی نے اوسط میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"خشکی و تری میں جو مال ضائع ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے سے ضائع ہوتا ہے"

نیز فرمایا:

"دوزخ میں سب سے پہلے تین شخص جائیں گے ان میں ایک وہ تونگر ہے جو اپنے

مال میں اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتا"

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۷۹ ذکر و طاعت و تبلیغ و خدمت میں جو دم گزرے غفلت کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۴۸۰ جو بندہ نعمت پہ شکر نہیں کرتا اور نعمت کو پا کر خوش نہیں ہوتا، اس سے آئندہ کے لیے ایسی نعمت روک لی جاتی ہے یا اس نعمت کی لذّت سے محروم کر دیا جاتا ہے

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۸۱ سونا بھی ایک کام ہے۔ جسم الوجود کو جو راحت و صحت و قرار و جمعیّت سو کر اُٹھنے سے ہوتی ہے کسی اور طرح نہیں ہو سکتی۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۸۲ خیالات جب پاک ہو جاتے ہیں، متحد ہو جاتے ہیں، جب متحد ہو جاتے ہیں یکسو ہو جاتے ہیں۔ جب یکسو ہو جاتے ہیں، بلند ہو جاتے ہیں۔ اور خیالات کی بلندی انسانی معراج کا ابتدائی مقام ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۸۳ اللہ رب العٰلمین نے بندوں کو فکر کی تاکید کی، بار بار فرمایا "تم فکر کیوں نہیں کرتے؟" بیشک ہم فکر نہیں کرتے۔ ہماری تقلید کورانہ ہے اگر اس میں فکر ہوتا، اس کی عظمت منکشف ہوتی،

پھر اس میں ذوق ہوتا، شوق ہوتا، توفیق ہوتی اور استقامت ہوتی! ماشاء اللہ!

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰازِقِيْنَ

۱۴۸۴ فکر کے مقابلے میں دنیا بھر کی کتابوں کا مطالعہ بھی کوئی معنی نہیں رکھتا۔ فکر کی پرواز فرش تا عرش ہوتی ہے۔ فکر ازل و ابد کا رازدان اور بلند پرواز شاہین کا مقام رکھا کرتا ہے۔ فکر کی راہ میں کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہو سکتی۔ اگر کسی کے پاس کوئی بھی کتاب نہ ہو، ایک فکر ہو، کافی ہے دنیا بھر کی ایجادات فکر ہی کی مرہونِ منّت ہیں

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰازِقِيْنَ

۱۴۸۵ فکر کا حاصل:

کشف السجدید، کشف الورید، کشف الحدید، کشف القلوب، کشف القبور اور کشف الاحیاء ہیں اور دینِ اسلام کے سوا دنیا کا کوئی مذہب اپنے پیروکار کو یہاں تک پہنچانے کی اہلیت نہیں رکھتا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰازِقِيْنَ

۱۴۸۶ مطالعہ، کتبِ فضائل و مسائل تک اور فکر حقیقت تک پہنچاتا ہے۔

مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ط

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰازِقِيْنَ

۱۴۸۷ مظلوم کے حمایتی کا حمایتی اللہ ہوتا ہے ۔ جب بھی کوئی بندہ کسی مظلوم کی حمایت کے لیے کھڑا ہوتا ہے، اللہ اس کے ساتھ ہوتا ہے اور جہاں اللہ ہوتا ہے وہاں اللہ کی ساری خدائی ہوتی ہے

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۸۸ دل میں ہر شے ہوتی ہے (قرآن وحدیث کے سوا) کسی کتاب کا محتاج نہیں ہوتا ۔ دل ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام کے علوم کا متحمّل ہوتا ہے اور دل ہی اللہ کی کتاب مکنون ہے اللہ نے خود فرمایا کہ:

"میں زمین و آسمان میں کہیں بھی نہیں سما سکتا مگر ایک مومن کے دل میں" (حدیث قدسی)

یہ لائبریری اس کمرے کی زینت ہے، دل اس سے مستغنی ہے ۔ مفکر کو مطالعہ کی فرصت نہیں ہوتی، اپنے ہی فکر میں محو و مستغرق ہوتا ہے ۔

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۸۹ خیالات کارہائے نمایاں کی طرح کبھی فنا نہیں ہوتے، کسی نہ کسی جگہ اور کسی نہ کسی شکل میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں ۔ صاحبِ خیال جب چلا جاتا ہے، خیال چھوڑ جاتا ہے ۔ خیال کا ایک وجود ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ قائم رہتا ہے اور جب تک اس کی تکمیل نہیں ہوتی، کسی نہ کسی ذہن میں مچلتا رہتا ہے ۔

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۹۰ تمام کارہائے نمایاں خیالات ہی کی پیداوار ہیں ۔ پہلے خیال پیدا ہوتا ہے ۔ پھر کارہائے

نمایاں۔

ایک آدمی کو ایک جنگل میں رقص و سُرود کے عالم میں یہ کہتے ہوئے سنا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

پھر تھوڑی دیر بعد وہی آدمی یہ کہنے لگا:

پھر کہنے لگا:

پھر خود ہی اس نے اپنے ان کلمات کی تشریح بتلادی کہ:

اللہ نے مجھ کو عشق بخشا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوز و گداز نیز میرے خیال نے میری رہنمائی فرمائی۔ میں اللہ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی اور اپنے نصیحت کنندہ خیال کا بھی۔ میرے خیال نے ان مقامات تک پہنچنے کے لیے میری پوری رہنمائی فرمائی۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْن

۱۴۹۱ سمندر کی سطح پر تیرنا اتنا مشکل نہیں جتنا کہ غوطہ زنی۔ تیراک غوطہ زن کی برابری نہیں کر سکتا

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْن

۱۴۹۲ سالک صاحبِ تجسّس ہے۔ غلبۂ حال میں جو بھی کچھ کہے، مرفوعُ القلم ہے

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْن

۱۴۹۳ دین کو بطورِ دین پیش کرو نہ کہ معاش

الحمدُ للحیّ القیوم

۱۴۹۴ نفس پیاس کی تاب نہیں لا سکتا۔ پیاس کی شدت سے نفس بے چین ہو جاتا ہے، بے قرار ہو جاتا ہے، ملول ہو جاتا ہے، بے تاب ہو جاتا ہے، کوئی بھی چیز اچھی نہیں لگتی، کھڑا ہونے کی تاب نہیں رکھتا، لیٹ جاتا ہے، لوٹنے لگتا ہے، زبان خشک ہو جاتی ہے، کسی کام کی ہمت نہیں ہوتی گویا کہ اس کی کمر ٹوٹ جاتی ہے اور پیاس نفس کی سب سے بڑھ کر مخالفت ہے۔ کیا کبھی آپ نے اس پہ غور نہیں فرمایا کہ اللہ رب العٰلمین نے اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیؓ کے بیٹےؓ کو پیاس ہی کی نعمت سے سرفراز فرما کر امامت کا تاج پہنایا۔ الحمدُ للحیّ القیوم

پیاس ایک وہ خشک چشمہ ہے جس سے علم و حکمت اور عشق و رقّت کے چشمے اُبلا کرتے ہیں جو کسی اور طرح کبھی جاری نہیں ہو سکتے۔

الحمدُ للحیّ القیوّم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۱۴۹۵ موت کے وقت شدت کی پیاس لگا کرتی ہے اگر اس پیاس کو کوئی زندگی میں اپنے اوپر وارد کرلے، سرد مشروبات کا شکریہ ادا کرتے نہ تھکے!

موت کے وقت انسان کو ایسی پیاس لگا کرتی ہے اور ایسی لگتی ہے کہ مرنے والوں کے سوا کسی دوسرے کو اس پیاس کا پتہ نہیں ہوتا

الحمدُ للحیّ القیوّم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۱۴۹۶ علمی دنیا میں جو مقام تجربے کو حاصل ہے، علم کو نہیں

الحمدُ للحیّ القیوّم

۱۴۹۷ ساری دنیا کی تاریخ کا مطالعہ کریں۔ کسی نے بھی کبھی پہلے دن دو شادیاں نہیں کیں، صرف ایک شادی پہ اکتفا کیا۔ اگر کسی وجہ سے کسی کو پہلی شادی راس نہ آئے، پھر دوسری کی جائے۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللهُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْن

۱۴۹۸ اللہ سب سے بڑھ کر غیرت مند ہے۔ اللہ کی غیرت کبھی گوارا نہیں کرتی کہ اس کا کوئی بندہ اس کے سوا کسی اور کا محتاج ہو۔ اللہ کل کائنات میں بسنے والی ہر ذی روح کا روزی رساں ہے جس کی قسمت میں جس قسم کی اور جتنی روزی لکھی ہوتی ہے جب تک وہ پا نہیں لیتا اور کھا نہیں لیتا کبھی نہیں مرتا۔ اللہ اپنے بندوں کو طیب روزی عنایت فرمایا کرتے ہیں، میل کچیل نہیں۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللهُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْن

۱۴۹۹ جب یہ سنا کہ "میری حکمت کے تحت میں جس بھی حال میں یہاں رکھوں، رہنا ہوگا" چپ ہو گیا پھر کسی بھی حال پہ کبھی شکوہ نہیں کیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ

اور یہ مقامِ تسلیم و رضا سلوک کی منزل کا اوّلین مقام ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللهُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْن

۱۵۰۰ مغرب کی موجودہ جنسی تہذیب کتّوں کو مات کرتی ہے

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۵۰۱ آخرت دو قدم ہے۔ بندہ بے خبر ہے، بالکل نہیں ڈرتا، کوئی پروا نہیں کرتا۔ اللہ حاضر و ناظر ہے اس کی پروا نہیں کی جاتی۔ جو جس کے دل میں آتا ہے، کرتا ہے، بالکل خوف نہیں کھاتا۔ قبر کے عذاب کا تصوّر دنیا کی ساری لذّتوں پہ پانی پھیر دیتا ہے، شخصیت لرزنے لگتی ہے، کرکری ہو جاتی ہے، آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا جاتا ہے، دل کانپنے لگتا ہے، کسی بھی چیز میں کوئی لذّت باقی نہیں رہتی، کسی کام کو جی نہیں چاہتا، بال بال توبہ توبہ کرنے لگتا ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ

یا اللہ! اپنے حبیبِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش و شفاعت سے قبر کے عذاب و فتنے سے پناہ بخش!

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ! اٰمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَۃِ الْقَبْرِ ط

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ! اٰمِیْنَ

دنیا کا بڑے سے بڑا عذاب قبر کے چھوٹے سے چھوٹے عذاب سا بھی نہیں ہوتا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بنی نجّار کے باغ میں اپنے خچر پر سوار تھے اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے اچانک آپ کی خچر بدکی اور قریب تھا کہ آپ کو گرا دے، ناگہاں پانچ چھ قبریں معلوم ہوئیں۔ آپ نے فرمایا۔ ان قبروں کے اندر جو لوگ ہیں کوئی ان کو جانتا ہے؟ ایک آدمی نے عرض کیا میں جانتا ہوں، آپ نے پوچھا یہ کس حال میں مرے تھے؟ اس شخص نے عرض کیا۔ شرک کی حالت میں۔ آپ نے فرمایا یہ امّت آزمائی جاتی ہے اپنی قبروں میں۔ اگر مجھ کو یہ خوف نہ ہوتا کہ تم (مُردوں کو) دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں ضرور اللہ سے یہ دُعا کرتا کہ وہ تم کو بھی قبر کے عذاب کو سنا دے جس طرح

کہ میں سنتا ہوں ۔ اس کے بعد آپؐ ہماری طرف متوجّہ ہوئے اور فرمایا اللہ سے دُعا مانگو کہ وہ آگ کے عذاب سے بچائے ۔ صحابہؓ نے عرض کیا ہم اللہ سے آگ کے عذاب سے پناہ طلب کرتے ہیں ۔ آپؐ نے فرمایا قبر کے عذاب سے تم اللہ سے پناہ طلب کرو ۔ صحابہؓ نے عرض کیا ہم اللہ سے قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں ۔ پھر آپؐ نے فرمایا تم پناہ مانگو اللہ سے ظاہری باطنی فتنوں سے ۔ صحابہؓ نے عرض کیا ہم اللہ سے پناہ طلب کرتے ہیں ظاہری اور باطنی فتنوں سے ۔ پھر آپؐ نے فرمایا تم پناہ مانگو دجّال کے فتنہ سے ۔ صحابہؓ نے کہا ہم پناہ مانگتے ہیں اللہ سے دجّال کے فتنہ سے ۔ (مسلم)

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا

وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ

۱۵۰۲ گدھے کو رُوڑی پہ راحت محسوس ہوتی ہے ، اصطبل میں نہیں ہوتی ۔ ہر شے اپنی اصل ہی کی طرف لوٹا کرتی ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ

۱۵۰۳ بندوں کے بُرے اعمال ہی قبروں میں بچھو اور سانپ ہوتے ہیں

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا

وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ

۱۵۰۴

حاکم ، سرمایہ دار اور مزدور

اسلامی معاشرہ تین گروہوں پر مشتمل ھے

ایک حاکم ، دوسرا سرمایہ دار اور تیسرا مزدور ہے ۔ حاکم اللہ کے ملک میں اللہ کی حدود کو نافذ کرنے کا ذمہ دار ہے ۔ اگر رعایا سے اس کا اختلاف ہو جاتا ہے تو یہ معاملہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیا جاتا ہے اور اسی فیصلے کو بالآخر تسلیم کر لیا جاتا ہے ۔ حاکم ہر وہ شخص ہے جس کا حکم ایک گروہ پہ حاوی ہو اور جو کسی بھی معاملہ میں اپنی رعایا کا محتاج نہیں ۔ ہر خاندان کا ذمہ دار فرد بمنزلہ حاکم ہے اور حاکم کے لیے اللہ کا حکم ہے کہ وہ نماز قائم کرے زکوٰۃ دے ، نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے اور اپنا حکم انصاف کی اساس پر صادر کرے ۔

حاکم میزان کا امین ہے اور یہ ایک بڑی امانت ہے ۔ حاکم کی اپنی کوئی ذاتی شخصیت نہیں ہوتی ، اس کی شخصیت عوام کی فلاح و بہبود کے لیے وقف ہوتی ہے اور وہ ہر قسم کی ذاتیات سے فارغ ہوتا ہے ۔ جب وہ عوام سے منہ موڑ کر ذاتیات کی طرف متوجہ ہوتا ہے بدل دیا جاتا ہے حاکم پر حکم کا غلبہ ہوتا ہے اگر ایسے نہ ہو ملکی نظام بگڑ جائے ۔ حقیقتاً حاکم عوام کا خادم ہوتا ہے ۔

دوسرے دو بڑے گروہ سرمایہ دار اور مزدور ہیں ۔ قومی معیشت سرمایہ دار کے گرد ، اور محنت مزدور کے گرد گھومتی ہے ۔ مزدور آزاد اور سرمایہ دار مقیّد ہے ، سرمایہ دار کا سرمایہ مزدور کے ہاتھ میں ہے ۔ امیر کی امیری غریب کی محتاج ہے ۔ اگر غریب نہ ہو کوئی امیر نہیں بن سکتا ۔ سرمایہ دار اگر چہ وہ جاگیر دار ہو یا کارخانہ دار ، اپنے سرمایہ کے پھیلاؤ کے لیے مزدور کا محتاج ہے ۔ انسانی نفس راحت کا طالب ہے ، مشقت کا نہیں ۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ اس کے تمام مسائل صرف دماغی فراست ہی سے طے ہو جائیں ، نہ کہ جسمانی محنت سے ۔ اس لحاظ سے مزدور نفس کا

کا حاکم اور سرمایہ دار نفس کا محکوم ہے۔ سرمایہ دار کا حاکم نفس اور مزدور کی حاکم روح ہے اور روح کو نفس پر برتری حاصل ہے لیکن اسلامی معاشرہ ایک متوازن معاشرہ ہے۔ یہاں ہر گروہ کے حقوق ہیں اور واجبات ہیں۔ کسی گروہ کو کسی گروہ پر فوقیت نہیں دی گئی۔ اللہ کے قُرب کے لیے صرف تقویٰ کو معیار رکھا گیا ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ تقویٰ کے لیے مزدور کا ماحول فطری طور پر ساز گار ہے اور وہ تقویٰ کی راہ کو آسانی سے اپنا سکتا ہے۔ مزدور کی دماغی مصروفیات بہت کم ہیں اس لیے وہ اللہ کی توحید کی، عبادت کی طرف زیادہ مائل ہو سکتا ہے اس کے برعکس سرمایہ دار اپنے معاشی معاملات میں اس قدر الجھا ہوا ہے کہ اللہ کے لیے زیادہ دیر تک فارغ نہیں ہو سکتا۔ اس کی معاشی مصروفیات اسے دربدر لیے پھرتی ہیں اور اس کے اندر محتاجی اور بزدلی کے اثرات نمایاں ہو جاتے ہیں۔ اس کے مقابل مزدور اپنے کام میں مصروف رہتا ہے، خوددار ہوتا ہے، خود اعتمادی کی دولت سے مالا مال ہوتا ہے۔ ماشاء اللہ!

تاریخ شاہد ہے کہ دین کا عَلَم ہمیشہ غریب کے ہاتھ میں رہا، لیکن بعض اوقات دین کے اُفق پر ہمیں بعض ایسی شخصیتیں نظر آتی ہیں، جن کے پاس وافر سرمایہ تھا لیکن حقیقتاً یہ وہ لوگ تھے جن پہ اللہ نے انعام کیا۔ انہوں نے سرمایہ داری کی راہ میں کوئی جدوجہد نہیں کی۔ ان کے شب و روز اللہ ہی کے کاموں کے لیے وقف تھے۔ اللہ نے ان کے لیے رزق کی راہیں بہت کشادہ کی ہوئی تھیں اور وہ اپنے سرمایہ کو اللہ ہی کے حکم کے مطابق صرف کرتے تھے

ان کا مال ان کے ہاتھ پر ہوتا تھا اور دل کلیتہً اللہ کے لیے فارغ ہوتے تھے۔ یہ وہ جلیل القدر شخصیتیں تھیں جن کے ظاہر اور باطن اہل حکومت تھے اور انسانیت نے ان کی ذات سے بڑا فائدہ اٹھایا۔ ان کا سرمایہ اللہ کی غریب اور نادار مخلوق کے لیے تھا اور انسانی تعمیر اور دلجوئی کے لیے وقف تھا۔ لیکن حاکم کا تعلق سرمایہ سے نہیں وہ معاشرے میں اللہ کا حکم سنانے اور منوانے کے لیے ہے۔ اسلامی معاشرے میں ایک ذمہ دار حاکم اللہ کی حاکمیت کا مظہر ہے

سرمایہ دار اور مزدور دونوں اس کے سامنے جواب دہ ہیں۔ حاکم اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو سن کر سرمایہ دار اور مزدور کو سنانے والا ہے۔

سرمایہ دار کا تعلق مال سے اور مزدور کا محنت سے ہوتا ہے۔ سرمایہ دار مخیّر ہو اور مزدور دیانت دار۔ سرمایہ دار علیم ہو اور مزدور خود دار۔ مزدور محنتی ہو اور سرمایہ دار قدر دان۔ مزدور خیر خواہ ہو اور سرمایہ دار ذمہ دار۔ سرمایہ دار بڑا بھائی ہو اور مزدور چھوٹا بھائی۔ کسی کی کوئی چیز دوسرے سے چھپی نہ ہو۔ درمیانی فضا اعتماد سے بھرپور ہو۔ حاکم، سرمایہ دار اور مزدور ساتھ ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ ذمہ داری حاکم پہ عاید ہوتی ہے۔ ایک اسلامی فضا ہی ان تینوں گروہوں کے درمیان ربط اور اعتماد کو فروغ دے سکتی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور معاشرہ اور کوئی نظامِ فکر، حاکمیت، سرمایہ داری اور محنت کے درمیان توازن نہیں قائم کر سکتا۔ جب تک کسی ملک میں یہ تینوں گروہ اتحاد نہیں کرتے، کوئی قوم ترقّی کی راہ پہ گامزن نہیں ہو سکتی۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابْ

الحمدُ للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۰۵ مزدور معاشرے کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۰۶ غریب کا وفاداری و خودداری و غیرت میں پہلا نمبر ہوتا ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۰۷ ناداری کے ایثار کی برابری سرمایہ داری بھلا کیسے کر سکتی ہے؟

کبھی نہیں کر سکتی ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۰۸ سرمایہ دار بندے بندے کا محتاج اور بزدل ہوتا ہے ۔ ذرا سی بھی کوفت برداشت نہیں کر سکتا ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۰۹ غریب ملک و ملت کا وفادار و جانباز و مایۂ ناز سپوت ہے لیکن بے چارے کی دلجوئی نہیں کی جاتی، اس کی خدمات کی داد نہیں دی جاتی ۔ یہ اپنے مالک کی شفقت سے محروم ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۵۱۰ قدر کے روکنے کی تدبیر مت کر ۔ اللہ جیسے چاہتے ہیں ہو کر رہتا ہے ۔ کوئی روک نہیں سکتا اور وہ حکمت پر مبنی ہوتا ہے کسی کی کوئی تدبیر قادر کی کسی تقدیر کو کبھی روک نہیں سکتی قرب میں جو مقام تسلیم کو حاصل ہے، تدبیر کو نہیں ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۱۱ ایک نے کہا میں نے اپنے لیے کبھی کچھ نہیں کیا ۔ جس بھی حال میں رکھا، مطمئن رہا ۔ اس لیے کہ ہر حال ان کی طرف سے ہے اور حکمت پر مبنی ہے اور میرے ہی لیے بھلائی ہے ۔ حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۱۲ نہ طلب کر، نہ قبول کر، نہ پروا کر ۔ ان کے سوا اُن کی قسم ہر شے، ہیچ و بے کار، اور نظر ہی کا

سراب و فریب ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۱۳ دین دار سرمایہ دار نہیں ہوسکتا، کبھی نہیں ہوسکتا، سرمایہ دین کی ضد ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۱۴ دین دار کسی بھی چیز کی طمع نہیں کیا کرتے اور نہ ہی کسی چیز کو جمع کیا کرتے ہیں جس راستے سے جو چیز آیا کرتی ہے اسے اسی راستے لوٹا دیا کرتے ہیں۔

؎

آوے جاوے ہر دے لیکھے　　سائیں کھڑا تماشا ویکھے

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۱۵ سرمایہ دار دین دار ہوسکتا ہے لیکن دین دار کبھی سرمایہ دار نہیں ہوسکتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۱۶ سرمایہ دار کی جد و جہد، خواہ کسی بھی رنگ میں ہو، اپنے سرمایہ ہی کے فروغ و تحفّظ کے لیے ہوتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۱۷ تصوّر میں تسبیح نہیں، تصویر ہوتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۱۸ سرمایہ دار کی عقل پہ سرمایہ ہی غالب ہوتا ہے۔ وہ جو بھی بات کرتا ہے پیسے کے حوالے ہی سے کرتا ہے۔ ایک سرمایہ دار سے سوال کیا کہیے: اب صحت کا کیا حال ہے؟ کہنے لگا "روپے میں سے اٹھنّی ٹھیک ہوں"۔ دوسرے سے سوال کیا آپ کے کاروبار کی اب کیا صورت ہے؟ کہنے لگا "پہلے سے اب چار آنے بہتر ہے"!

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۱۹ ایک سیّاح نے ایک صحرانورد سے کہا کہ:

وہ ایک مدت سے سیاحت کر رہا ہے۔ اسے کہیں بھی کوئی بندہ ایسا نہیں ملا جو صرف اللہ ہی کا طالب ہو، اللہ کے سوا کسی اور شے سے کوئی دلچسپی نہ رکھتا ہو، جس کی نظروں میں اللہ کے سوا ہر شے، ہیچ و بے کار ہو۔ جو حال و مقام سے مستغنی و بے نیاز ہو، کبھی جھوٹ نہ بولتا ہو، غیبت نہ کرتا ہو۔ چغلی نہ کرتا ہو اور جس کا دل حسد و نفاق سے کلیتاً پاک ہو۔

اس نے کہا کہ:

وہ ہمیشہ اس انتظار میں رہتا ہے کہ کوئی جوانمرد آئے اور اس کے بیان کو غلط ثابت کرے۔ ابھی تک کوئی نہیں آیا۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ وَسَدِّدْنِیْ : اٰمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۲۰ جن کاموں سے منع کیا گیا ہے باز رہ۔ جن کاموں کا حکم دیا گیا ہے کر۔ تیرے ایک ہاتھ میں قرآن کریم اور دوسرے میں سنّتِ مطہرہ ہو۔ سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عبادت میں محو و منہمک رہ۔ ایک مدت اس حال میں رہنے کے بعد جو حال پیدا ہو اس وادی کا پہلا قدم ہے۔ اور کوئی سالک کسی اور طرح اس وادی میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تک پہنچنے کے لیے تمام راستے مسدود ہو چکے ہیں۔ یہ اور صرف یہ راہ کھلا ہے۔ اللہ تک جو بھی پہنچا، اسی راستے سے گزر کر پہنچا۔ یہ راہ کہیں گنجان، کہیں سنسان، کہیں دشوار اور کہیں آسان ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی راہ میں چلنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ قدم قدم پہ راہنمائی فرماتا ہے۔ یہ راہ بڑی رتکلنی ہے مابڑی ہی تنکلنی، ذرا سی غفلت پہ پاؤں پھسل جاتا ہے اور پھر اسی مقام پہ دوبارہ پہنچنے کے لیے کافی تگ و دو کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام اور سیدنا خضر علیہ السلام سلطان البحر و بر کی رفاقت سے عبرت حاصل کر۔ سنبھل سنبھل کر چل۔ کسی سے بھی بیباک مت ہو۔ گستاخ مت ہو۔ شکر کر اللہ نے تجھ کو اپنی راہ میں چلنے کی توفیق بخشی۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۵۲۱ جب تک یہ دل حسد سے پاک نہیں ہوتا، صاف نہیں ہوتا اور حسد نیکیوں کو جلا کر بھسم کر دیتا ہے۔ حسد دل کی ایک مہلک مرض ہے۔ اگر آپ کا دل اس مہلک مرض کا مریض ہے، اس کا علاج کر۔ جہاں سے ہو سکے، ضرور کر۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۵۲۲ بندہ جب سچے دل سے پکی توبہ کرتا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ ستار العیوب اور غفار الذنوب ہے اپنے لطف و کرم سے اپنے بندے کی توبہ قبول فرما کر صغیرہ و کبیرہ گناہوں کی بخشش فرما

دیتا ہے۔ یہ شریعت ہے۔ بندہ جب ماسوا سے دل کو کلیتاً پاک کر لیتا ہے اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ کے راز کو سمجھ جاتا ہے۔ یہ طریقت ہے۔ صغائر و کبائر سے پاک رہنا اتنا مشکل نہیں جتنا کہ غیریت سے پاک رہنا مشکل ہے۔ ہم سب غیریت سے پاک رہنے کی تلقین کرتے ہیں لیکن کسی نے بھی کوئی اللہ کا بندہ ایسا نہیں دیکھا جس کا دل غیریت سے پاک ہو

ایک نے پوچھا:

ان تین سو چھپن بندوں کے بھی دل غیریت سے پاک نہیں ہوتے؟

اس نے کہا:

اللہ کے وہ چنے ہوئے بندے بندوں کی نظروں سے اوجھل ہوتے ہیں۔ ان کے سوا کوئی دوسرا ان کے حال سے خبردار نہیں ہوتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۵۲۳ یہ نفس کاہل ہے، سست ہے، بزدل ہے، بخیل ہے، سرکش ہے، عیار ہے، مکار ہے، اسے قابو میں رکھ، ہر وقت کسی نہ کسی کام میں مشغول رکھ، دم بھر کے لیے بھی فارغ ہونے مت دے، اسے سر کھجلانے کی فرصت نہ ہو،

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۵۲۴ اللہ کے بندو!

اللہ سے ڈرو اور اپنے نفس کی مخالفت کرو۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۵۲۵ یہ زینت و لذت و راحت و شہرت کا طالب ہے۔ اس کی کسی بھی طلب کو پورا ہونے مت دو

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۲۶ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بندے کو حاکم اور نفس کو محکوم بنا کر بھیجا لیکن حقیقتاً نفس حاکم اور بندہ محکوم ہے۔ افسوس! صد افسوس!

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۲۷ اگر آپ کے نزدیک نیکی برائی سے افضل ہے، نیکی کیا کر! اگر دین کے کام دنیا کے کاموں سے بہتر ہوں تو دنیا کے کاموں پہ دین کے کاموں کو ترجیح دیا کر!

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۲۸ حلم ایمان کی زینت اور تقویٰ مومن کی عزت ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۲۹ مومن کا قول و فعل، شر سے پاک اور خیر سے معمور ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۳۰ ایک نے کہا کہ میں نے جب بھی ان سے کوئی بات پوچھی، انہوں نے یہی کہا کہ کسی بھی شئے کے پیچھے مت پڑ۔ ہر شئے کا ہونا نہ ہونا اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ کل کائنات کا نظام ارادتِ الٰہی کے تحت محوِ عمل ہے، صبر سے رحمت کا انتظار کر، حکیم کا کوئی فعل حکمت

سے خالی نہیں ہوتا۔

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۳۱ قریب ہو کر دیکھ۔ یہ درندہ نہیں، انسان ہے، تیرا بھائی ہے اور تجھ سے افضل۔

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۳۲ تیرا یہ کہنا، کہ: یا اللہ! تیرا یہ گنہگار و خطاکار بندہ کسی بھی امر پہ کوئی قدرت نہیں رکھتا، اس کی ہر شے، خیر ہو یا شر، تیری ہی طرف سے ہے۔ مقبول الحق عبادت ہے۔ ماشاءاللہ!

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۳۳ جس پودے کو زمین قبول کر لیتی ہے، کبھی نہیں کملاتا۔ نت نئی کونپل نکالا کرتا ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۳۴ جس پودے کو زمین قبول نہیں کرتی، کبھی نہیں لہلہاتا، ہمیشہ کملایا رہتا ہے۔ مہینے گزر جاتے ہیں کوئی کونپل نہیں نکالتا۔ واضح ہو کہ نباتات و حیوانات ایک ہی اصول کے تحت اپنی اپنی منازل پہ گامزن ہیں۔

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۳۵ پانی نیند لاتا ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۵۳۶ اللہ سب سے بڑھ کر غنی و غیرت مند ہے ۔ اپنے متوکل کو کبھی کسی غیر کی طرف نہیں پھیرتا، نہ ہی اپنے ذاکر کو بھولتا ہے ۔ تیرے سب سے قریب تر تیرا اللہ ہے ۔ ہر حال میں اپنے اللہ کو پکار ۔ بے شک اللہ سنتا ہے، دیکھتا ہے، جانتا ہے، قادر المقتدر ہے اور مجیب الدّعوات ۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰازِقِیۡنَ

۱۵۳۷ احسان کر، بے شک احسان کا بدلہ احسان ہے ۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰازِقِیۡنَ

۱۵۳۸ صبر کر ۔ بے شک صبر کا بدلہ نجات ہے ۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰازِقِیۡنَ

۱۵۳۹ تیرا سہارا، یا حي یا قیوم : کبھی ختم نہیں ہوتا اور ہم سب تیرے ہی سہارے تیری دنیا میں جی رہے ہیں ۔ یا حي یا قیوم !

الحمدُ للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰازِقِیۡنَ

۱۵۴۰ یہ تقدیریں تیری عزّت و عظمت والی بارگاہِ ربِّ ذوالجلال والاکرام میں کیا ہیں ؟ تیری ارادت ہی سے لوح پہ ثبت و محفوظ ہیں ۔ تُو اے ربِّ ذوالجلال والاکرام : جسے چاہے اور جب چاہے بلند و پست کرے، کسی کو مٹا دے، کسی کو بڑھا دے یہی کُلَّ یَوۡمٍ ھُوَ فِیۡ شَاۡنٍ ہے ۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰازِقِیۡنَ

۱۵۴۱ اللہ کے حضور میں لمبی چوڑی باتوں کی ضرورت نہیں ہوتی، یوں کہہ دینا کہ اے میرے رب ذوالجلال و الاکرام! میرا فلاں کام کر دے، کافی ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْن

۱۵۴۲ اللہ رب العٰلمین نے آدمؑ کو پیدا کر کے حکمت کی حد کر دی۔ جو سارے جہان میں ہے وہ سب ایک انسان میں ہے۔ آدمؑ کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنی صورت پہ بنایا۔ اللہ نے آدمؑ کی تخلیق کی اور آدم نے آدم کی تعمیر۔ آدم کو خلیفہ بنایا۔ خلیفہ بمنزلہ اصل کے ہوتا ہے۔ خلیفہ میں تین باتوں کا ہونا ضروری ہے۔ **علم، مقام اور اختیار**۔ جسے علم و مقام و اختیار حاصل نہیں، وہ خلیفہ کیسا!

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْن

۱۵۴۳ ہر شے مادی ہو یا روحی، جل کر ہی اکسیر بنا کرتی ہے۔ جو مٹ کر خاک ہو جائے یا جل کر راکھ ہو جائے، اکسیر ہے۔ جب تک سونے کو آگ میں نہیں ڈالا جاتا، اپنے اصلی رنگ میں نہیں آتا۔ تپش میل کو جلا کر سونے کو جگمگا دیتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْن

۱۵۴۴ جو برکت، قوت اور اطمینان توکّل میں ہے، اسباب میں نہیں۔ جو ایثار میں ہے، ذخیرہ میں نہیں

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْن

۱۵۴۵ حال، ماضی کا شاہد ہے۔ جو شے ماضی میں تھی حال میں بھی ہے۔ اگر حال میں نہیں، ماضی میں بھی نہ تھی۔ حال کو ماضی پہ فضیلت ہے۔ جس نے ماضی کو دیکھنا ہو، حال کو دیکھے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۴۶ جو جس کی راہ پہ ہوتا ہے، وہی اس کا شاہد ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۴۷ مِلّت کے نونہالو!

ایک ہو جاؤ اور نیک ہو جاؤ۔ معمولی معمولی اختلافی باتوں کو ہوا دے کر سادہ لوح بندوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف نفرت مت پھیلاؤ

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۴۸ دین کا علم حاصل کیجیے، اپنے علم پر عمل کیجیے۔ نماز دین کا ستون ہے، نماز قائم کیجیے۔ آپ اپنے معاشرے کی اصلاح کے ضامن و ذمّہ دار ہیں۔ اپنی ذمّہ داری پوری کیجیے۔ مِلّتِ اسلامیہ کے مابین اخوّت، اتحاد و محبت کو فروغ دیجیے۔ دین کی کسی درس گاہ کے خلاف اہانت آمیز کلمات نہ کہیے۔ دین کے فضائل و مسائل بیان کیجیے۔ اختلافی مسائل میں مباحثہ نہ کیجیے۔

الحمد للحیّ القیّوم

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۴۹ نجات و قُرب و ولایت کا واحد ذریعہ اتباعِ سنّت پہ مبنی و موقوف ہے۔ سنّتِ نبویؐ کی پیروی کیجیے۔ اپنے کسی عمل کو باطل نہ کیجیے یعنی ایک بار اختیار کر چکنے کے بعد ترک نہ کیجیے۔ ہر حال میں قبض ہو یا بسط، اللہ کی یاد میں راحت تلاش کیجیے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۵۰ اللہ کے بندے، بندوں سے کچھ نہیں لیا کرتے۔ تمام معاملات اللہ ہی کے حوالے کر دیا کرتے ہیں۔ اللہ ہی اپنے بندوں کا بندوں سے بدلہ لیا کرتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۵۱ بچے کو ماں کی اور فصل کو کسان کی محبت بھری نظروں کی ضرورت ہوتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۵۲ نباتات بدرجۂ اولیٰ نظر سے مستفیض ہوتی ہے۔ جس سبزے پہ کسی کی نظر پڑ جاتی ہے لہلہانے لگ جاتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۵۳ مباح کا ترک مباح ہے۔ جن باتوں سے دین میں منع نہیں کیا گیا اور جن باتوں کے کرنے کا حکم نہیں دیا گیا، مباح ہے۔ مثلاً نہ قبر پہ پھول پڑھانے کا حکم دیا گیا اور نہ ہی منع کیا گیا۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۵۴ تیرا صدقِ دل سے یہ کہنا کہ یا اللہ تیرا یہ بندہ کسی بھی امر پہ کوئی قدرت نہیں رکھتا، اس کے سارے ہی معاملات تیرے ہی حوالے ہیں۔ ایک امید افزا عبدیت ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۵۵۵ یہ کہہ :

حضور اقدس، اکمل و اجمل، اطیب و اطہر صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق میرا مذہب، محبت میری ملت اور اتباع میری منزل ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۵۶ مسلمانوں نے کوئی سات سو سال کے لگ بھگ ہندوستان پر حکومت کی۔ خاندانِ مغلیہ کے آخری حکمران طبلے سرنگی میں مشغول ہو گئے اور اس قدر ہوئے کہ رقص و سرود کی محفل میں دربان نے عرض کی جہاں پناہ! دشمن دروازے تک پہنچ گیا۔ شاہ نے اسے بے جا مداخلت متصوّر کرتے ہوئے فرمایا:

ھُنُوْزْ دِھلی دُوْر اَسْت

اسی دن سے یہ کلمہ ہر خاص و عام کا تکیۂ کلام بنا ہوا ہے۔ پھر ایک نے شاہ کی تائید میں کہا کہ دشمن کو طبلے کی تھاپ سے اُڑا دیں گے۔ پہلے کی طرح یہ بھی اسی دن سے لوگوں کا تکیۂ کلام بنا ہوا ہے۔

مغلیہ خاندان کا آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر ایک ادیب و شاعر بھی تھا۔ اس نے قیامت تک آنے والی نسلوں کی عبرت کے لیے اپنے حال کا اجمالی سا نقشہ کچھ اس انداز میں چھوڑا

○

نہ کسی کی آنکھ کا نور ہوں، نہ کسی کے دل کا قرار ہوں
کسی کام میں جو نہ آسکے میں وہ ایک مشتِ غبار ہوں

نہ کوئی دوائے جگر ہوں میں، نہ کسی کی میٹھی نظر ہوں میں
نہ اِدھر ہوں میں نہ اُدھر ہوں میں، نہ شکیب ہوں نہ قرار ہوں

میرا الجنت مجھ سے بچھڑ گیا، میرا رنگ روپ بگڑ گیا

جو خزاں سے باغ اجڑ گیا میں اسی کی فصلِ بہار ہوں

پئے فاتحہ کوئی آئے کیوں، کوئی چار پھول چڑھائے کیوں؟

کوئی شمع لا کے جلائے کیوں، کہ میں بے کسی کا مزار ہوں

نہ میں لاگ ہوں، نہ بگاڑ ہوں، نہ سہاگ ہوں نہ سنگار ہوں

جو بگڑ گیا وہ بناؤ ہوں، جو نہیں رہا وہ سنگار ہوں

میں نہیں ہوں نغمۂ جانفزا، کوئی مجھ کو سن کے کریگا کیا

میں بڑے ہی روگ کی ہوں صدا، میں بڑے دکھی کی پکار ہوں

نہ تو میں کسی کا حبیب ہوں، نہ میں مضطر ان کا رقیب ہوں

جو بگڑ گیا وہ نصیب ہوں، جو اجڑ گیا وہ دیار ہوں

○

خاندانِ مغلیہ کی کوتاہیوں کی ساری سزا ظفر ہی کو بھگتنا پڑی۔ آپ کو قید کیا گیا۔ تین دن فاقے سے رکھا گیا، تیسرے دن طشتری پر سرپوش دے کر "ناشتہ" بھیجا گیا۔ جب انہوں نے سرپوش اٹھایا تو دیکھا کہ ان کے بیٹے کا سر تھا۔ الاماں، الاماں

پھر آپ کو رنگون میں قید کیا گیا، ایک مٹکا پانی بھر کر رکھ دیا اور اوڑھنے کو ایک بوریا۔ ایک سیّاح آپ سے ملاقی ہوا۔ آپ نے مٹکے کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے دیکھا کہ مٹکے کے اندر پانی میں سونڈیاں تیر رہی تھیں اور پانی متعفّن ہو چکا تھا۔ پھر آپ نے اپنے جسم کی طرف متوجہ کیا جس میں زخم تھا اور اس میں کیڑے پڑ چکے تھے۔ سیاح کانپ اٹھا اور یہ وعدہ کر کے چلا گیا کہ میں ابھی جا کر اس کا بندوبست کیے دیتا ہوں۔

مسلمانوں نے اپنے عہدِ سلطنت میں اپنے لیے بہت کچھ کیا، سب کچھ کیا، فلک بوس عمارات

تعمیر کیں، آرائش و استراحت کے عدیم المثال اسباب فراہم کیے لیکن اللہ کے دینِ اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لیے کوئی جدوجہد نہ کی۔ اگر دینِ متین کی تبلیغ کو اپنا مطمحِ نظر بناتے تو آج نقشہ کچھ اور ہوتا سارا ہند مسلمان ہوتا اور ہمیں یہ دن دیکھنے نصیب نہ ہوتے۔

بادشاہو! عبرت کے لیے نور جہاں کا ایک مقبرہ کافی ہے۔

فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

الحمد للحی القیوم

۱۵۵۷ جس کارواں کا امام عشق نہیں ہوتا، کسی منزل پہ نہیں پہنچتا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۵۵۸ طریقت کا دارومدار طلب پہ موقوف ہوتا ہے۔ دنیائے طریقت میں گنتی کے چند بندے ہوتے ہیں، جن کی طلب خالص، پختہ اور دوام ہوتی ہے، جو اپنی طلب کبھی نہیں بدلتے، بالکل نہیں بدلتے۔ طلب کی ساری تاریخ چند اوراق پہ مشتمل ہے، ضخیم نہیں۔ ایک نے ان کے لیے اپنے دل کو دنیا و دین کی ہر طلب سے کلیتاً پاک کیا، حتیٰ کہ ان کے سوا اس میں کسی بھی شئے کی کوئی طلب باقی نہ رہی۔ پھر وہ خرامِ ناز سے اٹھکیلیاں کرتا ہوا ان کی راہ میں نکلا اس نے کہا کہ اس وقت اس کے ہمراہ اس کی ہر شئے تھی۔ دل ساتھ تھا، جان ساتھ تھی، روح ساتھ تھی، نفس ساتھ تھا، حوریں ساتھ تھیں اور غلمان ساتھ تھے۔ گویا اس وقت یہ ننھا سا کارواں کل کائنات پہ مشتمل تھا۔ جب یہ کارواں اللہ کے لیے صرف اللہ ہی کے لیے اللہ کی راہ میں نکلا اللہ کے سوا کوئی اور غرض و غایت نہ تھی، بالکل نہ تھی۔ نہ کوئی دینی غرض تھی، نہ دنیوی۔ اسی وقت اللہ کی رحمت نے اس کا استقبال کیا۔ حضورِ اقدس و اکمل، اکرم و اجمل، اطیب و اطہر روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا، کالی کملی میں چھپا لیا۔ روحی فیض سے مشرف فرما کر خزانوں کی

کنجیاں بخش دیں اور یہ عنایات کی حد ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۵۹　ایک نے پوچھا کہ تم زندگی کا یہ سارا ساز و سامان لیے کہاں جا رہے ہو اور کیا لینے جا رہے ہو؟ اس نے کہا کہ اگر وہ ملیں گھر کا گھر بیچتا ہوں۔ میں ہستی کی ساری دکاں بیچتا ہوں۔ زر و مال دنیا تو ہے ہی کیا چیز؟ میں قلب و نفس، روح و جاں بیچتا ہوں۔

پھر اس کے بعد کسی نے بھی کبھی اس سے کوئی سوال نہیں کیا۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۶۰　جب اس سے پوچھا کہ وہ کیا چاہتا ہے اور کیوں آیا ہے؟ اس نے ایک ہی جواب دیا کہ وہ کچھ بھی نہیں چاہتا۔ اس کے دل میں دنیا و آخرت کی کسی بھی چیز کی کوئی طلب و تمنا نہیں۔ اس کا دل، اللہ کا شکر و احسان ہے کہ ہر خواہش سے بالکل خالی ہے اور یہ وہ خود بھی نہیں جانتا کہ کیوں آیا ہے۔ یا تو میرے آقا! آپ نے اس ناچیز کو بلایا ہے یا پھر انہوں نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ اپنے آپ یہ کمینہ سرکار کے حضور میں حاضری کی جسارت نہیں رکھتا۔

یہ سُن کر فرمانے لگے:

کیا یہ سچ ہے کہ تیرے دل میں دنیا و آخرت کی کوئی بھی طلب و تمنّا نہیں؟ کیا واقعی تیرا دل ہر خواہش سے خالی ہے؟

اس نے کہا:

میرے اس قول کی تصدیق وقت خود کرے گا۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الْعَزِیْزُ

زہے قسمت! یہ کمینہ تیرے درِ اقدس کی خاک ہو اور تیرے پائے ناز

تلے پائمال ہوتا رہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۶۱ دنیا ملعون تھی اور ملعون کا ترک کوئی جوانمردی نہیں، خردمندی ہے۔ کوئی مشکل نہیں، آسان ہے۔
انہوں نے مزید فرمایا کہ:

ملعون سے دست بردار ہونا تو کوئی بڑی بات نہیں، جتنا کنا ہو سکتا ہے۔ اس وادی کی طلب بیان کر! کیا لینے آئے ہو اور کیا بننے آئے ہو؟

اس پہ اس نے عرض کی کہ:

اس وادی کی تو کسی چیز کا مجھے کوئی پتہ نہیں کہ اس میں کیا ہوتا ہے؟ البتہ جس طرح یہ دل دنیا سے فارغ ہے، اسی طرح اس وادی کے سارے درجات سے بھی فارغ ہے۔

اس پہ وہ مسکرائے، اس کی پیشانی کو چوما، فرمانے لگے:

تیرا یہ کہنا گویا میرے ہی فیض کی بدولت ہے۔

پھر میری سرکار نے اس وادی کے تمام درجات ایک ایک کر کے بیان فرمائے۔
اس پہ اس نے عرض کی کہ:

یہ کمینہ، ناقص العقل، عاجز و مسکین، نااہل و نالائق ان میں سے کسی ایک کا بھی متحمل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس کے دل میں کسی بھی شے کی کوئی طلب باقی ہے۔ اس کی نظروں میں ان کے سوا ہر شے ہیچ و بے کار ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۶۲ انسانی جسم الوجود میں پاؤں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ پاؤں سارے جسم کی سواری ہے۔ مہد سے لحد تک جہاں بھی وہ جاتا ہے پاؤں ہی پر چل کر جاتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پاؤں ہی کے متعلق فرمایا کہ:

"جو پاؤں اللہ کی راہ میں غبار آلودہ ہوں، ان پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔"

جسم کے کسی اور حصّے کا نام نہیں لیا۔ حالانکہ سفر میں سارا جسم گرد آلود ہوتا ہے۔ قدم بوسی عجز و احترام کی انتہا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۵۶۳ ایک رند ایک جنگل میں ہوکا دے رہا تھا "آؤ جس نے اللہ کو دیکھنا ہے"۔

ایک نے کہا "اپنے اندر کر باہر"۔

کہا "اپنے اندر"۔

کہنے لگا کہ "وہ میں نے دیکھا ہوا ہے"۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۵۶۴ یا اللہ! ہم گنہگار و خطاکار کسی بھی آزمائش کی تاب نہیں لا سکتے۔ نہ ہی کسی آزمائش میں ثابت قدم رہ سکتے ہیں۔ ایک نے کہا کہ اس نے ایک حال دیکھا۔ سبحان اللہ! کہ ایک کو آسمان سے گرایا گیا، اس نے زمین و آسمان کے درمیان قلابازی کھائی اور اس کا گرنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہی کی طرح تھا کسی کو بھی یہ امید نہ تھی کہ وہ زندہ زمین پر پہنچے گا۔ اللہ سبحانہٗ کی قدرت اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وکالت و کفالت سے صحیح و سلامت زمین پر پہنچا جسم کے کسی حصے کو چوٹ نہیں آئی، بال تک بیکا نہیں ہوا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبَّنَا وَيَرْضٰى

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰازِقِيْنَ

۱۵۶۵ بانس اوپر کو اور بیری نیچے کو بڑھا کرتی ہے، بانس کو کوئی پھل نہیں لگتا اور کوئی پتھر نہیں مارتا؛ پتھر اور بیری ہی کو ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰازِقِيْنَ

۱۵۶۶ خالق کی تخلیق کا یہ انتہائی کمال ہے کہ ہر مخلوق اپنے تئیں احسن و اکمل و افضل سمجھتی ہے، اسے اپنے میں کوئی کمی، نقص و قباحت نظر نہیں آتی، نہ ہی وہ کسی دوسرے کو اپنے سے دانش مند تصور کرتی ہے۔ بھلا کبھی عقلمند بھی اپنے آپ کو عقلمند سمجھا کرتے ہیں۔ تخلیق میں جو بھی کمی ہوتی ہے، حکمت پہ مبنی ہوتی ہے اور مخلوق کو محسوس نہیں ہوتی۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰازِقِيْنَ

۱۵۶۷ بندہ جب صدقِ دل سے اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اسی وقت اللہ اس پہ اپنی رحمت نازل فرما دیتا ہے۔ عبادت کوئی مشکل نہیں۔ دل کو دنیا سے اٹھا کر اللہ کی طرف راغب کرنا مشکل ہے اور دل اللہ ہی کی رحمت سے اللہ کی طرف رجوع ہوا کرتے ہیں اور اے میری جان! کسی دل کا اللہ کے لیے فارغ ہونا کوئی معمولی ہے؟ کون و مکاں کی نعمتوں میں سے افضل نعمت ہے۔ مبارک ہے وہ دل جو اللہ کے لیے فارغ ہوا، خوشخبری ہے اس دل کو جس میں اللہ کا ذکر جاری ہوا

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰازِقِيْنَ

۱۵۶۸ یا اللہ! تیرے لطف و کرم سے تیرے اس گنہ گار و خطا کار بندے کو تیری کتاب قرآن عظیم و کریم و مجید کی تلاوت کی توفیق عنایت ہو!

یا حی! یا قیوم! لا الٰہ الا انت یا ارحم الراحمین! آمین

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۶۹ ساری دنیا میں گنتی کے چند دل اللہ کے لیے فارغ ہوتے ہیں اور اللہ کے چنے ہوئے بندوں کے دل اللہ کے لیے فارغ ہوتے ہیں، سب کے نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۷۰ نقلی جنس نقلی ہی رہتی ہے، کبھی نہیں بدلتی، اگرچہ کعبہ میں ہو!

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۷۱ ہر شہر میں ہر عطّار کی دکان سے جتنی بھی کستوری درکار ہو، مل سکتی ہے یہاں تک کہ "دارالاحسان" کے ایک قریبی گاؤں "ساہووالہ" میں بھی مل سکتی ہے۔ اتنی کستوری کہاں سے آئی؟
اسی طرح زعفران، اسی طرح شہد، اسی طرح مروارید اور اسی طرح ہم۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

۱۵۷۲ میرے آقا تیری یاد میرے دل کے چراغ کا تیل ہے۔ یہ دیا کبھی گل نہ ہو سدا روشن رہے یا حیُّ یا قیّومُ آمین

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۷۳ تیری نگاہ میں شفا ہو اور زبان میں فیض۔ یا حیُّ یا قیّومُ : آمین

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۷۴ اللہ تبارک و تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا احسان توحید کا تعارف ہے یعنی اللہ رب العالمین نے اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کل کائنات کا قیامت تک کے لیے خاتم النبیین بنا کر بھیجا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مخلوق کو خالق کی ذات و صفات سے متعارف فرمایا۔

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۷۵ جس کام کے لیے تجھے بھیجا گیا ہے وہ کام کر۔ اسی میں ان کی رضا اور اسی میں تیری بھلائی ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۷۶ ہمیں کوشش کا حکم دیا گیا ہے جتنی کوشش کی تو ہمیں توفیق بخشتا ہے، کرتے ہیں لیکن کامیابی ہماری کوشش پہ نہیں تیری قدرت پہ موقوف ہے۔ تو اپنی قدرت سے اس کام میں کامیابی نصیب فرما۔ یا حیُّ یا قیّومُ : آمین

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۷۷ تیرا قول تیرا فعل ہو، ہر قول کے مطابق تیرا فعل ہو۔ تیرا فعل تیرے قول کا ترجمان ہو۔ تیرا کوئی قول و فعل قابلِ اعتراض نہ ہو۔ تیرا قول و فعل تیری قوم کے لیے ایک نمونہ ہو۔ تیری تبلیغ تیرے اپنے قول و فعل تک محدود ہو۔ بے شک آج تیری قوم کو ایسی تبلیغ کی ضرورت ہے جو تو کہنا چاہتا ہے کر کے دکھلا۔ عملی نمونہ بہترین تبلیغ ہے۔ اس حال میں ایک دن جینا سو سال جینے سے بہتر ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۱۵۷۸ کسی قلب کا کسی جستجو میں ہمہ تن محو ہو کر ہر دیگر جستجو سے مستغنی و دست بردار ہونا وقوفِ قلبی ہے۔ ہر جستجو جستجو ہے، بہترین جستجو اللہ کی جستجو ہے۔ وقوفِ قلبی اتباعِ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حال ہے۔ جب کوئی سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتا ہے تو اس کی برکت سے اس کا قلب ہر مکر سے آزاد ہو کر اپنے خالق کے لیے وقف ہو جاتا ہے یا درحقیقت خالق اس قلب کو اپنے لیے وقف کر لیتا ہے۔ جدید سلوک سنّتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اِتّباع اور سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والے کی اِتّباع کے سوا ہر اتباع موقوف کرتا ہے اتباع سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پہ ہی ظاہر و باطن کی ترقی موقوف ہے۔ یہ مقام ہر مقام سے افضل اور ہر مقام اس مقام کی زد میں ہے۔ یہ مقام ماشاء اللہ ہر افضل سے افضل اور ہر مشکل سے مشکل ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۱۵۷۹ ہم اپنے علم پہ عمل نہیں کرتے، بالکل نہیں کرتے اسی لیے کسی حقیقت کے راز کو نہیں پا سکتے۔ اگر ہم اپنے علم پہ عمل کریں تو کسی اختلافی مسئلے کو کبھی اعتنا نہ کریں۔ عمل کے نشے میں مخمور رہیں اور ملّتِ

اسلامیہ کے ہر معاملہ میں اخوت، اتحاد اور محبت کو فروغ دیں۔

یوں کہا:

یا اللہ! مجھ کو اپنے علم پر عمل کی توفیق بخش: یاحیّ! یاقیوم! آمین

ہماری یہ بے سند اور دل آزار باتیں صرف بے عملی ہی کی بدولت ہیں اور ساری دنیا میں چند گنتی کے بندے ہوں گے جو اپنے علم پر عمل کرتے ہوں گے ورنہ سب کے سب جو کہتے ہیں کرتے نہیں۔ کہتے سب کچھ ہیں، کرتے کچھ بھی نہیں۔

عمل کے نور کی ضیا سالک کی راہ کو روشن رکھتی ہے، کبھی تاریک ہونے نہیں دیتی ورنہ اس راہ کی تاریکی کو کوئی اور اجالا کبھی روشن نہیں کر سکتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۵۸۰ شیر جنگل کا تمکین الوری ہے گیدڑوں کی طرح ہاؤ ہو نہیں کرتا، کبھی کبھی دھاڑتا ہے اور شیر کی دھاڑ سے جنگل میں ہلچل مچ جاتی ہے، جانوروں کے دل دہل جاتے ہیں اور سناٹا چھا جاتا ہے۔ اور بھیڑوں کی طرح شیروں کے ریوڑ نہیں ہوتے، کسی کسی جنگل میں کہیں کوئی شیر ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۵۸۱ اسلام کو جو ناز محدثینؒ پر ہے کسی اور پر نہیں، محدثینؒ نبوّت کے مظہر اور اس مے خانے کے بانی و معمار ہیں اور اے قوم! تو نے انہیں کبھی یاد نہیں کیا جن کی بدولت یہ مے خانہ زندہ و آباد ہے، تجھے یاد ہی نہ رہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۵۸۲ یہ رند، یہ تیرے پُر اسرار بندے تیرے میکدے کی رونق ہیں۔ اگر تیری دنیا میں یہ رند نہ ہوتے تو تیری دنیا میں کیا کیف ہوتا؟ کسی بھی تاریخ میں کوئی چاشنی نہ ہوتی۔ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کی ساری داستان کو ان رندوں ہی نے رنگین کیا ہوا ہے۔ یا حیّ! یا قیوم!

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۸۳ انہیں کچھ مت کہہ! یہ رند ہی تو تیرے میکدے کی روحِ رواں ہیں اور یہ میکدہ رندوں ہی کے لیے ہے۔ اگر یہ نہ ہوتے، نہ ساقی ہوتا، نہ صبوحی، اور نہ ہی میکدے میں رونق! تیرے میکدے پہ رندوں کا یہ جمگھٹ سدا برقرار رہے، تیرا کاسہ لبریز رہے اور صراحی اسی طرح بھری رہے اور تو اے میرے ساقی! اے اولالہ فام ساقی! اسی طرح اور ہمیشہ ہمیں پلاتا رہے۔ تیری بھی خیر ہو، تیرے میکدے کی بھی۔ اور رندوں کی بھیڑ اسی طرح قائم و دائم رہے! یا حیّ! یا قیوم! آمین۔
واضح ہو کہ میکدۂ توحید کے چار معروف رند صدیقؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ ہیں۔ وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغ۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۸۴ رند پاک ہوتے ہیں اور بے باک ہوتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۸۵ تیری ہر دوا حکمت، تیری ہر دعا حکمت، تیری ہر عطا حکمت، تیری ہر ادا حکمت، سراسر حکمت اور حکمت پر مبنی ہے۔ یا حیّ یا قیوم!

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۸۶ کردار کے ساتھ ایمان اور ایمان کے ساتھ کردار لازم و ملزوم ہے۔ کسی کو پہلے کردار عنایت ہوا، پھر ایمان، کسی کو پہلے ایمان پھر کردار۔ کردار بلا ایمان اور ایمان بلا کردار، نہ مقبول الفطرت ہے، نہ مقبول الاسلام۔

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۸۷ یا اللہ! تیرا عمرؓ تیری نشانیوں میں سے ایک نشانی، تیرے دین کی قوت و عظمت اور تیرے جلال و اکرام کا مظہر تھا۔ اسلام کو مٹانے کی نیت سے تلوار لے کر گھر سے نکلا۔ ابھی اپنی منزل پر بھی نہ پہنچا تھا کہ خود ہی راہ میں مٹ گیا اور ایسا مٹا کہ شام سے پہلے مکّہ کی فضائیں اللہ اکبر کی آوازوں سے گونج اٹھیں۔ کسی کو بھی روکنے کی جرأت نہ ہوئی۔ یا اللہ! یہ تیرے عمرؓ کی کرامت نہ تھی، تیرا کرم تھا، تیری نوازش تھی جو تو نے اپنے عمرؓ کو پل بھر میں نواز لیا۔

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۸۸ یا اللہ! جس طرح تو نے اپنے عمرؓ کے دل کو پھیرا تھا اسی طرح ہم سب کے، ان سب کے اور ان سب کے دلوں کو پھیر کر اپنے دین کی طرف لا۔ یاحیّ یاقیوم! آمین۔ یا اللہ جنہیں تو نے کردار بخشا ہے، ایمان بھی بخش، اور جنہیں ایمان بخشا ہے انہیں کردار بھی بخش یاحیّ یاقیوم آمین! یا اللہ تیری عزت و عظمت والی بارگاہ رب ذوالجلال والاکرام میں ہم خاک نشینوں کی یہ دُعا مقبول ہو۔

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اٰمِیْنَ

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ! اٰمِیْنَ

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ! اٰمِیْنَ

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۸۹ کردار اگرچہ کتنا بلند ہو، ایمان کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ یا اللہ! جن بندوں کو تو نے کردار بخشا ہے، ایمان بھی بخش۔ یا حیّ یا قیوم! آمین الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۹۰ حکمت کے اصولوں سے کوئی بھی چیز بُری نہیں یہاں تک کہ بُری سے بُری بیماری بھی بُری نہیں۔ ہر شے اپنے اندر ایک رحمت لیے ہوتی ہے۔ یا حیّ یا قیوم!

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۹۱ ضمیر انسان کا سچا راہنما اور نفس خطرناک دشمن ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۹۲ حال ماضی کا محاسب ہے، یہ پوچھتا ہے، یہ کیوں کیا؟ یہ کیوں کیا؟ وہاں کیوں گئے؟

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۹۳ مخالف کسی بھی دلیل پہ مطمئن نہیں ہوا کرتے، نہ ہی اپنی زیادتی کا اعتراف کیا کرتے ہیں۔ اختلاف عموماً ذات سے ہوتا ہے، بات سے نہیں۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغْ

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۹۴ اگر باتوں ہی کا اختلاف ہوتا تو آج تک ضرور ختم ہو جاتا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر بات اور کس کی ہو سکتی ہے؟ معلوم ہوا ہمارے اختلافات باتوں کے نہیں ذاتوں کے ہیں اور یہ کبھی ختم نہیں ہو سکتے جب تک ہم خود انہیں ختم نہیں کرتے۔ ہر ذات اپنی برتری برقرار رکھنا چاہتی ہے

جس کے لیے وہ دین کی ہر بات کا مطلب اپنی ذاتی پسند کے مطابق ڈھال لیتی ہے جب تک کہ اپنی ذاتیات کو دین کے تابع نہیں کرتے، اختلافات کی یہ کشمکش کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ ہم نے دین کو شخصیت میں مدغم کر دیا۔ چاہیے یوں تھا کہ اپنی شخصیت کو دین میں مدغم کرتے۔ پھر کسی بھی اور کسی بھی بات میں کوئی اختلاف نہ رہتا۔ جب بھی کوئی مفکر کسی بھی مسئلہ پہ سوچتا ہے اس میں ذاتی پسند کو ضرور جگہ دیتا ہے جس کی وجہ سے اس مسئلہ کا حل انصاف کے تقاضے پورے نہیں کرتا۔ ہمارے اکابر ذاتیات سے پاک و مبرّا تھے۔ انہوں نے ذاتیات کو دین ہی کے تابع کیا ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی ذات قیامت تک آنے والی نسلوں کے لیے حجّت بنی ہوئی ہے۔ ہمارا اللہ ایک، رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک، کتاب ایک دین ایک، ملّت ایک، ہم سب کا مرکز ایک، منفعت ایک، نقصان ایک، پھر ہم کیوں ایک نہیں؟ یا اللہ! تیرے فضل و کرم سے تیری دنیا میں بسنے والے کروڑوں مسلمان ایک مرکز پہ متحد ہوں۔ آمین۔ تیرے حکم کے تابع ہو کر ساری دنیا پہ حاکم ہوں آمین اور ان کی یہ حاکمیت سرمدی ہو۔ قیامت تک قائم و برقرار رہے۔ یا حیّ یا قیوم۔ آمین۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ! اٰمِيْن

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۱۵۹۵　نیکی صرف اس لیے کرو کہ یہ نیکی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۱۵۹۶　غیر ضروری خواہشات کو پائمال کر دینا انسانیت کا کمال ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۱۵۹۷ عملی قوت تقریروں اور تحریروں کی مرہونِ منت نہیں ہوتی۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْن

۱۵۹۸ تعمیری، اصلاحی تبلیغ کرو۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْن

۱۵۹۹ ایک اللہ کے بندے سے نے بتایا کہ جب بھی وہ کسی بھی قسم کا چھوٹے سے چھوٹا گناہ کرتا ہے اسی وقت اس کا دل کالا ہوتا ہے اور چہرہ بھی۔ دوسرے نے کہا: الحمد للہ! تو نے میری شرح صدر کر دی یہی حال میرا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْن

۱۶۰۰ انسانیت ولایت کی، ولایت نبوت کی اور نبوت ربوبیت کی مظہر ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْن

۱۶۰۱ یہ بھید، یہ راز، یہ سرّ، مولائے کل ختم الرسل روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی اتباع و فیض سے فہم و ادراک میں تو آسکتا ہے، تحریر میں کبھی نہیں آسکتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْن

۱۶۰۲ غلام اگرچہ ایاز ہو، غزنوی اسرار کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۶۰۳ سلوک کی منزل صالحیت کی منزل ہے، تحریر و تقریر کی نہیں۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغْ

الحمد للحیّ القیوّم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۶۰۴ حضرت باوا صاحب زُہدالانبیاء فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ نے اپنے محبوب ترین خلیفہ سلطان نظام الدین محبوبِ الٰہی کو تکمیل ریاضت کے بعد ایک خط کے ہمراہ حضرت شاہ شرف الدین بوعلی شاہ قلندرؒ کی خدمت میں تصدیق تکمیل کے لیے بھیجا۔ آپ نے وہاں پہنچ کر حجرہ شریف کے دروازے پر دستک دی تو اندر سے ایک زنانہ ہاتھ مہندی سے رنگین باہر نکلا۔ آپؒ نے خط ان کے ہاتھ پہ رکھ دیا۔ آپ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ کون اور یہاں کیسے ؟ اسی وقت اندر سے آواز آئی جاؤ خط کا جواب دے دیا۔ جب وہ واپس حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ فرمایا تم فارغ التحصیل سلوک کے امتحان میں ناکام ہو گئے۔ یہ خیال پیدا ہوا ہی کیوں ؟ ان کے حضور میں جو بھی حاضر ہوتا ہے بیٹا ہو یا بیٹی حضور اقدس و اکمل و اجمل اطیب و اطہر روحی فداہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت ہوتی ہے اور سرکارِ دو عالم تاجدارِ حرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت میں کون خیانت کر سکتا ہے ؟ اور کیسے کر سکتا ہے ؟ پھر آپ کو ایک کڑی ریاضت میں مصروف کیا گیا۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغْ۔

الحمد للحیّ القیوّم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۶۰۵ سُبْحَانَ الْقَائِمِ الدَّائِمِ ؛ سُبْحَانَ الْحَیِّ الْقَیُّوْمِ ؛ سُبْحَانَ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ ؛ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ ؛ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ وَالرُّوْحِ سُبْحَانَ الْعَلِیِّ الْاَعْلٰی سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی

عقل کو دماغ میں، حرص کو گردہ میں، غضب کو کلیجہ میں، شجاعت کو دل میں، رغبت کو پھیپھڑوں میں، ہنسی کو تلی میں اور خوشی و غمی کو چہرہ میں رکھا ہوا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ تَوَاضَعَ کُلُّ شَیْءٍ لِعَظْمَتِہٖ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ذَلَّ کُلُّ شَیْءٍ لِعِزَّتِہٖ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَضَعَ کُلُّ شَیْءٍ لِمُلْکِہٖ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اسْتَسْلَمَ کُلُّ شَیْءٍ لِقُدْرَتِہٖ ط

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۶۰۶ سینہ جب کدورت سے کلیتہً پاک ہو جاتا ہے، نرمل ہو جاتا ہے۔ پانی کی طرح صاف اور شیشے کی طرح شفّاف ہو جاتا ہے اور شیشے میں ہر شے دکھائی دیا کرتی ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۶۰۷ تعمیر تو مکان کی بھی مشکل ہے، انسان کی تعمیر کے تو کیا کہنے، اپنے آپ نہ مکان بن سکتا ہے نہ انسان۔ ہر تعمیر مکان کی ہو یا انسان کی، معمار کی محتاج ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۶۰۸ ٹیپ ریکارڈر پہ سارے قرآنِ کریم کی تلاوت کی گئی، سامعین کو ثواب ملا۔ ٹیپ بیچارہ ٹیپ تھا، ٹیپ ہی رہا۔ قرآنِ عظیم کی تلاوت کے ثواب سے ٹیپ کی حالت ہمیشہ ہی جوں کی توں رہی۔ اور یہ معاملہ قابلِ غور ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۶۰۹ ہر دل گرد و غبار میں لپٹا ہوا ہے۔ عشق کی تپش سے دل کے گرد کی میل جل کر بھسم ہو جاتی ہے۔ دل کی

میل جب جاتی رہتی ہے، دل روشن ہو جاتا ہے۔ وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ ۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۶۱۰ ہم سب یہ کہتے ہیں کہ دین کی طرف آؤ، اللہ کی راہ میں نکلو، لیکن ہم خود بات بات پہ جھوٹ بولتے ہیں، ایک دوسرے کی غیبت کرتے ہیں، چغلی کھاتے ہیں، اپنے سینوں میں حسد و کدورت رکھتے ہیں اور کسی کو بھی اپنے جیسا نہیں سمجھتے۔ اللہ کے بندوں کو جو اللہ کا پیغام سنانے کسی مسجد میں داخل ہوتے ہیں، روک دیے جاتے ہیں۔ بیچاروں کو بولنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔

ایک مسجد میں لکھا ہوا دیکھا: یہاں کوئی تبلیغ نہیں کر سکتا۔

ایک اور مسجد میں یہ لکھا ہوا دیکھا: یہاں ذکرِ الٰہی کی محفل نہیں ہو سکتی۔

یا اللہ! یا رحمٰن! یا اللہ! یا رحمٰن! یہ سب معاملات تیری رحمت کے محتاج اور قابلِ غور و اصلاح ہیں: یا حیّ یا قیوم! برحمتک استغیث! وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ ۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۶۱۱ یہ کہہ:

حضور اقدس و اکمل، اکرم و اجمل، اطیب و اطہر صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق میرا مذہب، محبت میری ملّت اور اتباع میری منزل ہے۔ الحمدُ للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۶۱۲ جب اس نے کہا: اس کی کوئی ذات نہیں، کوئی صفات نہیں، کوئی حال نہیں، کوئی مقام نہیں، وہ تیرے در کا فقیر اور تیری رحمت کا امیدوار ہے، تیرے سوا تیری قسم! کسی کا بھی کچھ نہیں لگتا اور نہ ہی کسی سے کوئی امید رکھتا ہے، اس کی ہر شئے تیری، تیرے ہی لیے اور تیرے ہی حوالے ہے، تو

ہی اس کا ملجا، تو ہی اس کا ماویٰ، تو ہی اس کا والی اور تو ہی اس کا وارث ہے، راضی ہو گیا، سارے ہی گناہوں کو بخش دیا، نامۂ اعمال پہ لکیر پھیر دی جیسے کہ کسی نے کبھی کچھ کیا ہی نہیں ہوتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۶۱۳ یا حی یا قیوم! اسمع واستجب اللہ اکبر الاکبر یا ذا الجلال والاکرام! عالم کو عمل، مومن کو کردار، مجاہد کو شجاعت، فقر کو زہد و تقویٰ عنایت فرما! یاحی یا قیوم! آمین! نوازش تیری قدیم عادت ہے، اسے پھر سے دہرا! تیری تاریخ ایک مدت سے اس منظر کی منتظر ہے! یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ! اٰمِیْنَ۔ الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۶۱۴ ہمارے اللہ، اے ہمنشیں! تو کیا جانے اور ہم کیا جانیں کہ ہمارے اللہ کیا ہیں؟

ہمارے اللہ کون و مکان کی ہر شے کے خالق و مالک، رازق و حافظ و والی و وارث ہیں۔

ہمارے اللہ شہنشاہوں کے شہنشاہ، ذوالجلال والاکرام اور اپنی ہر مخلوق کے وکیل و کفیل و نصیر اور قادر المقتدر ہیں۔

ہمارے اللہ قریبٌ مجیبٌ، مجیبُ الدّعوات، رحیمٌ ودود اور غفورٌ رحیم ہیں۔

ہمارے اللہ ارحم الراحمین، اکرم الاکرمین اور احکم الحاکمین ہیں۔

ہمارے اللہ اپنی ہر مخلوق کی فریاد کو سننے والے "سمیع بصیر" اور ہر فریادی کی فریاد کو سننے والے غیاث المستغیثین ہیں۔

ہمارے اللہ ہم سب کے لیے کافی ہیں اور جس کے لیے اللہ کافی نہیں اس کے لیے کوئی بھی کافی نہیں۔ ہر کفایت اللہ ہی کی کفالت کی بدولت ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۶۱۵　ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اقدس و اکمل، اکرم و اجمل، اطیب و اطہر، سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، سید المرسلین، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، خاتم النبیین، حبیبِ کردگار، مولائے غمگسار، طٰہٰ، یٰسٓ، مزمل، مدثر، حٰمٓ، طٰسٓمٓ، روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کل عالمین پہ محیط ہے اور کل عالمین حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ رحمت میں سما سکتے ہیں اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ رحمت کی وُسعت کی کوئی انتہا نہیں اور اللہ کے سوا کسی کے بھی فہم و ادراک میں نہیں آسکتی۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وکالت و کفالت سے بندہ جب اپنے گناہوں کی بخشش کے لیے اللہ کے حضور میں سجدہ ریز ہوتا ہے بخش دیا جاتا ہے اگرچہ اس کے گناہ ریت کے ذرّوں سے بھی زیادہ ہوں۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نجات کا واحد موجب ہے وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ ؎

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا بِحُرْمَتِ حَبِيْبِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! اٰمِيْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هُوَ اَهْلُهٗ ط

۱۶۱۶　حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ تَوَاضَعَ كُلُّ شَىْءٍ لِّعَظَمَتِهٖ، وَ

سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے کہ جس کی عظمت کے آگے ہر چیز عاجز ہے، اور

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ ذَلَّ كُلُّ شَىْءٍ لِّعِزَّتِهٖ، وَ

سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے کہ جس کی عزت کے آگے ہر چیز ذلیل ہے، اور

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَضَعَ کُلُّ شَیْءٍ لِّمُلْکِهٖ ، وَ

سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے کہ جس کی حکومت کے سامنے ہر شئے جھکی ہوئی ہے ، اور

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اسْتَسْلَمَ کُلُّ شَیْءٍ لِّقُدْرَتِهٖ ط

سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے ہر چیز کو اپنی قدرت کے مطیع کر رکھا ہے ط

اور اس کے ذریعہ اللہ کے پاس کی چیز (رحمت و بخشش) طلب کرے تو اللہ سبحانہٗ اس کے لیے ہزار نیکی لکھتے ہیں اور اس کے ہزار درجے بلند کرتے ہیں اور ستر ہزار فرشتوں کو اس کے لیے قیامت تک استغفار کرنے کے لیے مقرر فرما دیتے ہیں۔

(طبرانی - ابن عساکرؒ / کنز العمال جلد اوّل صفحہ ۲۰۵ شمار ۳۸۹۱)

امروز سعید و مسعود و مبارک

پنجشنبہ ۱ محرم الحرام ۱۳۹۵ھ

ابوانیس محمّد برکت علی، لودھیانوی عفی عنہ

المہاجر الی اللہ والمتوکل علی اللہ العظیم،

المقام انجاف الصحاف لمقبول المصطفین ۰ دارالاحسان

بسم اللہ الرحمن الرحیم ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ یا حی یا قیوم اللّٰھم صل وسلم وبارک علیٰ سیدنا ومولانا وحبیبنا محمد النبی الامی وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کل معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک ومداد کلماتک استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ یا حی یا قیوم

قل

عشقُ محمدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

مذہبی وحبہٗ ملتی

وطاعتہٗ منزلی !

(یہ کہ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق میرا مذہب محبت میری ملت اور اتباع میری منزل ہے

ابوانیس محمد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

آمین آمین یا رب العلمین ط